فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۹

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام
عبد اللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین، اما بعد!

پس یہ شروع ہے بیچ ترجمہ پارے نہم صحیح بخاری کے اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق۔

كِتَابُ الْإِجَارَةِ کتاب ہے اجارے کے بیان میں

فائدہ: اجارہ کے معنی لغت میں مزدوری دینے کے ہیں اور شرع میں بیچنا اور مالک کرنا منفعت گردن کا ہے بدلے عوض معلوم کے یعنی اس کو کسی کے ہاتھ بیچ ڈالے یا کسی کو اس کا مالک کر دے۔ (فتح) اور اجارے کے معنی ہیں کرائے دینا کسی چیز کو اور شرع میں اجارے کے معنی مالک کرنا منفعت کا ہے اور قیاس چاہتا ہے کہ اجارہ جائز نہ ہو واسطے ہونے منفعت کے معدوم یعنی مزدور نے جس منفعت کو دوسرے کے ملک کیا ہے وہ معدوم ہے ہنوز پیدا نہیں ہوئے بلکہ آئندہ کرے گا جیسے کوئی کسی آدمی سے کہے کہ تو میرا کام کیا کر اور میں تجھ کو مثلا دو آنے روز مزدوری دیا کروں گا تو اب جو کام کہ مزدور کرے گا وہ ہنوز پیدا نہیں ہوا لیکن جائز رکھا اس کو شرع نے لوگوں کی حاجت کے واسطے۔ (ح)

بَابُ اسْتِئْجَارِ الرَّجُلِ الصَّالِحِ نیک بخت مرد کو مزدور ٹھہرانا

فائدہ: اس باب میں رد ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ نیک بخت مرد کو کاروبار اور خدمت میں مزدور رکھنا لائق نہیں اس واسطے کہ یہ آداب مسلمانی اور مروت کے برخلاف ہے۔ (ت)

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِيْنُ﴾ وَالْخَازِنُ الْأَمِيْنُ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَعْمِلْ مَنْ أَرَادَهُ.

اور اللہ نے فرمایا کہ البتہ بہتر جو تو مزدور رکھنا چاہے وہ جو زور آور ہو اور امانت دار اور جو خزانچی ہے وہ امین ہے اور بیان اس شخص کا جو نہ سردار بنائے اس شخص کو جو سرداری کو چاہے۔

فائدہ: اشارہ کیا ساتھ اس کے قصے موسیٰ علیہ السلام کی ساتھ بیٹی شعیب علیہ السلام کے اور ابن جریر نے روایت کی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے جس عورت سے نکاح کیا تھا اس کا نام صفورہ تھا اور اس کی بہن کا نام لیا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ نام ان کا صفورہ اور عبرا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ دوسری کا نام شرقا تھا اور اس میں اختلاف ہے کہ کیا ان کے باپ کا نام

شعیب علیہ السلام تھا جو نبی تھے یا وہ ان کا بھتیجا تھا یا کوئی اور تھا یہ کئی قول ہیں ان میں سے کوئی چیز راجح نہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے کہ زور آور ہے اس چیز میں کہ اس کا والی ہو امانت دار اس چیز میں کہ اس کے پاس امانت رکھی جائے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اس کے باپ نے اس سے موسیٰ علیہ السلام کی قوت اور امانت پوچھی سو ذکر کی اس نے قوت اس کی پانی پلانے کی حالت میں اور امانت اس کی نیچ نیچے کرنے آنکھ اپنی کے اس سے اور کہنا موسیٰ علیہ السلام کا واسطے اس کے کہ تو میرے پیچھے چل اور مجھ کو راہ بتلا اور روایت کیا اس کو بیہقی نے ساتھ اسناد صحیح کے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اور اس میں زیادہ کیا یہ لفظ کہ اس نے اس کا موسیٰ علیہ السلام سے نکاح کر دیا اور ٹھہرے موسیٰ علیہ السلام پاس اس کے کہ اس کو کام سے کفایت کرتے تھے اور ان کے واسطے ان کی بکریوں کے چرانے میں کام کرتے تھے۔ (فتح)

۲۱۰۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي جَدِّي أَبُو بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَازِنُ الْأَمِينُ الَّذِي يُؤَدِّي مَا أُمِرَ بِهِ طَيِّبَةً نَفْسُهُ أَحَدُ الْمُتَصَدِّقِينَ.

۲۱۰۰۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امانت دار خزانچی جو دے مالک کے حکم کے موافق اپنے دل سے خوش ہو کر خیرات کرنے والوں میں ایک وہ بھی ہے۔

فائدہ: شرح اس حدیث کی کتاب الزکوۃ میں پہلے گزر چکی ہے۔

۲۱۰۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ قُرَّةَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا أَبُو بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَقْبَلْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعِي رَجُلَانِ مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ فَقُلْتُ مَا عَلِمْتُ أَنَّهُمَا يَطْلُبَانِ الْعَمَلَ فَقَالَ لَنْ أَوْ لَا نَسْتَعْمِلُ عَلَى عَمَلِنَا مَنْ أَرَادَهُ.

۲۱۰۱۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حالانکہ کہ میرے ساتھ اشعری دو مرد تھے تو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سرداری چاہی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ تو ان کو اس واسطے اپنے ساتھ لایا ہے تو میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں نے معلوم نہیں کیا کہ یہ سرداری چاہتے ہیں یعنی مجھ کو انہوں نے نہیں بتلایا کہ ہم اس مطلب کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو سرداری چاہے اس کو ہم اپنے کام پر سردار نہیں بناتے۔

فائدہ: اس کی پوری شرح کتاب الاحکام میں آئے گی اور اسماعیلی نے کہا کہ ان دونوں حدیثوں میں اجارے کے

معنی نہیں اور داؤدی نے کہا کہ پہلی حدیث کو اس باب سے تعلق نہیں اس واسطے کہ اس میں اجارہ کا ذکر نہیں اور ابن تین نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد یہ ہے کہ خزانچی کے واسطے مال میں کچھ حصہ نہیں بلکہ وہ تو صرف مزدور ہے اور ابن بطال نے کہا کہ وجہ داخل ہونے اس کے کی اس باب میں یہ ہے کہ جو کسی چیز پر مزدور رکھا جائے وہ اس میں امانت دار ہے اگر اس سے کوئی چیز تلف کرے تو اس پر ضمان نہیں یعنی اس کا بدلہ اس پر نہیں آتا مگر یہ کہ خود جان بوجھ کر اس کو تلف کرے اور کرمانی نے کہا کہ داخل ہونا اس حدیث کا باب الاجارہ میں واسطے اشارے کے ہے کہ غیر کے مال کا خزانچی مانند اجیر کے ہے واسطے صاحب مال کے اور اوپر داخل ہونا دوسری حدیث کا اجارے میں ظاہر ہے اس جہت سے کہ جو عمل چاہے تو وہ غالبا اس واسطے چاہتا ہے کہ اجرت حاصل کرے جو عامل کے واسطے مشروع ہے اور عمل مطلوب شامل ہے عمل زکوۃ کو اس کے جمع کرنے میں اور اس کے جدا کرنے میں اپنی جگہ میں اور اس کے واسطے اس میں حصہ ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا کہ زکوۃ تحصیل (وصول) کرنے والوں کا بھی اس میں حصہ ہے پس داخل ہونا اس کا باب میں اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے چاہا کہ حضرت ﷺ ان کو زکوۃ تحصیل کرنے وغیرہ پر سردار بنا دیں اور ہو ان کے واسطے اس پر اجرت معلوم اور چونکہ سرداری کا چاہنا حرص پر دلیل ہے تو حریص سے محفوظ رہنا مطلوب ہوا اسی واسطے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو سرداری کو چاہے اس کو ہم سردار نہیں بناتے اور ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو سرداری کو چاہے اس کو سردار بنانا منع ہے یا تو بطور حرام ہونے کے اور یا بطور کراہت کے اور حرمت کی طرف مائل ہوئے ہیں قرطبی مگر جو عامل کی مدد کرے وہ اس سے مستثنیٰ ہے یعنی سرداری پر مدد کرنی حرام نہیں۔ (فتح)

بَابُ رَعْيِ الْغَنَمِ عَلٰى قَرَارِيْطَ. قیراطوں کی مزدوری پر بکریوں کا چرانا۔

فائدہ: قراریط جمع ہے قیراط کی اور قیراط آدھی دانگ ہے سونے کی ہوتی ہے وزن میں پانچ جو کے برابر اور بعض کہتے ہیں کہ قراریط ایک جگہ کا نام ہے مکے میں لیکن پہلی وجہ کو ترجیح ہے اس واسطے کہ مکے والے اس نام کے ساتھ کوئی مکان نہیں پہچانتے اور نسائی نے نصر بن حزن سے روایت کی ہے کہ فخر کیا اونٹوں والوں اور بکریوں والوں نے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بھیجے گئے موسیٰ علیہ السلام اور حالانکہ وہ بکریاں چراتے تھے اور بھیجے گئے داؤد علیہ السلام اور حالانکہ وہ بکریاں چراتے تھے اور بھیجا گیا میں اس حال میں کہ بکریاں چراتا ہوں سو بعض گمان کرتے ہیں کہ اس میں رد ہے واسطے تاویل سوید بن سعید کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ اپنے اہل کی بکریاں اجرت کے ساتھ چراتے تھے پس متعین ہوئی یہ بات کہ مراد قراریط سے مکان ہے اور یہ رد ٹھیک نہیں اس واسطے کہ یہ تطبیق ممکن ہے کہ اپنے اہل کے واسطے بغیر اجرت کے بکریاں چراتے ہوں اور غیر کے واسطے اجرت سے چراتے ہوں اور علماء کہتے ہیں کہ حکمت بیچ الہام نبیوں کے واسطے بکریاں چرانے کے پہلے نبی ہونے سے یہ ہے کہ تا حاصل ہو واسطے ان کے تجربہ اور عادت

ساتھ چرانے ان کے کی اس چیز پر کہ وہ مکلف ہوں گے قیام سے ساتھ امر امتیوں کے اور اس واسطے کہ ان کی مخالفت میں ان کو حلیمی اور مشقت حاصل ہوتی ہے اس واسطے کہ جب وہ صبر کرتے ہیں اوپر چرانے ان کے اور جمع کرنے ان کے کے بعد جدا جدا ہونے ان کے کے چرنے کی جگہ میں اور نقل کرنے ان کے کے ایک جگہ سے طرف دوسری جگہ کی اور دفع کرنے دشمن ان کے کے درندوں وغیرہ سے مانند چور کی اور ان کی طبیعتوں کے خلاف اور شدت تفرق کو جانتے ہیں باوجود ضعف ان کی کے اور محتاج ہونے ان کے کے طرف خبر گیری کے تو الفت حاصل ہوگی ان کو صبر کرنے کے اوپر امت کے اور پہچانے گے اختلاف طبیعتوں ان کی کا اور تفاوت عقلوں ان کے کا تو ان کے ٹوٹے کو جوڑیں گے اور ان کے ضعیف کے ساتھ نرمی کریں گے اور اچھی طرح سے ان کی خبر کریں گے تو ان کو اس مشقت کا اٹھانا آسان ہوگا اس چیز سے کہ اگر پہلے پہل ان کو اس مشقت کے ساتھ تکلیف دی جاتی تو ان کو یہ تدریج اور آہستگی حاصل نہ ہوتی جو بکریوں کے چرانے سے حاصل ہوتی ہے حاصل یہ ہے کہ پیغمبروں کو بکریوں کے چرانے کا اس واسطے الہام ہوتا ہے کہ وہ بکریوں کے چرانے سے اپنی امت کے انتظام سیکھیں اور بکریوں کو اس واسطے خاص کیا گیا کہ وہ اپنے غیر سے ضعیف تر ہیں اور اس واسطے کہ ان کا جدا ہونا اونٹوں سے اور گائے کے جدا ہونے سے اکثر ہے اس واسطے کہ اونٹوں اور گائے کا باندھنے کے ساتھ ضبط کرنا ممکن ہے اور عادت کے باعتبار بکریوں کا باندھنا ممکن نہیں اور باوجود اکثر جدا ہونے ان کی کے پس وہ اسرع ہیں واسطے فرمانبرداری کے اپنے غیر سے اور بیچ ذکر کرنے حضرت ﷺ کے واسطے اس کی تصریح ہے ساتھ احسان رب کے اوپر آپ کے اور آپ کے بھائی پیغمبروں پر۔ (فتح)

۲۱۰۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ جَدِّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَعَثَ اللهُ نَبِيًّا إِلَّا رَعَى الْغَنَمَ فَقَالَ أَصْحَابُهُ وَأَنْتَ فَقَالَ نَعَمْ كُنْتُ أَرْعَاهَا عَلَى قَرَارِيطَ لِأَهْلِ مَكَّةَ

۲۱۰۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی ایسا پیغمبر نہیں جس نے بکریاں نہ چرائیں ہوں تو اصحاب نے کہا کہ اور کیا آپ نے بھی بکریاں چرائی ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں میں نے بھی مکے والوں کی بکریاں چند قیراط مزدوری پر چرائی ہیں۔

بَابُ اسْتِئْجَارِ الْمُشْرِكِينَ عِنْدَ الضَّرُوْرَةِ أَوْ إِذَا لَمْ يُوْجَدْ أَهْلُ الْإِسْلَامِ وَعَامَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهُوْدَ خَيْبَرَ.

اگر مسلمان نہ پایا جائے یا ضرورت ہو تو کافر کو مزدور رکھنا درست ہے مزدور رکھا حضرت ﷺ نے یہود خیبر کو ان کی زمینوں پر۔

فائدہ: یہ باب مشعر ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک کافر کو مزدور رکھنا منع ہے برابر ہے کہ حربی ہو یا ذمی مگر

حاجت ہو تو درست ہے جیسا کہ مسلمان نہ پایا جائے تو کفایت کرتا ہے اور عبدالرزاق نے ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ نہ تھے واسطے حضرت ﷺ کے کام کرنے والے کہ خیبر کی کھجوروں میں کام کریں سو حضرت ﷺ نے خیبر کے یہودیوں کو بلایا اور خیبر کی کھجوروں اور کھیتی کو ان کے حوالے کیا اور یہ جو حضرت ﷺ نے خیبر کے یہودیوں کو وہاں کی کھیتی کرنے پر مقرر کیا اور ہجرت کے وقت رہبر کافر کو مزدور رکھا تو اس سے استدلال کرنے میں نظر ہے اس واسطے کہ ان میں مقصود کے ساتھ تصریح نہیں کہ ان کو مزدور رکھنا منع ہے اور شاید کہ اسے لیا ہے اس کو ان دونوں حدیثوں سے ساتھ جوڑنے ان کے کے طرف اس حدیث کی کہ ہم کافر کے ساتھ مدد نہیں لیتے روایت کی یہ حدیث مسلم نے اور ارادہ کیا اس نے تطبیق کا درمیان حدیثوں کے ساتھ اس چیز کے کہ اس کے ساتھ باب باندھا اور ابن بطال نے کہا کہ عام فقہاء کہتے ہیں کہ ضرورت وغیرہ کے وقت کافر کو مزدور رکھنا جائز ہے اس واسطے کہ اس میں ان کی ذلت ہے اور منع تو صرف یہ ہے کہ مسلمان کافر کے پاس مزدور نہ رہے اس واسطے کہ اس میں مسلمان کی ذلت ہے اور یہ جو باب میں کہا کہ جب مسلمان نہ پایا جائے تو یہ اشارہ ہے طرف اس کی جو ابو داؤد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ﷺ نے خیبر کو فتح کیا تو حضرت ﷺ نے چاہا کہ یہود کو خیبر کے ملک سے نکال دیں تو انہوں نے کہا کہ اے محمد ﷺ ہم کو چھوڑ دیں کہ ہم اس زمین میں محنت کریں اور جو پیدا ہوگا سو آدھوں آدھ بانٹ لیں گے اور حضرت ﷺ نے جو ان کی یہ عرض قبول کی تو اس واسطے کہ وہ پہچانتے تھے اس چیز کو جو ان کی زمین کو درست کرے سوائے غیر ان کے کے تو امام بخاری رحمہ اللہ نے نہ پہچاننے والے کو نہ پائے گئے کی جگہ اتارا اور دلیل کافر کی شرح آئندہ آئے گی۔ (فتح)

۲۱۰۳۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَاسْتَأْجَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ رَجُلًا مِّنْ بَنِي الدِّيْلِ ثُمَّ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ بْنِ عَدِيٍّ هَادِيًا خِرِّيْتًا الْخِرِّيْتُ الْمَاهِرُ بِالْهِدَايَةِ قَدْ غَمَسَ يَمِيْنَ حِلْفٍ فِيْ آلِ الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ وَهُوَ عَلٰى دِيْنِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ فَأَمِنَاهُ فَدَفَعَا إِلَيْهِ رَاحِلَتَيْهِمَا وَوَاعَدَاهُ غَارَ ثَوْرٍ بَعْدَ ثَلَاثِ

۲۱۰۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے یعنی ہجرت کی حدیث کے بیان میں اور مزدور رکھا حضرت ﷺ نے اور ابوبکر نے ایک مرد کو بنی دیل سے پھر بنی عبد بن عدی کے قبیلے سے اس حال میں کہ راہ دکھانے والا ماہر تھا اور خریت اس کو کہتے ہیں کہ جو راہ کی خوب مہارت رکھتا ہو تحقیق دے دیا ہوا تھا اس نے ہاتھ قسم کا آل عاص بن وائل کے خون میں یعنی اس نے ان سے قسم کھائی ہوئی تھی کہ حق نہ حق میں ایک دوسرے کی مدد کریں گے اور وہ کفار قریش کے دین پر تھا تو دونوں نے اس کو امین بنایا اور اپنے دونوں اونٹ اس کے حوالے کیے اور تین راتوں کے بعد غار ثور پر اس کو لانے کا وعدہ دیا سو وہ تیسری

لَيَالٍ فَأَتَاهُمَا بِرَاحِلَتَيْهِمَا صَبِيْحَةَ لَيَالٍ ثَلَاثٍ فَارْتَحَلَا وَانْطَلَقَ مَعَهُمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ وَالدَّلِيْلُ الدِّيْلِيُّ فَأَخَذَ بِهِمْ أَسْفَلَ مَكَّةَ وَهُوَ طَرِيْقُ السَّاحِلِ.

رات کی صبح کو دونوں اونٹ ان کے پاس لایا تو دونوں نے کوچ کیا اور عامر بن فہیرہ اور راہ دکھانے والا ان کے ساتھ چلا رہبر نے ان کے ساتھ دریا کے کنارے کی راہ لی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے واسطے مسلمان کے مزدور رکھنا کافر کو واسطے راہ دکھانے کے جب کہ اس سے امن ہو اور یہ کہ جائز ہے واسطے دو آدمیوں کے یہ کہ مزدور رکھیں ایک آدمی کو ایک کام پر۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا اسْتَأْجَرَ أَجِيْرًا لِيَعْمَلَ لَهُ بَعْدَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ أَوْ بَعْدَ شَهْرٍ أَوْ بَعْدَ سَنَةٍ جَازَ وَهُمَا عَلَى شَرْطِهِمَا الَّذِي اشْتَرَطَاهُ إِذَا جَاءَ الْأَجَلُ

جب کوئی کسی کو مزدور ٹھہرائے تا کہ اس کے واسطے تین دن کے بعد یا ایک مہینے کے یا ایک برس کے بعد کام کرے تو یہ جائز ہے اور اجیر اور مستجیر دونوں اپنی شرط پر ہیں جب کہ وہ مدت معلوم کو آئے یعنی اس صورت میں وہ عقد باطل نہیں ہوتا۔

٢١٠٤۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ وَاسْتَأْجَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ رَجُلًا مِّنْ بَنِي الدِّيْلِ هَادِيًا خِرِّيْتًا وَهُوَ عَلَى دِيْنِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ فَدَفَعَا إِلَيْهِ رَاحِلَتَيْهِمَا وَوَاعَدَاهُ غَارَ ثَوْرٍ بَعْدَ ثَلَاثِ لَيَالٍ بِرَاحِلَتَيْهِمَا صُبْحَ ثَلَاثٍ.

٢١٠٤۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مزدور رکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک مرد کو بنی دیل سے اس حال میں کہ راہ دکھانے والا ماہر تھا اور وہ کفار قریش کے دین پر تھا سو دونوں نے اپنے دونوں اونٹ اس کے حوالے کیے اور اس کو غار ثور کا وعدہ دیا بعد تین راتوں کے ساتھ سواریوں اپنی کے تیسرے کی صبح کو۔

فائدہ: اسماعیل نے کہا کہ یہ حدیث اس پر دلالت نہیں کرتی کہ انہوں نے اس کو مزدور رکھا تھا اس پر کہ نہ کام کرے وہ مگر بعد تین دن کے بلکہ حدیث میں تو یہ ہے کہ انہوں نے اس کو مزدور رکھا اور شروع ہوا عمل میں اس وقت سے جب کہ انہوں نے اس کو اپنے دونوں اونٹ سپرد کیے کہ وہ ان کو چرائے اور ان کی حفاظت کرے یہاں تک کہ تیار ہو واسطے ان کے نکلنا میں کہتا ہوں کہ نہیں ترجمہ میں وہ چیز کہ الزام دیا ہے اس نے اس کو ساتھ اس کے اس جس کے ساتھ اس نے باب باندھا ہے وہ ظاہر قصے کا ہے اور جو شخص کہے کہ جب اجارے کے وقت عمل میں

شروع نہ کرے تو وہ اجارہ باطل ہے تو وہ دلیل کی طرف محتاج ہے واللہ اعلم اور جو کوئی بخاری رحمہ اللہ پر اس کے ساتھ اعتراض کرتا ہے تو ابن منیر نے اس پر رد کیا کہ خدمت مقصود ساتھ اجارہ مذکورہ کے تھی اوپر راہ دکھانے کی اور سوائے اس کے اور کوئی خدمت نہ تھی اور نہیں شک ہے اس میں کہ وہ موخر تھی اور میں کہتا ہوں کہ تائید کرتی ہے اس کو یہ بات کہ جوان کے اونٹوں کو چراتا تھا وہ عامر بن فہیرہ تھا نہ راہ دکھانے والا اور ابن منیر نے کہا کہ نہیں ہے حدیث میں تصریح ساتھ اس حکم کے نہ بطور اثبات کے اور نہ نفی کے اور کبھی احتمال ہوتا ہے تھوڑی مدت میں اس چیز کا کہ بڑی میں نہیں ہوتا اس واسطے کہ تھوڑی مدت میں غرر کا خوف کم ہوتا ہے اور یہ مذہب امام مالک کا ہے اس واسطے کہ اس نے معین کیا ہے جواز کو بیع میں ساتھ اس مدت کے کہ ان کی مثل میں اسباب متغیر نہ ہو اور استنباط کیا گیا ہے اس قصے سے جائز ہونا اجارے گھر کا ایک مدت معلوم تک پہلے آنے اول مدت کے اور وہ مبنی ہے اوپر صحت اصل کے یعنی یہ اصل صحیح ہے پس ملحق ہو گی فرع ساتھ اس کے۔ (فتح)

بَابُ الْأَجِيْرِ فِي الْغَزْوِ — جنگ میں مزدور رکھنے کا بیان

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ ٹھہرانا مزدور کا واسطے خدمت کے اور واسطے کفایت کرنے محنت عمل کے جنگ وغیرہ میں برابر ہے اور احتمال ہے کہ یہ اشارہ ہو طرف اس کی کہ جہاد اگرچہ مقصود اس سے حاصل کرنا اجر کا ہوتا ہے لیکن نہیں مخالف ہے یہ مدد لینے کو ساتھ اس شخص کے جو مجاہد کی خدمت کرے اور کفایت کرے اس کو بہت کاموں سے جو خود ان کو نہیں کر سکتا۔ (فتح)

۲۱۰۵۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَكَانَ مِنْ أَوْثَقِ أَعْمَالِي فِي نَفْسِي فَكَانَ لِي أَجِيرٌ فَقَاتَلَ إِنْسَانًا فَعَضَّ أَحَدُهُمَا إِصْبَعَ صَاحِبِهِ فَانْتَزَعَ إِصْبَعَهُ فَأَنْدَرَ ثَنِيَّتَهُ فَسَقَطَتْ فَانْطَلَقَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهْدَرَ ثَنِيَّتَهُ وَقَالَ أَفَيَدَعُ إِصْبَعَهُ فِي فِيكَ تَقْضَمُهَا قَالَ أَحْسِبُهُ قَالَ كَمَا يَقْضَمُ

۲۱۰۵۔ یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تنگی کا جہاد کیا یعنی جنگ تبوک کہ قحط کے دنوں میں واقع ہوا تھا اور یہ جنگ میرے نزدیک میرے سب عملوں سے مضبوط تر تھا یعنی میں اس کو اپنے سب عملوں سے افضل جانتا ہوں اور میرا ایک نوکر تھا سو وہ ایک آدمی سے لڑا تو ان دونوں میں سے ایک نے اپنے ساتھی کی انگلی کاٹ کھائی تو اس اپنی انگلی اس کے منہ سے کھینچی تو اس کے اگلے دانت گرا دیئے سو وہ گر پڑے سو جس کے اگلے دانت گر پڑے تھے وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گیا یعنی تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا انصاف چاہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دانتوں کا بدلہ معاف کیا اور فرمایا کہ کیا وہ اپنی انگلی تیرے منہ میں

الْفَحْلُ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ جَدِّهِ بِمِثْلِ هٰذِهِ الصِّفَةِ أَنَّ رَجُلًا عَضَّ يَدَ رَجُلٍ فَأَنْدَرَ ثَنِيَّتَهُ فَأَهْدَرَهَا أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

چھوڑ دیتا کہ تو اس کو اونٹ کی طرح چباتا اور ابن جریج نے کہا کہ اور حدیث بیان کی مجھ سے عبداللہ بن ابی ملیکہ نے اپنے دادا سے ساتھ مثل اس قصے کے کہ ایک مرد نے ایک مرد کا ہاتھ چبایا سو اس کے دانت گرا دیے سو اس کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے معاف کیا یعنی نہ اس کا قصاص لیا نہ دیت۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنگ میں مزدور رکھنا درست ہے۔

بَابُ مَنِ اسْتَأْجَرَ أَجِيْرًا فَبَيَّنَ لَهُ الْأَجَلَ وَلَمْ يُبَيِّنِ الْعَمَلَ لِقَوْلِهِ ﴿إِنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ أُنْكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ﴾.

جو مزدور رکھے اور اس کے واسطے مدت بیان کرے یعنی اتنی مدت تجھ سے کام لوں گا اور اس کے واسطے کام بیان نہ کرے کہ مثلا فلانا کام تجھ سے لوں گا تو کیا جائز ہے یا نہیں واسطے دلیل اس آیت کے کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنی ایک بیٹی تجھ کو بیاہ دوں تا اس قول تک کہ ہماری بات کا اللہ گواہ ہے۔

فائدہ: اور تحقیق مائل ہوئے امام بخاری رحمہ اللہ طرف جواز کی اس واسطے کہ دو مہینے اس آیت سے دلیل پکڑی ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنی ایک بیٹی تجھ کو نکاح کر دوں اور باوجود اس کے کہ اس نے جواز کی تصریح نہیں کی کہ واسطے ہونے احتمال کے اور وجہ دلالت کی اس سے یہ ہے کہ قصے مذکورہ کے سیاق میں عمل کا بیان واقع نہیں ہوا کہ یہ کام تجھ سے لوں گا بلکہ اس میں تو صرف یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے آپ کو عورتوں کے باپ کے پاس مزدور رکھا پھر یہ دلالت تو اس وقت تمام ہوتی ہے کہ جب ہم کہیں کہ پہلے انبیاء کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے جب کہ وارد ہو ہماری شرع ساتھ برقرار رکھنے اس کے کے اور تحقیق حجت پکڑی ہے شافعی رحمہ اللہ نے ساتھ اس آیت کے اوپر مشروع ہونے اجارے کے سو امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ تعالی نے ذکر کیا ہے کہ پیغمبروں سے ایک پیغمبر نے اپنی جان کو کئی سال معین مزدور رکھا کہ مالک ہو ساتھ اس کے ایک عورت کی شرمگاہ کا اور بعض کہتے ہیں کہ مزدور ٹھہرایا اس کو اس پر کہ اس کے واسطے بکریاں چرائے اور مہلب نے کہا کہ آیت میں دلیل اوپر مجہول ہونے کام کے اجارے میں اس واسطے کہ یہ ان کے درمیان معلوم تھا اور سوائے اس کے نہیں کہ اس کا ذکر تو اس واسطے محذوف ہوا کہ وہ معلوم تھا اور پیچھا کیا ہے اس کا ابن منیر نے ساتھ اس کے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ مراد نہیں کہ عمل مجہول ہو بلکہ اس کی مراد تو یہ ہے کہ عمل پر لفظ کے ساتھ نص کرنی شرط نہیں اور اتباع مقصود کا ہے نہ لفظ کا اور احتمال ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے عتبہ کی حدیث کی طرف اشارہ کیا ہو کہ اس نے کہا کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے تو

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی جان کو مزدور رکھا آٹھ سال یا دس سال اوپر بچانے ستر اپنے کے اور کھانے پیٹ اپنے کے روایت کی یہ حدیث ابن ماجہ نے اور اس کی اسناد میں ضعف ہے اس واسطے کہ اس میں موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے عمل کا بیان نہیں اور جو کہتا ہے کہ جائز ہے کہ بکریاں چرانے کے سوائے اور کوئی چیز مہر ہو تو وہ بہت بعید بات کہتا ہے اور حضرت شعیب علیہ السلام کی مراد تو یہ تھی کہ موسیٰ علیہ السلام یہ مدت اس کی بکریاں چرائے اور وہ اپنی بیٹی اس کو نکاح کر دے سو اس کے واسطے دو امر ذکر کیے اور معلق کیا نکاح کر دینے کا اوپر بکریاں چرانے کے بطور معاہدہ کے نہ بطور معاقدے کے پس مزدور رکھا اس کو واسطے چرانے بکریوں اپنی کے ساتھ ایک چیز کے کہ ان کے درمیان معلوم ہے پھر نکاح کر دیا اپنی بیٹی کو ساتھ اس کے ساتھ مہر کے کہ معلوم تھا درمیان ان کے۔ (فتح)

يَأْجُرُ فُلَانًا يُعْطِيهِ أَجْرًا وَمِنْهُ فِي التَّعْزِيَةِ أَجَرَكَ اللَّهُ.

امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ یا فلاں کے یہ معنی ہیں کہ اس کو مزدوری دے اور اس قبیل سے ہے جو ماتم پرسی میں کہتے ہیں کہ اللہ تجھ کو بدلہ دے۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ تاجرنی کی تفسیر کی ہے اور اسماعیل نے کہا کہ معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ تو میرے واسطے مزدور ہو پس یہ تفسیر امام بخاری رحمہ اللہ کی ٹھیک نہیں ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا عَلَى أَنْ يُقِيمَ حَائِطًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ جَازَ

اگر کوئی مزدور ٹھہرائے اس پر کہ دیوار کو سیدھا کرے جو گرنا چاہتی ہے تو جائز ہے

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث کا ایک ٹکڑا وارد کیا ہے جو حضرت خضر علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں ہے اور پوری حدیث کتاب تفسیر میں آئے گی اور سوائے اس کے نہیں کہ پورا ہوتا ہے استدلال ساتھ اس قصے کے جب کہ ہم کہیں کہ پہلے نبیوں کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے واسطے قول موسیٰ علیہ السلام کے کہ اگر تو چاہتا تو اس پر مزدوری لیتا یعنی اگر تو اپنے اس کام پر اجرت معین کی شرط کرتا تو البتہ ہم کو یہ فائدہ دیتی اور ابن منیر نے کہا کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ اجارہ مضبوط ہوتا ہے ساتھ متعین ہونے عمل کے جیسا کہ مضبوط ہوتا ہے ساتھ متعین ہونے مدت معین کے۔ (فتح)

۲۱۰۶۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي يَعْلَى بْنُ مُسْلِمٍ وَعَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ يَزِيدُ أَحَدُهُمَا عَلَى صَاحِبِهِ وَغَيْرُهُمَا قَالَ قَدْ سَمِعْتُهُ

۲۱۰۶۔ اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام دونوں چلے تو انہوں نے ایک گاؤں میں ایک دیوار پائی جو گرا چاہتی تھی سعید راوی نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اس طرح اور اپنے ہاتھ کو اٹھایا پس سیدھے رہے یعلی راوی نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ سعید نے کہا کہ سو خضر علیہ السلام

يُحَدِّثُهُ عَنْ سَعِيدٍ قَالَ قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا حَدَّثَنِي أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقَا فَوَجَدَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ قَالَ سَعِيدٌ بِيَدِهِ هٰكَذَا وَرَفَعَ يَدَيْهِ فَاسْتَقَامَ قَالَ يَعْلَى حَسِبْتُ أَنْ سَعِيدًا قَالَ فَمَسَحَهُ بِيَدِهِ فَاسْتَقَامَ لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ سَعِيدٌ أَجْرًا نَأْكُلُهُ.

نے اپنا ہاتھ اس پر پھیرا پس وہ سیدھی رہی یعنی اس کو اپنے ہاتھ سے سیدھا کر دیا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اگر تو چاہتا تو اس پر مزدوری لیتا کہ ہم اس کو کھاتے۔

بَابُ الْإِجَارَةِ إِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ

آدھے دن تک اجارہ کرنے کا بیان

فائدہ: یعنی اول دن سے اور اس کے بعد یہ باب باندھا ہے کہ عصر تک اجارہ کرنے کا بیان اور اس میں بھی تقدیر ہے کہ ابتداء اول دن سے ہے پھر اس کے بعد یہ باب باندھا کہ اجارہ کرنا عصر سے رات تک یعنی اول دخول رات تک بعض کہتے ہیں کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی ثابت کرنا صحت اجارے کا ہے ساتھ اجر معلوم کے مدت معلوم تک اس جہت دے کہ شارع نے اس کے ساتھ مثال بیان کی اور اگر یہ بات جائز نہ ہوتی تو شارع اس کو جائز نہ رکھتا اور احتمال ہے کہ غرض اس سب سے یہ ہو کہ دن کے کچھ حصے کے واسطے مزدور رکھنا درست ہے جب کہ حصہ معلوم ہو یعنی مثلاً کہ آدھا دن یا کم بیش واسطے دفع کرنے وہم اس شخص کے جو وہم کرتا ہے کہ ادنیٰ درجے مدت معلوم کا یہ ہے کہ پورا ایک دن ہو۔

۲۱۰۷۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ أَهْلِ الْكِتَابَيْنِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَأْجَرَ أُجَرَاءَ فَقَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِي مِنْ غُدْوَةٍ إِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰى قِيرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْيَهُودُ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِي مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلٰى صَلَاةِ الْعَصْرِ عَلٰى قِيرَاطٍ فَعَمِلَتِ النَّصَارٰى ثُمَّ قَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِي مِنَ الْعَصْرِ إِلٰى أَنْ تَغِيبَ الشَّمْسُ عَلٰى

۲۱۰۷۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مثل تمہاری اے مسلمانو! اور مثل یہود اور نصاریٰ کی مثل اس مرد کے ہے جس نے کئی مزدور رکھے تو اس نے کہا کہ کون ہے جو میرا کام کرے صبح سے دوپہر تک ایک قیراط پر سو یہود نے دوپہر تک کام کیا پھر اس مرد نے کہا کہ کون ہے جو میرا کام کرے دوپہر سے عصر کی نماز تک ایک قیراط پر سو نصاریٰ نے عصر تک کام کیا پھر اس مرد نے کہا کہ کون ہو جو میرا کام کرے عصر سے سورج ڈوبنے تک دو قیراطوں پر سو تم اے مسلمانو! وہی ہو جنہوں نے عصر سے سورج ڈوبنے تک کام کیا سو غصے ہوں گے یہود اور نصاریٰ یعنی قیامت کے دن

قِیْرَاطَیْنِ فَأَنْتُمْ هُمْ فَغَضِبَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى فَقَالُوْا مَا لَنَا أَكْثَرَ عَمَلًا وَأَقَلَّ عَطَاءً قَالَ هَلْ نَقَصْتُكُمْ مِّنْ حَقِّكُمْ قَالُوْا لَا قَالَ فَذٰلِكَ فَضْلِيْ أُوْتِيْهِ مَنْ أَشَاءُ.

پھر کہیں گے کہ کیا حال ہے ہمارا کہ ہم کام میں تو زیادہ ہیں اور مزدوری میں کم یعنی یہ عجب بات ہے کہ کام بہت اور اجرت کم تو اللہ فرمائے گا کہ کیا میں نے تم کو تمہارے حق سے کچھ کم دیا یعنی جو مزدوری ٹھہر گئی تھی اس سے کچھ کم دیا وہ کہیں گے کہ جو ٹھہرایا تھا اس سے کم نہیں ملا اللہ فرمائے گا سو یہ تو یعنی دگنی مزدوری دینی میرا فضل ہے جس کو چاہوں اس کو دوں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ مثل تمہاری...... الخ تو یہ اصل کلام اس طرح سے ہے کہ مثل تمہاری ساتھ نبی تمہارے کے اور مثل یہود و نصاریٰ کے ساتھ نبیوں اپنے کے مثل اس مرد کی ہے پس مثل بیان کی گئی ہے واسطے امت کے ساتھ نبی اپنے کے اور مثل یہ مزدور ہیں ساتھ مزدور رکھنے والوں کے اور یہ جو کہا کہ عصر تک تو احتمال ہے کہ مراد عصر کے داخل ہونے کا اول وقت ہو اور احتمال ہے کہ اس میں شروع کرنے کا اول وقت مراد ہو اور دوسرا احتمال اٹھا دیتا ہے اس شبہے کو جو مواقیت میں پہلے گزر چکا ہے بر تقدیر تسلیم اس بات کے کہ ظہر اور عصر کے درمیان کا وقت اور عصر اور مغرب کے درمیان کا وقت دونوں برابر ہیں پس کس طرح صحیح ہو گا قول نصاریٰ کا کہ ان کا کام اس امت سے زیادہ ہے اور میں نے اس کے کئی جواب پہلے بیان کر دیے ہیں پس چاہیے کہ ان کی طرف رجوع کیا جائے اور جو جواب پہلے نہیں گزرے ان میں سے ایک جواب یہ ہے کہ یہ جو کہا کہ کیا حال ہے ہمارا کہ ہمارا کام تو زیادہ ہے تو اس بات کے قائل صرف یہود ہیں اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو توحید میں واقع ہوئی ہے کہ تورات والوں نے کہا اور احتمال ہے کہ دونوں فریق سے ہر ایک نے یہ بات کہی ہو یہود تو اس واسطے ان کا زمانہ دراز ہے پس اس سے لازم آتا ہے کہ ان کا عمل بھی بہت ہو اور اپیر نصاریٰ تو انہوں نے اپنی تابعداری کی کثرت کو یہود کے زمانے کی کثرت کے ساتھ مقابلہ کیا اس واسطے کہ نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام دونوں کے ساتھ ایمان لائے بخلاف یہود کے کہ وہ صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایمان لائے اشارہ کیا طرف اس کی اسماعیلی نے اور احتمال ہے کہ نصاریٰ کا اکثر ہونا اس اعتبار سے ہو کہ انہوں نے آخر نماز عصر تک کام کیا اور یہ بعد داخل ہونے وقت اس کی کے ہے اشارہ کیا طرف اس کی ابن قصار اور ابن عربی نے اور ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اس کی کوئی حاجت نہیں اس واسطے کہ جو مدت کہ ظہر اور عصر کے درمیان ہے وہ زیادہ ہے اس مدت سے جو عصر اور مغرب کے درمیان ہے اور احتمال ہے کہ ہو نسبت اس کی طرف ان کی بطور تقسیم کے پس نحن اکثر عملا کے قائل یہود ہوں اور نحن اقل اجرا کے قائل نصاریٰ ہوں اور اس میں بُعد ہے یعنی یہ جواب ٹھیک نہیں اور ابن تین نے حکایت کی ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ دونوں فریقوں کا کام اکٹھا اکثر ہے اور ان کا زمانہ دراز ہے اور یہ خلاف ہے ظاہر سیاق کا اور یہ جو

فرمایا کہ یہ میرا فضل ہے کہ جس کو چاہوں دوں تو اس میں دلیل ہے واسطے اہلسنت کے کہ ثواب اللہ کی طرف سے ہے بطور احسان کے اس سے عمل کا بدلہ نہیں۔

بَابُ الْإِجَارَةِ إِلٰى صَلَاةِ الْعَصْرِ

عصر کی نماز تک اجارہ کرنے کا بیان یعنی جائز ہے

۲۱۰۸۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِيْ أُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ مَوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَالْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى كَرَجُلٍ اسْتَعْمَلَ عُمَّالًا فَقَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِيْ إِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ ثُمَّ عَمِلَتِ النَّصَارٰى عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ ثُمَّ أَنْتُمُ الَّذِيْنَ تَعْمَلُوْنَ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلٰى مَغَارِبِ الشَّمْسِ عَلٰى قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ فَغَضِبَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى وَقَالُوْا نَحْنُ أَكْثَرُ عَمَلًا وَّأَقَلُّ عَطَاءً قَالَ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِّنْ حَقِّكُمْ شَيْئًا قَالُوْا لَا فَقَالَ فَذٰلِكَ فَضْلِيْ أُوْتِيْهِ مَنْ أَشَاءُ.

۲۱۰۸۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ہے مثل تمہاری اور مثل یہود اور نصاریٰ کی مگر جیسے مثل اس شخص کی جس نے کام کے واسطے مزدور رکھے تو اس مرد نے کہا کہ کون ہے جو میرا کام کرے دوپہر تک ایک ایک قیراط پر سو کام کیا یہود نے ایک ایک قیراط پر پھر وہ کام کیا نصاریٰ نے ایک ایک قیراط پر پھر تم اے مسلمانو! وہی ہو جنہوں نے عصر کی نماز سے سورج ڈوبنے تک کام کیا دو دو قیراطوں پر سو غصے ہوں گے یہود اور نصاریٰ تو کہیں گے کہ ہم کام میں بہت ہیں اور مزدوری میں کم تو اللہ فرمائے گا کہ کیا میں نے تم کو تمہارے حق سے کچھ کم دیا تو کہیں گے کہ نہیں تو اللہ فرمائے گا کہ یہ میرا فضل ہے جس کو چاہوں دوں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عصر کی نماز تک اجارہ رکرنا درست ہے۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ مَّنَعَ أَجْرَ الْأَجِيْرِ

جو مزدور کو مزدوری نہ دے تو اس کو کیا گناہ ہے؟

۲۱۰۹۔ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى

۲۱۰۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ تین شخص ہیں کہ میں ان کا مدعی دشمن ہو جاؤں گا قیامت کے دن ایک تو وہ شخص جس نے مجھ کو درمیان دیا یعنی اس کے ساتھ اللہ کی قسم کھائی پھر دغا کیا اور دوسرا وہ مرد جس نے آزاد آدمی کو بیچا سو اس کی قیمت

ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ أَعْطَى بِي ثُمَّ غَدَرَ وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَاسْتَوْفَى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِهِ أَجْرَهُ.

کھائی اور تیسرا وہ مرد جس نے کسی مزدور کو مزدوری لگایا پھر اس سے پورا کام کروایا اور اس کو اس کی مزدوری نہ دی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور مؤخر کیا پچھلے باب کو واسطے مناسبت کے۔

بَابُ الْإِجَارَةِ مِنَ الْعَصْرِ إِلَى اللَّيْلِ

عصر کی نماز سے رات تک اجارہ کرنے کا بیان

فائدہ: یعنی اول وقت عصر سے اول دخول رات تک۔ (فتح)

۲۱۱۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُسْلِمِينَ وَالْيَهُودِ وَالنَّصَارٰى كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَأْجَرَ قَوْمًا يَعْمَلُوْنَ لَهُ عَمَلًا يَوْمًا إِلَى اللَّيْلِ عَلَى أَجْرٍ مَعْلُوْمٍ فَعَمِلُوْا لَهُ إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ فَقَالُوْا لَا حَاجَةَ لَنَا إِلَى أَجْرِكَ الَّذِي شَرَطْتَ لَنَا وَمَا عَمِلْنَا بَاطِلٌ فَقَالَ لَهُمْ لَا تَفْعَلُوْا أَكْمِلُوْا بَقِيَّةَ عَمَلِكُمْ وَخُذُوْا أَجْرَكُمْ كَامِلًا فَأَبَوْا وَتَرَكُوْا وَاسْتَأْجَرَ أَجِيرَيْنِ بَعْدَهُمْ فَقَالَ لَهُمَا أَكْمِلَا بَقِيَّةَ يَوْمِكُمَا هٰذَا وَلَكُمَا الَّذِي شَرَطْتُ لَهُمْ مِنَ الْأَجْرِ فَعَمِلُوْا حَتّٰى إِذَا كَانَ حِينُ صَلَاةِ الْعَصْرِ قَالَا لَكَ مَا عَمِلْنَا بَاطِلٌ وَلَكَ الْأَجْرُ الَّذِي جَعَلْتَ لَنَا فِيهِ فَقَالَ لَهُمَا أَكْمِلَا بَقِيَّةَ عَمَلِكُمَا مَا بَقِيَ مِنَ النَّهَارِ شَيْءٌ يَسِيرٌ فَأَبَيَا وَاسْتَأْجَرَ قَوْمًا أَنْ يَعْمَلُوْا لَهُ بَقِيَّةَ يَوْمِهِمْ

۲۱۱۰۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مثل مسلمانوں کی اور مثل یہود اور نصاریٰ کی مثل اس شخص کی ہے جس نے ایک گروہ کو مزدور رکھا جو اس کے واسطے صبح سے رات تک کام کریں مزدوری معین پر تو انہوں نے اس کا کام دوپہر تک کیا پھر انہوں نے کہا کہ جو مزدوری تو نے ہمارے واسطے مقرر کی تھی سو اس کی ہم کو کچھ حاجت نہیں اور ہمارا کام باطل ہوا تو اس مرد نے ان کو کہا کہ چھوڑو نہیں اپنا کام باقی پورا کرو اور اپنی پوری مزدوری لو سو انہوں نے نہ مانا اور کام چھوڑ دیا تو اس مرد نے ان کے بعد اور مزدور رکھے اور کہا کہ اپنا باقی دن پورا کرو اور جو مزدوری کہ میں نے پہلوں کے واسطے مقرر کی تھی سو تم کو ملے گی سو انہوں نے کام کیا یہاں تک کہ جب عصر کی نماز کا وقت ہوا تو کہنے لگے کہ جو کام ہم نے کیا سو تیرے واسطے ہے اور وہ باطل ہے اور جو مزدوری تو نے ہمارے واسطے اس میں ٹھہرائی تھی وہ تجھ کو چھوڑی سو اس نے کہا کہ اپنا باقی کام تمام کرو کہ نہیں باقی رہے دن سے مگر تھوڑی چیز یعنی بہت تھوڑا دن باقی ہے تو انہوں نے نہ مانا سو اس مرد نے مزدور رکھا ایک گروہ کو کہ باقی دن اس کا کام کریں سو انہوں نے اپنا باقی دن کام کیا۔

فَعَمِلُوْا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمْ حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ وَاسْتَكْمَلُوْا أَجْرَ الْفَرِيْقَيْنِ كِلَيْهِمَا فَذٰلِكَ مَثَلُهُمْ وَمَثَلُ مَا قَبِلُوْا مِنْ هٰذَا النُّوْرِ.

یہاں تک کہ سورج غروب ہوا تو انہوں نے دونوں گروہوں کی پوری مزدوری لی پس یہ مثل مسلمانوں کی ہے اور مثل اس چیز کی کہ قبول کیا انہوں نے اس کو اس نور سے یعنی اللہ کی ہدایت سے اور جس کو رسول لایا۔

فائدہ: یہ حدیث ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مخالف ہے اس واسطے کہ اس میں یہ ہے کہ اس مرد نے ان کو دوپہر تک کام کرانے کے واسطے مزدور رکھا اور پہلے گزر چکی ہے تطبیق درمیان ان کے مواقیت میں اور یہ کہ وہ جدا جدا دو حدیثیں ہیں دو قصوں میں چلائی گئی ہیں اور ظاہر اس مثل کا جو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے یہ ہے کہ اللہ نے یہود کو کہا کہ ایمان لاؤ ساتھ میرے اور میرے رسولوں کے دن قیامت تک سو وہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایمان لائے یہاں تک کہ جب عیسیٰ علیہ السلام بھیجے گئے تو وہ انکے ساتھ کافر ہوئے اور ان کو نہ مانا اور یہ بیچ آدھی اس مدت کے ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے رسول ہونے سے قیامت کے قائم ہونے تک ہے پس یہ کہنا ان کا کہ ہم کو تیری مزدوری کی کچھ حاجت نہیں اشارہ ہے طرف اس کی کہ وہ کافر ہوئے اور پھر گئے اور بے پرواہ ہوا اللہ ان سے پس یہاں اطلاق قول کا ہے اور ارادہ اس کے لازم کا ہے اس واسطے کہ لازم اس کا ترک عمل ہے جو تعبیر کی گئی ہے ساتھ اس کے ترک ایمان سے اور یہ جو انہوں نے کہا کہ ہمارا کام باطل ہے تو یہ اشارہ ہے طرف حبط کرنے عملوں ان کے کی بہ سبب کفر کرنے ان کے کی ساتھ عیسیٰ علیہ السلام کے اس واسطے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے مبعوث ہونے کے بعد تنہا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایمان لانا ان کو فائدہ نہیں دیتا اور اس طرح قول ہے نصاریٰ کے حق میں مگر اس میں اشارہ ہے کہ ان کی مدت بقدر نصف مدت کے تھی یعنی جس کا ذکر پہلے گزرا تو اقتصار کیا انہوں نے مقدار چوتھائی دن پر اور یہ جو اس نے کہا کہ تم کو ملے گا جو مقرر ہو چکا یعنی جو پہلوں کے واسطے مقرر ہوا تھا اور یہ جو اس نے کہا کہ تھوڑا دن باقی ہے تو مراد اس سے بہ نسبت اس چیز کے ہے کہ گزر چکی ہے اس سے اور مراد اس سے وہ چیز ہے جو دنیا سے باقی رہی اور یہ جو کہا کہ انہوں نے دونوں گروہوں کی پوری مزدوری لی تو یہ بہ سبب ایمان لانے ان کے کی ہے ساتھ تینوں پیغمبروں کے یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اس میں اشارہ ہے طرف کم ہونے اس مدت کی جو دنیا سے باقی ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ اس امت کی زندگی ہزار برس سے زیادہ ہے اس واسطے کہ وہ چاہتی ہے اس بات کو کہ مدت یہود کی مانند دونوں مدتوں نصاریٰ اور مسلمانوں کے ہے یعنی جس قدر تنہا یہود کی زندگی ہے اس قدر نصاریٰ اور مسلمانوں دونوں کی زندگی ہے اور تحقیق اتفاق کیا ہے اہل نقل نے اس پر کہ تحقیق مدت یہود کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے تک دو ہزار سال سے زیادہ تھی اور نصاریٰ کی مدت اس سے چھ سو برس تھی اور بعض کہتے ہیں کہ کم ہے تو مسلمانوں کی مدت ایک ہزار سال سے قطعا زیادہ ہوگی اور

حدیث متضمن ہے اس بات کو کہ نصاریٰ کا ثواب یہود کے ثواب سے زیادہ ہے اس واسطے کہ کام کیا یہود نے آدھا دن ایک قیراط پر اور نصاریٰ نے بقدر چوتھائی دن کے ایک قیراط پر اور شاید یہ بہ سبب اس چیز کے ہے جو حاصل ہوئی اس کو جو نصاریٰ سے موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام دونوں کے ساتھ ایمان لایا تو ان کو دگنا ثواب حاصل ہوا بخلاف یہود کے اس واسطے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام پیغمبر ہوئے تو انہوں نے ان کو نہ مانا اور اس حدیث میں تفصیل ہے اس امت کی اور زیادہ ہونا اجر اس کے کا باوجود کم ہونے کام ان کے کی اور یہ کہ جائز ہے ہمیشہ رکھنا نماز عصر کا آفتاب غروب ہونے تک اور یہ جو کہا کہ تھوڑا دن باقی ہے تو اس میں اشارہ ہے طرف کم ہونے مدت مسلمانوں کے بہ نسبت غیر ان کے کی اور اس میں اشارت ہے طرف اس کی کہ کام سب گروہوں کا مقدار میں مساوی تھا اور اس کی بحث کتاب المواقیت میں پہلے گزر چکی ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنِ اسْتَأْجَرَ أَجِيْرًا فَتَرَكَ أَجْرَهُ فَعَمِلَ فِيْهِ الْمُسْتَأْجِرُ فَزَادَ أَوْ مَنْ عَمِلَ فِيْ مَالِ غَيْرِهٖ فَاسْتَفْضَلَ.

اگر کوئی شخص کسی کو مزدور رکھے اور مزدور اپنی مزدوری کو چھوڑ جائے اور مزدور رکھنے والا اس میں کام کرے یعنی تجارت وغیرہ اور اس کی مزدوری زیادہ ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہے اور جو غیر کے مال میں کام کرے اور اس کو بڑھائے۔

فائدہ: یہ عطف عام کا ہے خاص پر اس واسطے کہ غیر کے مال میں کام کرنے والا عام ہے اس سے کہ مستاجر ہو یا غیر مستاجر اور نہیں ذکر کیا مصنف نے جواب کو واسطے اشارہ کرنے کی طرف احتمال کی مثل عادت اپنی کی اور تحقیق ذکر کی اس نے اس میں حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اور یہ پہلے عنقریب گزر چکی ہے اور تحقیق تعاقب کیا ہے مہلب نے ترجمہ امام بخاری رحمہ اللہ کو ساتھ اس کے کہ نہیں ہے قصے میں دلیل واسطے اس چیز کے کہ باب باندھا اس نے اور سوائے اس کے نہیں کہ تجارت کی تھی مرد نے اپنے مزدور کی مزدوری میں پھر دی اس کو بطور احسان کے اور اس کو لازم تو صرف مزدوری کا مقدار تھا اور پوری بحث آئندہ آئے گی۔ (فتح)

٢١١١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ انْطَلَقَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ مِّمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَتّٰى أَوَوُا الْمَبِيْتَ إِلٰى غَارٍ فَدَخَلُوْهُ فَانْحَدَرَتْ صَخْرَةٌ مِّنَ الْجَبَلِ فَسَدَّتْ

٢١١١۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ تم سے پہلے امتوں سے تین آدمی سفر کو چلے یہاں تک کہ انہوں نے خواب گاہ کو غار میں ٹھکانا پکڑا تو پہاڑ کا ایک پتھر ان کی غار کے منہ پر ڈھلک پڑا سو اس نے غار کو ان سے بند کر لیا تو انہوں نے کہا کہ نہ نجات دے گی تم کو اس پتھر سے کوئی چیز مگر یہ کہ تم اپنے نیک عملوں کے وسیلے سے اللہ سے دعا مانگو تو ان میں سے ایک مرد نے کہا کہ الٰہی

عَلَيْهِمُ الْغَارَ فَقَالُوْا إِنَّهُ لَا يُنْجِيْكُمْ مِنْ
هٰذِهِ الصَّخْرَةِ إِلَّا أَنْ تَدْعُوا اللّٰهَ بِصَالِحِ
أَعْمَالِكُمْ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ اللّٰهُمَّ كَانَ لِيْ
أَبَوَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ وَكُنْتُ لَا أَغْبِقُ
قَبْلَهُمَا أَهْلًا وَّلَا مَالًا فَنَأٰى بِيْ فِيْ طَلَبِ
شَيْءٍ يَوْمًا فَلَمْ أُرِحْ عَلَيْهِمَا حَتّٰى نَامَا
فَحَلَبْتُ لَهُمَا غَبُوْقَهُمَا فَوَجَدْتُهُمَا نَآئِمَيْنِ
وَكَرِهْتُ أَنْ أَغْبِقَ قَبْلَهُمَا أَهْلًا أَوْ مَالًا
فَلَبِثْتُ وَالْقَدَحُ عَلٰى يَدَيَّ أَنْتَظِرُ
اسْتِيْقَاظَهُمَا حَتّٰى بَرَقَ الْفَجْرُ فَاسْتَيْقَظَا
فَشَرِبَا غَبُوْقَهُمَا اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ
ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ وَجْهِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيْهِ
مِنْ هٰذِهِ الصَّخْرَةِ فَانْفَرَجَتْ شَيْئًا لَّا
يَسْتَطِيْعُوْنَ الْخُرُوْجَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الْاٰخَرُ اللّٰهُمَّ كَانَتْ لِيْ
بِنْتُ عَمٍّ كَانَتْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيَّ فَأَرَدْتُّهَا
عَنْ نَفْسِهَا فَامْتَنَعَتْ مِنِّيْ حَتّٰى أَلَمَّتْ بِهَا
سَنَةٌ مِّنَ السِّنِيْنَ فَجَآءَتْنِيْ فَأَعْطَيْتُهَا
عِشْرِيْنَ وَمِائَةَ دِيْنَارٍ عَلٰى أَنْ تُخَلِّيَ بَيْنِيْ
وَبَيْنَ نَفْسِهَا فَفَعَلَتْ حَتّٰى إِذَا قَدَرْتُ عَلَيْهَا
قَالَتْ لَا أُحِلُّ لَكَ أَنْ تَفُضَّ الْخَاتَمَ إِلَّا
بِحَقِّهٖ فَتَحَرَّجْتُ مِنَ الْوُقُوْعِ عَلَيْهَا
فَانْصَرَفْتُ عَنْهَا وَهِيَ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ
وَتَرَكْتُ الذَّهَبَ الَّذِيْ أَعْطَيْتُهَا اللّٰهُمَّ إِنْ
كُنْتُ فَعَلْتُ ابْتِغَآءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا مَا

ماجرا تو یہ ہے کہ میرے ماں باپ بوڑھے تھے بڑی عمر والے
اور میرا دستور تھا کہ میں رات کے وقت ان سے پہلے اپنے
عیال اور غلاموں کو دودھ نہ پلایا کرتا تھا یعنی بلکہ پہلے اپنے
ماں باپ کو پلاتا تھا پھر بال بچوں کو اور البتہ ایک دن مجھ کو
ایک چیز کی تلاش نے دور ڈالا یعنی مویشی کا چارہ بہت دور ملا
سو میں شام کو گھر میں نہ آیا یہاں تک کہ میرے ماں باپ سو
گئے تو میں نے ان کے واسطے رات کا دودھ دوہا سو میں نے
ان کو سوتا پایا اور مجھ کو برا لگا کہ میں ان سے پہلے اہل اور
غلاموں کا پلاؤں سو میں ٹھہرا رہا اور حالانکہ پیالہ میرے ہاتھ
پر تھا اور ان کے جاگنے کا منتظر تھا یہاں تک کہ صبح روشن ہوئی
پھر انہوں نے جاگ کر دودھ پیا سو الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ
میں نے ایسی محنت اور مشقت تیری رضا مندی کے واسطے کی
تھی تو کھول دے ہم سے وہ چیز کہ ہم اس میں ہیں اس پتھر
سے سو وہ پتھر کچھ کھل گیا کہ اس سے باہر نہ نکل سکتے تھے
حضرت ﷺ نے فرمایا اور دوسرے نے کہا کہ الٰہی میرے
ایک چچا کی بیٹی تھی کہ وہ میرے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ
تر پیاری تھی سو میں نے اس کی ذات کو چاہا یعنی حرام کاری کا
ارادہ کیا سو وہ مجھ سے باز رہی یہاں تک کہ اس پر سالوں
سے ایک سال گزرا یعنی ایک سال بہت قحط پڑا اور وہ محتاج
ہوئی سو وہ میرے پاس آئی سو میں نے اس کو ایک سو بیس
اشرفیاں دیں اس شرط پر کہ میرے اور اپنی ذات کے درمیان
راہ خالی کرے یعنی مجھ کو اپنے ساتھ حرام کاری کرنے سے
مانع نہ ہو اس نے اجازت دی سو جب میں اس پر قدرت پا
چکا تو اس نے کہا کہ میں تجھ کو حلال نہیں کرتی یہ کہ تو مہر کو
توڑے مگر اس کے حق سے یعنی . بدون نکاح شرعی کے ازالہ

نَحْنُ فِيهِ فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ غَيْرَ أَنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيعُونَ الْخُرُوجَ مِنْهَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الثَّالِثُ اللّٰهُمَّ إِنِّي اسْتَأْجَرْتُ أُجَرَاءَ فَأَعْطَيْتُهُمْ أَجْرَهُمْ غَيْرَ رَجُلٍ وَاحِدٍ تَرَكَ الَّذِي لَهُ وَذَهَبَ فَثَمَّرْتُ أَجْرَهُ حَتّٰى كَثُرَتْ مِنْهُ الْأَمْوَالُ فَجَاءَنِي بَعْدَ حِينٍ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ أَدِّ إِلَيَّ أَجْرِي فَقُلْتُ لَهُ كُلُّ مَا تَرٰى مِنْ أَجْرِكَ مِنَ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالرَّقِيقِ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ لَا تَسْتَهْزِئُ بِي فَقُلْتُ إِنِّي لَا أَسْتَهْزِئُ بِكَ فَأَخَذَهُ كُلَّهُ فَاسْتَاقَهُ فَلَمْ يَتْرُكْ مِنْهُ شَيْئًا اللّٰهُمَّ فَإِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيهِ فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ فَخَرَجُوا يَمْشُونَ

بکارت کو تو میں نے اس پر واقع ہونے سے گناہ جانا یا کنارے ہوا سو میں اس سے پھرا اور وہ مجھ کو سب لوگوں سے زیادہ تر محبوب تھی اور جو سونا میں نے اس کو دیا تھا اس کو میں نے چھوڑ دیا الٰہی اگر میں نے یہ مدت کی دلی آرزو تیری رضامندی کے واسطے چھوڑی تھی تو کھول دے ہم سے وہ چیز کہ ہم اس میں ہیں سو وہ پتھر ان سے کھل گیا لیکن وہ اس سے باہر نکل نہ سکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور تیسرے نے کہا کہ الٰہی میں نے کچھ مزدور رکھے تھے سو میں نے ان کو ان کی مزدوری دی سوائے ایک مرد کے کہ اس نے اپنی مزدوری چھوڑ دی اور چلا گیا سو میں نے اس کی مزدوری کو بڑھایا یعنی تجارت وغیرہ سے یہاں تک کہ اس سے مالوں کی بہت کثرت ہوئی سو وہ ایک مدت کے بعد میرے پاس آیا تو اس نے کہا کہ اے اللہ کے بندے مجھ کو میری مزدوری دے تو میں نے کہا کہ ہر وہ چیز کہ دیکھتا ہے تو اونٹ اور گائے اور بکری اور غلام سے سو سب تیری مزدوری میں سے ہے تو اس نے کہا کہ اے اللہ کے بندے مجھ سے مسخراپن نہ کر تو میں نے کہا کہ میں تجھ سے مذاق نہیں کرتا سو اس نے سب مال کو لیا اور ہانکا اور اس سے کچھ نہ چھوڑا الٰہی اگر میں نے یہ امانت داری تیری رضامندی کے واسطے کی تھی تو کھول دے ہم سے وہ چیز کہ ہم اس میں ہیں سو وہ پتھر کھل گیا تو وہ نکل کر چلے۔

فائدہ: مطابقت اس حدیث کی باب سے اس تیسرے مرد کے قول سے ہے کہ اس نے اس مزدور کی مزدوری میں کام کیا اور اس کو بڑھایا اور کتاب البیوع میں گزر چکا ہے کہ اس نے کہا میں نے اس کو سو اشرفیاں دیں اور یہاں ایک سو بیس کا ذکر آیا ہے تو مراد یہ ہے کہ اس نے ایک سو اشرفی تو اس کے کہنے کے موافق دیں اور بیس اشرفیاں اس پر اپنی طرف سے زیادہ کیں اور یا کہتے ہیں کہ ایک عدد کی تخصیص زیادتی کے منافی نہیں جیسے کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جماعت کی نماز تنہا کی نماز سے پچیس حصے زیادہ ہے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ ستائیس حصے زیادہ

ہے تو وہاں بھی یہی مراد ہے کہ ایک عدد کی تخصیص زیادتی کے منافی نہیں (ت)

بَابُ مَنْ آجَرَ نَفْسَهُ لِيَحْمِلَ عَلٰى ظَهْرِهٖ ثُمَّ تَصَدَّقَ بِهٖ وَأُجْرَةِ الْحَمَّالِ

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو اپنے لیے مزدور ٹھہرائے تا کہ اپنی پیٹھ پر بوجھ اٹھائے پھر اس سے اللہ کی راہ میں خیرات کرے اور بیان میں مزدوری بوجھ اٹھانے والے کے۔

٢١١٢۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْقُرَشِيُّ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ انْطَلَقَ أَحَدُنَا إِلَى السُّوْقِ فَيُحَامِلُ فَيُصِيْبُ الْمُدَّ وَإِنَّ لِبَعْضِهِمْ لَمِائَةَ أَلْفٍ قَالَ مَا تَرَاهُ إِلَّا نَفْسَهٗ.

٢١١٢۔ ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو خیرات کا حکم کرتے تھے تو ہم میں سے ایک بازار کی طرف جاتا اور اجرت کے ساتھ بوجھ اٹھاتا تھا سو ایک مد اناج کو پہنچتا تھا یعنی ایک مد اجرت سے اسباب اٹھاتا تھا اور البتہ ان میں سے بعض کے پاس آج کے دن لاکھ درہم ہے یعنی اور اس دن اس کے پاس ایک درہم بھی نہ تھا شقیق نے کہا کہ گمان نہیں کرتا میں مگر کہ ارادہ کیا ہے ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنی ذات کو یعنی میں اس دن ایک درہم کے واسطے لوگوں کا بوجھ اٹھاتا تھا اور آج کے دن میرے پاس لاکھ درہم ہیں۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اپنے لیے مزدور ٹھہرانا اور بوجھ اٹھانے کی مزدوری کرنی درست ہے۔

بَابُ أَجْرِ السَّمْسَرَةِ.

دلالی کی مزدوری کا بیان۔

فائدہ: یعنی اس کا کیا حکم ہے؟ (فتح)

وَلَمْ يَرَ ابْنُ سِيْرِيْنَ وَعَطَاءٌ وَإِبْرَاهِيْمُ وَالْحَسَنُ بِأَجْرِ السِّمْسَارِ بَأْسًا

اور ابن سیرین اور عطاء اور ابراہیم اور حسن نے دلالی کی مزدوری کے ساتھ کچھ ڈر نہیں دیکھا

فائدہ: لیکن قول ابن سیرین اور ابراہیم کا سو وصل کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے ساتھ اس لفظ کے کہ نہیں ہے کوئی ڈر ساتھ مزدوری دلال کے جب کہ خریدے ہاتھوں ہاتھ اور شاید کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف رد کی اس شخص پر جو اس کی مزدوری کو مکروہ کہتا ہے اور یہ کوفیوں سے منقول ہے جیسا کہ ابن منذر نے ان سے نقل کیا۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا بَأْسَ أَنْ يَقُوْلَ بِعْ هٰذَا الثَّوْبَ فَمَا زَادَ عَلٰى كَذَا وَكَذَا فَهُوَ لَكَ.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں ڈر ہے یہ کہ کہے ایک مرد دلال سے کہ بیچ اس کپڑے کو پس جو چیز کہ زیادہ ہو اتنے اتنے مول پر یعنی مول معین پر تو وہ واسطے تیرے ہے۔

فائدہ: روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے عطاء کے طریق سے اور دلال کی مزدوری کو زیادہ کیا لیکن وہ مجہول ہے اس واسطے نہیں جائز رکھا اس کو جمہور نے اور کہتے ہیں کہ اگر اس کے لیے اس پر بیچے تو واسطے اس کے اجرت ہے مثل اس کی یعنی جو دستور ہو اور بعض نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اجازت کو اس پر حمل کیا ہے کہ اس نے اس کو بجائے مضاربت کرنے والے کے سمجھا اور ساتھ اسی کے جواب دیا ہے احمد اور اسحاق نے اور نقل کیا ہے ابن تین نے کہ بعض نے اس کے جواز میں شرط کی ہے یہ کہ جانیں لوگ اس وقت میں کہ مول اسباب کا مساوی ہے اکثر کو اس چیز سے کہ معین کیا ہے اس نے واسطے اس کے اور تعاقب کیا ہے اس نے اس کو ساتھ اس کے کہ اجرت کی مقدار کا مجہول ہونا باقی ہے۔

وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ إِذَا قَالَ بِعْهُ بِكَذَا فَمَا كَانَ مِنْ رِبْحٍ فَهُوَ لَكَ أَوْ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ فَلَا بَأْسَ بِهِ.

اور ابن سیرین نے کہا کہ جب دلال کو کہے کہ اسباب کو اتنی اتنی قیمت سے بیچ ڈال سو جو نفع ہو گا سو واسطے تیرے ہے یا میرے اور تیرے درمیان مشترک ہے تو اس کا کوئی ڈر نہیں۔

فائدہ: یہ زیادہ تر مانند ہے ساتھ صورت مضاربت کرنے والے کی دلال سے۔ (فتح)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمُوْنَ عِنْدَ شُرُوْطِهِمْ

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان اپنی شرطوں پر ہیں یعنی جو شرطیں کہ صلح اور جنگ میں آپس کی ہیں ان کی رعایت لازم ہے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اگر دلال شرط کر لے کہ میں دلالی کی اجرت لے لوں گا تو درست ہے۔ وفیہ المطابقة للترجمة۔

۲۱۱۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُتَلَقَّى الرُّكْبَانُ وَلَا يَبِيْعَ حَاضِرٌ لِّبَادٍ قُلْتُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ مَا قَوْلُهُ لَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِّبَادٍ قَالَ لَا يَكُوْنُ لَهُ سِمْسَارًا.

۲۱۱۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر قافلے کے ملنے سے منع فرمایا اور نہ بیچے شہری واسطے جنگلی کے میں نے کہا کہ اے ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا مطلب کیا ہے کہ نہ بیچے شہری واسطے جنگلی کے اس نے کہا کہ نہ ہو واسطے اس کے دلال۔

فائدہ: یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی پہلے گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہاں بھی قول اخیر ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے کہ

اس کے واسطے دلال نہ ہو اس واسطے کہ اس کا مفہوم ہے کہ اگر بیع حاضر کے واسطے ہو تو دلالی جائز ہے لیکن جمہور نے شرط کی ہے کہ اجرت معلوم ہو اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر کوئی کسی کو مول دے یہ کہ خریدے واسطے اس کے کپڑے کو ساتھ اجرت دس درہم کے تو یہ فاسد ہے پس اگر خریدے تو اس کے واسطے اجرت مثل ہے یعنی اس قدر میں جو دستور ہو اور جو اجرت اس کے واسطے مقرر کی تھی وہ جائز نہیں اور ابو ثور سے روایت ہے کہ اگر ٹھہرائے واسطے اس کے ہر ہزار میں کوئی چیز معلوم تو جائز نہیں ہے اس واسطے کہ وہ معلوم نہیں پس اگر کام کرے تو اس کو اجرت مثل ملے گی اور جو اس کو منع کرتا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ وہ اجارہ ہے ایک امر میں واسطے مدت غیر معلوم کے اور جو اس کو جائز رکھتا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ جب اس کے واسطے اجرت معین کر دے تو کافی ہے اور یہ ہوگا باب جعالہ سے یعنی جو کہ دوسرے باب میں آتا ہے کہ اصحاب نے کچھ بکریاں لینی ٹھہرالیں۔ (فتح)

بَابُ هَلْ يُؤَاجِرُ الرَّجُلُ نَفْسَهُ مِنْ مُشْرِكٍ فِيْ أَرْضِ الْحَرْبِ

کیا جائز ہے مسلمان کو یہ کہ مزدور رہے پاس کافر کے دارالحرب میں یعنی کیا مسلمان کو کافر کی مزدوری کرنی درست ہے۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں خباب کی حدیث وارد کی ہے اور وہ اس وقت مسلمان تھا بیچ کام کرنے اس کے کے واسطے عاص بن وائل کے اور عاص کافر تھا اور یہ واقعہ کے میں تھا اور مکہ اس وقت دارالحرب تھا اور حضرت ﷺ کو اس پر اطلاع ہوئی اور آپ نے اس کو برقرار رکھا اور نہیں یقین کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ حکم کے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ جواز ضرورت کے ساتھ مقید ہو یعنی اگر ضرورت ہو تو جائز ہے نہیں تو نہیں اور یا یہ کہ یہ جواز تھا پہلے اذن کے بیچ لڑائی کافروں کے اور پہلے امر کے ساتھ نہ ذلیل کرنے مسلمان کے جان اپنی کو اور مہلب نے کہا کہ مسلمان کو کافر کی مزدوری کرنی اہل علم کے نزدیک مکروہ ہے مگر واسطے ضرورت کے ساتھ دو شرطوں کے ایک یہ کہ ہو کام اس کا اس چیز میں کہ مسلمان کا اس کا کام کرنا حلال ہے اور دوسرا یہ کہ نہ مدد دے اس کو اس چیز پر کہ اس کا ضرر مسلمانوں پر پلٹ آئے اور ابن منیر نے کہا کہ اہل علم کا مذہب قرار چکا ہے اس پر کہ جائز ہے اہل صناعت کو جیسا کہ صباغ اور خیاط ہے یہ کہ کام کریں واسطے کافروں اہل ذمہ کے اور یہ ذلت نہیں گنی جاتی بخلاف اس کے جو کافر کے گھر میں اس کی خدمت کرے اور ساتھ طریق تابعداری کے واسطے اس کے اور خباب کی حدیث کتاب البیوع میں پہلے گزر چکی ہے۔ (فتح)

٢١١٤ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ حَدَّثَنَا خَبَّابٌ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا قَيْنًا

٢١١٤ - خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مرد لوہار تھا سو میں نے عاص کے واسطے کام کیا یعنی اس کے واسطے تلوار بنائی سو میری مزدوری اس کے پاس جمع ہوئی سو میں اس کے پاس

فَعَمِلْتُ لِلْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ فَاجْتَمَعَ لِيْ عِنْدَهُ فَأَتَيْتُهُ أَتَقَاضَاهُ فَقَالَ لَا وَاللهِ لَا أَقْضِيكَ حَتّٰى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ فَقُلْتُ أَمَا وَاللهِ حَتّٰى تَمُوْتَ ثُمَّ تُبْعَثَ فَلَا قَالَ وَإِنِّيْ لَمَيِّتٌ ثُمَّ مَبْعُوْثٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّهُ سَيَكُوْنُ لِيْ ثَمَّ مَالٌ وَّوَلَدٌ فَأَقْضِيْكَ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالٰى ﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا﴾.

تقاضا کرنے کو آیا تو اس نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی نہیں ادا کروں گا تجھ کو مزدوری تیری یہاں تک کہ تو محمد ﷺ کے ساتھ کافر ہو تو میں نے کہا کہ خبردار ہو قسم ہے اللہ کی نہیں کافر ہوں گا میں ساتھ محمد ﷺ یہاں تک کہ تو مرے اور پھر اٹھایا جائے تو عاص نے کہا کہ کیا میں مرنے کے بعد اٹھایا جاؤں گا یعنی کیا قیامت قائم ہوگی میں نے کہا کہ ہاں عاص نے کہا کہ عنقریب ہے کہ مجھ کو وہاں مال اور اولاد ملے گی تو میں تجھ کو تیرا قرض ادا کر دوں گا تو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ کیا تو نے دیکھا اس کو جو ہماری آیتوں سے منکر ہوا اور کہا کہ مجھ کو مال اور اولاد ملنا ہے۔

بَابُ مَا يُعْطٰى فِي الرُّقْيَةِ عَلٰى أَحْيَاءِ الْعَرَبِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ دی جاتی ہے بیچ جھاڑ پھونک کرنے کے ساتھ سورۃ الحمد کے اوپر گروہوں عرب کے یعنی سورہ الحمد کے ساتھ منتر پڑھنا اور اس کے ساتھ جھاڑ پھونک کرنا درست ہے۔

فائدہ: اور اعتراض کیا گیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ پر ساتھ اس کے کہ نہیں مختلف ہوتا حکم ساتھ اختلاف مکانوں کے اور نہ ساتھ اختلاف جنسوں کے یعنی بلکہ الحمد کے ساتھ جھاڑ پھونک کرنی ہر شخص کو اور ہر جگہ درست ہے تو پھر اس کو عرب کے ساتھ تخصیص کرنے کی کیا وجہ ہے اور جواب یہ ہے کہ یہ قید اتفاقی ہے یعنی اس قید سے غیر کی نفی لازم نہیں آتی۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَقُّ مَا أَخَذْتُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا كِتَابُ اللهِ.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جن کاموں پر تم مزدوری لیتے ہو تو قرآن کی مزدوری لینا ان سے زیادہ تر لائق ہے۔

فائدہ: موصول کیا ہے اس حدیث کو امام بخاری رحمہ اللہ نے طب میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے جمہور علماء کے کہ قرآن کی پڑھائی پر مزدوری لینی درست ہے اور حنفیہ نے ان کی مخالفت کی ہے سو کہتے ہیں کہ قرآن کی تعلیم پر اجرت لینی درست نہیں لیکن اگر بطور دوا کے قرآن سے جھاڑ پھونک کرے تو اس کی اجرت لینی درست ہے حنفیہ کہتے ہیں کہ قرآن کی تعلیم کی اجرت لینی اس واسطے منع ہے کہ وہ عبادت ہے اور عبادت میں اجر

اللہ پر ہوتا ہے اور قیاس چاہتا ہے کہ اس سے جھاڑ پھونک پر بھی اجرت نہ ہو لیکن جائز رکھا انہوں نے اس کو واسطے دلیل اس حدیث کے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اجر سے اس حدیث میں ثواب ہے اور حال قصے کی اس تاویل سے انکار کرتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حدیث منسوخ ہے ساتھ ان حدیثوں کے جو وارد ہوئی ہیں اس باب میں کہ تعلیم قرآن کی اجرت لینے پر بڑا عذاب ہے روایت کیا ان کو ابو داؤد وغیرہ نے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ ثابت کرنا نسخ کا ہے ساتھ احتمال کے اور احتمال سے نسخ ثابت کرنا مردود ہے اور ساتھ اس کے کہ حدیثوں میں مطلق منع کی تصریح نہیں بلکہ وہ واقعہ کے وقتوں کی ہیں جو تاویل کا احتمال رکھتے ہیں تا کہ صحیح حدیثوں کے موافق ہو جائیں مانند حدیث باب کی اور نیز اس کا جواب یہ ہے کہ احادیث مذکور میں کوئی ایسی چیز نہیں کہ اس کے ساتھ قائم ہو یعنی ان کی سند قوی نہیں پس نہ معارض ہوں گی احادیث صحیحہ کی اور اس کی بحث ہم کتاب النکاح میں پھر کریں گے۔ (فتح)

وَقَالَ الشَّعْبِيُّ لَا يَشْتَرِطُ الْمُعَلِّمُ إِلَّا أَنْ يُعْطٰى شَيْئًا فَلْيَقْبَلْهُ وَقَالَ الْحَكَمُ لَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا كَرِهَ أَجْرَ الْمُعَلِّمِ وَأَعْطَى الْحَسَنُ دَرَاهِمَ عَشَرَةً

اور شعبی نے کہا کہ معلم قرآن کی پڑھائی پر اجرت کی شرط نہ کرے مگر یہ کہ کوئی چیز دیا جائے تو اس کو قبول کرے یعنی اور چاہیے کہ قبول کرے اور حکم نے کہا کہ میں نے کسی سے نہیں سنا کہ اس نے معلم کی اجرت کو مکروہ جانا ہو اور حسن بصری نے دس درہم قرآن کی اجرت دی۔

فائدہ: یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب میں دانا ہوا تو میں نے اپنے چچا سے کہا کہ معلم کچھ چاہتا ہے تو اس نے کہا کہ پہلے معلم کچھ نہ لیا کرتے تھے پھر کہا کہ اس کو پانچ درہم دے دے سو میں ہمیشہ کہتا رہا یہاں تک کہ اس نے کہا کہ اس کو دس درہم دے اور ایک روایت میں اس سے آیا ہے کہ کتابت کی اجرت درست ہے اور شرط مکروہ ہے۔ (فتح)

وَلَمْ يَرَ ابْنُ سِيرِيْنَ بِأَجْرِ الْقَسَّامِ بَأْسًا وَقَالَ كَانَ يُقَالُ السُّحْتُ الرِّشْوَةُ فِي الْحُكْمِ وَكَانُوْا يُعْطَوْنَ عَلَى الْخَرْصِ

اور ابن سیرین نے بانٹنے والے کی مزدوری میں کچھ ڈر نہیں دیکھا یعنی اگر کوئی کسی چیز مشترک کو کئی آدمیوں کے درمیان بانٹے تو اس کی اجرت لینی درست ہے اور کہا جاتا تھا سحت جس پر حدیث میں وعید واقع ہوئی ہے اس کے معنی رشوت فی الحکم ہے یعنی جو چیز کہ حاکم کسی سے حکم میں لے وہ سحت ہے یعنی حرام ہے اور تھے لوگ کہ

دیے جاتے تھے اجرت تخمینہ اور اندازہ کرنے پر۔

فائدہ: اور اس میں دلالت ہے اس پر کہ بانٹنے والے کو مزدوری لینی درست ہے واسطے مشترک ہونے ان دونوں کے اس بات میں کہ ہر ایک ان میں سے دو آدمیوں کے جھگڑے کو فیصل کرتا ہے اور اس واسطے کہ اندازہ سے بھی مقصود قسمت ہی ہوتی ہے اور مناسبت ذکر قسام اور خارص کی واسطے باب کے مشترک ہونا ہے اس میں کہ جنس ان دونوں کی اور جنس تعلیم قرآن اور منتر کی ایک ہے اسی واسطے امام مالک نے عقد وثاق پر اجرت کو مکروہ رکھا ہے اس واسطے کہ وہ فرض کفایہ ہیں اور نیز اس نے مکروہ جانا ہے اجرت قسام کو اور بعض کہتے ہیں کہ مالک نے اس کو اس واسطے مکروہ جانا ہے کہ اس کو بیت المال سے روزی ملتی تھی پس مکروہ جانا اس نے یہ کہ اس پر اجرت لے اور سحنون نے اشارہ کیا ہے طرف جواز کی وقت فاسد ہونے امور بیت المال کے اور قتادہ سے روایت ہے کہ تین چیزیں لوگوں نے نئی نکالی ہیں کہ ان پر اجرت نہ لی جاتی تھی نر کی جفتی پر اور مال کے بانٹنے پر اور تعلیم پر اور یہ مرسل ہے اور یہ بتلاتی ہے ساتھ اس کے کہ لوگ اس سے پہلے اس کے ساتھ احسان کیا کرتے تھے سو جب حرص عام ہوئی تو لوگوں نے اجرت چاہی تو یہ نیک عادتوں سے نہ گنی گئی سو جو اس کو مکروہ جانتا ہے تو مراد اس سے مکروہ تنزیہی ہے۔ (فتح)

۲۱۱۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ انْطَلَقَ نَفَرٌ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفْرَةٍ سَافَرُوْهَا حَتّٰى نَزَلُوْا عَلٰى حَيٍّ مِّنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَاسْتَضَافُوْهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُّضَيِّفُوْهُمْ فَلُدِغَ سَيِّدُ ذٰلِكَ الْحَيِّ فَسَعَوْا لَهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ لَّا يَنْفَعُهٗ شَيْءٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَوْ أَتَيْتُمْ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطَ الَّذِيْنَ نَزَلُوْا لَعَلَّهٗ أَنْ يَّكُوْنَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ شَيْءٌ فَأَتَوْهُمْ فَقَالُوْا يَا أَيُّهَا الرَّهْطُ إِنَّ سَيِّدَنَا لُدِغَ وَسَعَيْنَا لَهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ لَّا يَنْفَعُهٗ فَهَلْ عِنْدَ أَحَدٍ مِّنْكُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ نَعَمْ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَرْقِيْ وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ لَقَدِ

۲۱۱۵۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ اصحاب سفر کو چلے یہاں تک کہ عرب کے ایک گروہ پر اترے تو ان سے کھانا مانگا تو انہوں نے ان کی مہمانی نہ کی تو ان کے سردار کو سانپ نے کاٹا تو انہوں نے اس کے واسطے ہر چیز کے ساتھ کوشش کی اس حال میں کہ اس کو کوئی چیز فائدہ نہ دیتی تھی یعنی اس کے واسطے ہر دعا طلب کی اور بہت جھاڑ پھونک کی مگر اس کو آرام نہ ہوا تو ان میں سے بعض نے کہا کہ اگر تم اس گروہ کے پاس جاؤ جو تمہارے گاؤں کے پاس اترے ہیں تو شاید ان میں سے کسی کے پاس کچھ علاج ہو تو وہ لوگ اصحاب رضی اللہ عنہم کے پاس آئے اور کہا کہ اے گروہ ہمارے سردار کو سانپ نے کاٹا اور ہم نے اس کے واسطے ہر چیز کے ساتھ کوشش کی لیکن اس کو کوئی چیز فائدہ نہیں دیتی تو کیا کسی کے پاس تم میں سے کچھ علاج ہے تو بعض اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہاں قسم ہے اللہ کی میں منتر جانتا ہوں لیکن قسم ہے اللہ کی البتہ ہم نے تم سے کھانا

اسْتَضَفْنَاكُمْ فَلَمْ تُضَيِّفُوْنَا فَمَا أَنَا بِرَاقٍ لَكُمْ حَتّٰى تَجْعَلُوْا لَنَا جُعْلًا فَصَالَحُوْهُمْ عَلٰى قَطِيْعٍ مِّنَ الْغَنَمِ فَانْطَلَقَ يَتْفِلُ عَلَيْهِ وَيَقْرَأُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ فَكَأَنَّمَا نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ فَانْطَلَقَ يَمْشِيْ وَمَا بِهٖ قَلَبَةٌ قَالَ فَأَوْفَوْهُمْ جُعْلَهُمُ الَّذِيْ صَالَحُوْهُمْ عَلَيْهِ فَقَالَ بَعْضُهُمُ اقْسِمُوْا فَقَالَ الَّذِيْ رَقٰى لَا تَفْعَلُوْا حَتّٰى نَأْتِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَذْكُرَ لَهُ الَّذِيْ كَانَ فَنَنْظُرَ مَا يَأْمُرُنَا فَقَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوْا لَهُ فَقَالَ وَمَا يُدْرِيْكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ ثُمَّ قَالَ قَدْ أَصَبْتُمُ اقْسِمُوْا وَاضْرِبُوْا لِيْ مَعَكُمْ سَهْمًا فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ بِشْرٍ سَمِعْتُ أَبَا الْمُتَوَكِّلِ بِهٰذَا.

مانگا تھا سو تم نے ہماری ضیافت نہ کی سو میں تمہارے واسطے منتر نہ پڑھوں گا یہاں تک کہ تم ہمارے واسطے مزدوری ٹھہراؤ تو انہوں نے اصحاب رضی اللہ عنہم سے کچھ بکریوں پر صلح کی تو ابو سعید رضی اللہ عنہ اس پر لب ڈالنے کو چلے اور سورہ الحمد پڑھتے تھے تو اس کو فورا شفا ہوئی گویا کہ وہ رسے سے کھولا گیا سو وہ چلا اس حال میں کہ اس کو کچھ بیماری نہ تھی سو جس مزدوری پر انہوں نے اصحاب رضی اللہ عنہم سے صلح کی تھی وہ ان کو پوری دی تو بعضوں نے کہا کہ اس کو بانٹ لو سو جس نے منتر پڑھا تھا اس نے کہا کہ نہ بانٹو یہاں تک کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں اور یہ معاملہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کریں سو ہم دیکھیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو کیا حکم کرتے ہیں کہ یہ حلال ہے یا نہیں سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور یہ قصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے کیوں کر جانا کہ الحمد منتر ہے پھر فرمایا کہ تم نے اچھا کیا اس کو بانٹ لو اور اور اس میں سے میرا حصہ بھی نکالو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور ہنسے یعنی ان کے خوش کرنے کے واسطے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اس نے تین بار سورہ الحمد پڑھی اور لب ڈالنے کا عمل جھاڑ پھونک میں قرات کے بعد ہوتا ہے واسطے حاصل کرنے برکت قرات کے جوارح میں جن پر لب پڑتی ہے پس حاصل ہوگی برکت اس لب میں کہ اس کو ڈالے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے منتر پڑھنا ساتھ قرآن کے اور ملحق ہوگی ساتھ اس کے وہ چیز کہ ہو ساتھ ذکر اور دعا ماثور کے اور اسی طرح دعا غیر ماثور بھی جو ماثور کے معنی کے مخالف نہ ہو اور اس کے سوائے اور ایپر اور چیز کے ساتھ جھاڑ پھونک کرنی سو نہیں ہے حدیث میں وہ چیز کہ اس کو ثابت کرے یا اس کی نفی کرے اور مفصل بیان اس کا کتاب الطب میں آئے گا اور یہ کہ مشروع ہے ضیافت جنگلیوں پر اور اترنا عرب کے پانیوں پر اور طلب کرنا اس چیز کا کہ ان کے پاس ہو بطور ضیافت اور خرید کے اور اس میں مقابلہ کرنا اس شخص کا ہے جو تعظیم سے باز رہے ساتھ مانند کام اس کے کے واسطے اس چیز کے کہ کیا اس کو صحابی نے باز رہنے سے منتر سے بیچ مقابلے باز رہنے ان لوگوں کے ضیافت ان کی سے اور یہ طریق موسیٰ علیہ السلام کا ہے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے کہ اگر تو جانتا تو

اس پر اجرت لینا اور نہ عذر کیا اس سے خضر علیہ السلام نے مگر ساتھ امر خارجی کے اور اس میں جاری کرنا اس چیز کا ہے کہ لازم کرے اس کو آدمی اپنی جان پر اس واسطے کہ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے التزام کیا اس کا کہ منتر پڑھے اور یہ کہ ہو مزدوری واسطے اس کے اور اس کے یاروں کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم کیا کہ اس کو پورا کرے اور یہ کہ جائز ہے کہ شریک ہو موہوب میں جب کہ اس کی اصل معلوم ہو اور یہ کہ جائز ہے مانگنا ھدیہ کا اس شخص سے کہ جانے کہ اس کو اس کی رغبت ہے اور اس کے سوال کا قبول کرنا اور یہ کہ جائز ہے قبض کرنا اس چیز کا کہ اس کا ظاہر حلت ہو اور ترک کرنا تصرف کا بیچ اس کے جب کہ اس میں کوئی شبہ عارض ہو اور یہ کہ جائز ہے اجتہاد کرنا وقت نہ ہونے نص کے اور بیان ہے عظمت قرآن کا اصحاب رضی اللہ عنہم کے سینے میں خاص کر فاتحہ کا اور یہ کہ رزق مقسوم نہیں طاقت رکھتا وہ شخص کہ اس کے ہاتھ میں ہے منع کرنے اس کے کی اس شخص سے کہ اس کی قسمت میں لکھا ہے اس واسطے کہ انہوں نے ضیافت سے منع کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے مالوں میں اصحاب کا حصہ لکھا ہوا تھا اور انہوں نے ان کو نہ دیا سو ان کے سردار کو سانپ نے کاٹا تا کہ ان کا رزق مقسوم ان کو ملے اور اس میں حکمت بالغہ ہے اس واسطے کہ خاص کیا گیا ساتھ عذاب کے جو سردار تھا منع میں اس واسطے کہ عادت ہے کہ لوگ اپنی سردار کی پیروی کرتے ہیں سو جب کہ وہ منع میں ان کو سردار تھا تو خاص کیا گیا ساتھ عذاب کے سوائے اور ان کی سزا پوری۔ (فتح)

بَابُ ضَرِيبَةِ الْعَبْدِ وَتَعَاهُدِ ضَرَآئِبِ الْإِمَآءِ

غلام اور لونڈی کے خراج کا بیان

فائدہ: خراج اس کو کہتے ہیں جو مالک اپنے غلام پر مقرر کر دے کہ ہر روز اپنی مزدوری سے اتنا ہم کو دیا کرنا باقی تم لینا۔ (فتح)

٢١١٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ حَجَمَ أَبُو طَيْبَةَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ لَهُ بِصَاعٍ أَوْ صَاعَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَكَلَّمَ مَوَالِيَهُ فَخَفَّفَ عَنْ غَلَّتِهِ أَوْ ضَرِيبَتِهِ.

٢١١٦۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طیبہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سینگی لگائی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے واسطے ایک یا دو صاع اناج کے دینے کا حکم دیا اور اس کے مالکوں سے کلام کیا یعنی اس کی سفارش کی تو انہوں نے اس کے خراج سے تخفیف کی۔

فائدہ: دلالت اس حدیث کی ترجمہ پر ظاہر ہے اس واسطے کہ مراد ساتھ اس کے بیان کرنا اس کے حکم کا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اس کو برقرار رکھا تو اس میں دلیل ہے واسطے جواز کے اور اپر خراج لونڈیوں کا پس پکڑا جاتا ہے اس سے ساتھ طریق الحاق کے اور ان کو تعاہد کے ساتھ خاص کیا یعنی جو ترجمہ میں کہا کہ باب ہے بیان میں خبر

گیری خراج لونڈیوں کے تو یہ اس واسطے ہے کہ اکثر اوقات اس میں فتنے فساد کا گمان ہے نہیں تو جیسا کہ یہ خوف ہے کہ مبادا وہ اپنی شرمگاہ سے کمائے ویسا ہی یہ خوف ہے کہ مبادا غلام مثلاً چوری سے کمائے اور شاید کہ اس نے اشارہ کیا ہے ساتھ ترجمہ کے طرف اس چیز کی کہ اس نے تاریخ میں روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خبر گیری کرو اپنی لونڈیوں کے خراج کی اور ایک روایت میں ہے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے کمائی لونڈی کی سے یہاں تک کہ معلوم ہو اور آخر بیوع میں اس کا ذکر ہو چکا ہے اور ابن منیر نے کہا کہ شاید اس نے ارادہ کیا ہے ساتھ تعاہد کے خبر گیری کرنے واسطے مقدار خراج لونڈی کے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ بہت ہو اور گناہ کے ساتھ کمانے کی طرف محتاج ہو اور دلالت اس کی حدیث سے حکم کرنا حضرت ﷺ کا ہے ساتھ تخفیف کرنے خراج حجام کے پس لازم ہونا اس کا لونڈی کے حق میں اولیٰ ہے واسطے سبب خراج خاص کے ساتھ اس کے۔ (فتح)

بَابُ خَرَاجِ الْحَجَّامِ

حجام یعنی سینگی لگانے والے کے خراج کا بیان یعنی جائز ہے

۲۱۱۷۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعْطَى الْحَجَّامَ.

۲۱۱۷۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے سینگی لگوائی اور سینگی لگانے والے کو اس کی مزدوری دی۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ اگر جانتے کہ وہ مکروہ ہے تو اس کو نہ دیتے اور یہ ظاہر ہے حد جواز میں اور معلوم ہوا ساتھ اس کے کہ مراد کراہت سے اس جگہ کراہت تحریمی ہے اور شاید کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف رد کی اس شخص پر جو کہتا ہے کہ حجام کا کسب حرام ہے اور اس کے بعد علماء کو اس مسئلے میں اختلاف ہے سو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ وہ حلال ہے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس حدیث کے اور کہتے ہیں کہ وہ کسب ہے کہ اس میں ذلت ہے اور حرام نہیں اور کہتے ہیں کہ زجر تنزیہی پر محمول ہے اور بعض نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ منسوخ ہے اور پہلے حرام تھا پھر مباح ہوا اسی کی طرف مائل ہوئے ہیں طحاوی اور نسخ احتمال سے ثابت نہیں ہوتا اور امام احمد اور ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ آزاد اور غلام کے درمیان فرق ہے سو آزاد آدمی کو سینگی کے ساتھ کمانا مکروہ ہے اور اس کو اس سے اپنی جان پر خرچ کرنا حرام ہے اور جائز ہے اس کو خرچ کرنا اپنے غلاموں پر اور چوپاؤں پر اور کہتے ہیں کہ غلام کو سینگی سے کمانا مطلق مباح ہے اور عمدہ دلیل ان کی محیصہ کی ہے کہ اس نے حضرت ﷺ سے حجام کی کمائی کا اذن چاہا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے اونٹ کو اور غلام کو کھلا روایت کی یہ حدیث اصحاب سنن وغیرہ نے اور اس کے راوی ثقہ ہیں اور ابن جوزی نے ذکر کیا کہ حجام کی اجرت مکروہ تو اس

واسطے ہے کہ وہ ان چیزوں میں ہے جو واجب ہیں مسلمان کے واسطے مسلمان پر واسطے اعانت اس کی کے وقت محتاجی کے پس نہیں لائق ہے یہ کہ اس پر اجرت لے اور تطبیق دی ہے ابن عربی نے درمیان اس حدیث کے کہ کسب حجام کا خبیث ہے اور درمیان اس کے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اس کی اجرت دی ساتھ اس کے کہ جائز اس وقت ہے جب کہ ہو اجرت کام معلوم پر اور زجر محمول ہے اس پر جب کہ کام مجہول پر ہو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سینگی لگانا مباح ہے اور ملحق ہے ساتھ اس کے وہ چیز کہ دوا کی جاتی ہے ساتھ اسکے مانند کھانے خون وغیرہ کی اور یہ کہ جائز ہے اجرت معالجہ پر ساتھ طب اور سفارش کرنے طرف اصحاب حقوق کے یہ کہ تخفیف کریں اس سے اور یہ کہ جائز ہے خراج مالک کا اپنے غلام پر اس طرح کہ اس کو کہے کہ اذن دیا میں نے واسطے تیرے یہ کہ کمائے تو اس شرط پر کہ تو مجھ کو ہر روز اتنا دیا کرے اور جو زیادہ ہو پس وہ واسطے تیرے ہے اور یہ کہ جائز ہے کام لینا غلام سے بغیر اذن مالک خاص اس کے کی جب کہ اس کو اذن عام ہو۔ (فتح)

۲۱۱۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعْطَى الْحَجَّامَ أَجْرَهُ وَلَوْ عَلِمَ كَرَاهِيَةً لَّمْ يُعْطِهِ.

۲۱۱۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے سینگی لگوائی اور حجام کو اس کی اجرت دی اور اگر جانتے کہ یہ مکروہ ہے تو اس کو نہ دیتے۔

۲۱۱۹۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَجِمُ وَلَمْ يَكُنْ يَظْلِمُ أَحَدًا أَجْرَهُ.

۲۱۱۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے حضرت ﷺ سینگی لگواتے اور نہ کم دیتے تھے کسی کو مزدوری اس کی۔

فائدہ: اس میں ثابت کرنا اجرت حجام کا ہے بطریق استنباط کے بخلاف پہلی روایت کے کہ اس میں جزم ہے ساتھ اس کے بطور تنقیص کے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ كَلَّمَ مَوَالِيَ الْعَبْدِ أَنْ يُخَفِّفُوْا عَنْهُ مِنْ خَرَاجِهِ

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو غلام کے مالکوں سے کلام کرے یہ کہ اس کے خراج سے تخفیف کریں

فائدہ: یعنی بطور احسان کے ان سے نہ بطور الزام کے اور احتمال ہے کہ واسطے لازم کرنے کے ہو جب کہ غلام اس کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ (فتح)

۲۱۲۰۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامًا حَجَّامًا فَحَجَمَهُ وَأَمَرَ لَهُ بِصَاعٍ أَوْ صَاعَيْنِ أَوْ مُدٍّ أَوْ مُدَّيْنِ وَكَلَّمَ فِيْهِ فَخُفِّفَ مِنْ ضَرِيْبَتِهِ.

۲۱۲۰۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غلام کو بلایا تو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سینگی لگائی تو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اس کے ساتھ ایک صاع یا دو صاع یا ایک مد یا دو مد کے اور اس کے مالکوں سے اس کے حق میں سفارش کی تو اس کے خراج سے تخفیف ہوئی۔

بَابُ كَسْبِ الْبَغِيِّ وَالْإِمَاءِ

بیان ہے ان حدیثوں کا جو حرام کار عورت اور لونڈی کے کسب میں وارد ہوئی ہیں

فائدہ: یعنی اور لونڈی کے درمیان عموم خصوص من وجہ ہے اور نہیں تصریح کی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ حکم کے شاید کہ اس نے تنبیہ کی ہے اس پر کہ منع کسب لونڈی کا ساتھ گناہ کے ہے نہ ساتھ کسبوں جائزہ کے۔

وَكَرِهَ إِبْرَاهِيْمُ أَجْرَ النَّائِحَةِ وَالْمُغَنِّيَةِ

اور ابراہیم نے کہا کہ نوحہ کرنے والی اور گانے والی عورت کی اجرت مکروہ ہے

فائدہ: اور شاید کے اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس کے کہ تھی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں محمول ہے کہ جب اس میں کسب منع ہو یا کھینچے طرف ایسے امر کی کہ شرعا ممنوع ہو اور دونوں کے درمیان علت اختیار کرنا گناہ کا ہے۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَنْ يُّكْرِهْهُنَّ فَإِنَّ اللّٰهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ وَقَالَ مُجَاهِدٌ فَتَيَاتِكُمْ إِمَائِكُمْ.

اور اللہ نے فرمایا کہ نہ زبردستی کرو اپنی لونڈی کو حرام کاری پر یعنی ان سے زبردستی حرام نہ کراؤ حرام کو نہ کرو اور اگر وہ بچنا چاہیں تا غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ تک اور مجاہد نے کہا کہ فتیات سے مراد لونڈیاں ہیں۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ بن ابی نے اپنی لونڈی کو حکم کیا کہ حرام کاری کرے سو اس نے حرام کاری کی اور ایک چادر لائی تو اس نے کہا کہ پھر جا اور دوسرے سے حرام کاری کر تو اس نے کہا کہ میں ہرگز نہیں جاؤں گی تو اس وقت یہ آیت اتری اور ایک روایت میں ہے کہ انصار کی ایک لونڈی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو اس نے کہا کہ میرا مالک مجھ سے زبردستی حرام کاری کرواتا ہے تو یہ آیت اتری پس ظاہر یہ ہے کہ یہ آیت دونوں کے حق میں اتری اور یہ جو کہا کہ اگر بچنا چاہیں تو اس کے واسطے مفہوم نہیں بلکہ یہ باعتبار غالب عادت کے خارج ہوا ہے

اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ نہیں متصور ہے اکراہ جب کہ بچنا نہ چاہیں اس واسطے کہ وہ اس وقت اختیار کے مقام میں ہیں۔ (فتح)

٢١٢١۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَّالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ.

٢١٢١۔ ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کے مول اور حرام کار عورت کی خرچی اور کاہن کی شیرینی سے منع فرمایا۔

٢١٢٢۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَسْبِ الْإِمَآءِ.

٢١٢٢۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لونڈیوں کے کسب سے منع فرمایا یعنی جو حرام کاری سے کمائے نہ وہ جو کہ جائز کسب سے کمائے۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی پوری شرح کتاب البیوع میں پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ عَسْبِ الْفَحْلِ

باب ہے بیان میں جفتی کروانے نر کے مادہ پر

فائدہ: یعنی خواہ اونٹ ہو یا گھوڑا یا مینڈھا وغیرہ اور اس میں اختلاف ہے کہ نر کی جفتی کروانے سے کیا مراد ہے سو بعض کہتے ہیں کہ وہ نر کی منی کو مول ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جماع کی اجرت ہے اور اخیر معنی پر جاری ہوئے ہیں امام بخاری رحمہ اللہ اور پہلی وجہ کو تائید کرتی ہے حدیث مسلم کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کی جفتی کرنے سے منع فرمایا اور نہیں ہے یہ حدیث صریح بیچ نہ حمل کرنے کے اجارے پر اس واسطے کہ اجارہ بیچنا منفعت کا ہے اور تائید کرتی ہے محمول کرنے کو اجارے پر نہ مول پر وہ حدیث جو قتادہ رضی اللہ عنہ سے پہلے گزر چکی ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم اونٹ کی جفتی کرانے کی اجرت کو مکروہ جانتے تھے اور ہر تقدیر پر پس بیچنا اس کا اور اجارہ کرنا اس کا حرام ہے اس واسطے کہ وہ مال غیر متقوم ہے یعنی شارع کے نزدیک اس کی قیمت نہیں مثلاً شراب کہ شارع کے نزدیک اس کی کچھ قیمت نہیں اگرچہ کفار کے نزدیک اس کی قیمت ہے اور نہ معلوم ہے اور نہ اس کے سپرد کرنے کی طاقت ہے اور ایک وجہ میں واسطے شافعیہ اور حنابلہ کے جائز ہے اور اجارہ مدت معلوم تک اور یہ بھی قول ہے حسن اور ابن سیرین کا اور ایک روایت مالک سے قوی کیا ہے اس کو ابہری وغیرہ نے اور محمول کیا ہے اس نے نہی کو اس وقت پر جب کہ واقع ہو واسطے مدت مجہول کے اور اوپر جب کہ اجارہ لے اس کو ایک مدت معلوم تک تو اس کا کچھ ڈر نہیں جیسا کہ جائز ہے

اجارہ لینا واسطے پیوند کرنے کھجوروں کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ فرق کے اس واسطے کہ مقصود اس جگہ پانی نر کا ہے اور اس کا مالک عاجز ہے اس کے سپرد کرنے سے بخلاف پیوند کرنے کے پھر نہی شراء اور کراء (بیچنا اور کرائے پر دینا) سے تو صرف اس واسطے صادر ہوئی ہے کہ دھوکا اور دغا بازی ہے اور لیکن اس کا مانگنا تو نہیں اختلاف ہے اس کے جواز میں یعنی اس کو عاریۃ لینا بالاتفاق جائز ہے اور اگر مستعیر معیر کو ہدیہ بھیجے بدون شرط کے تو اس کا قبول کرنا جائز ہے اور واسطے ترمذی کے انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نر کی جفتی کرنے کا حکم پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منع فرمایا یعنی اجرت کے ساتھ نر کا مادہ پر چھوڑنا منع ہے پھر اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم نر کو عاریۃ دیتے ہیں پھر ہم کو انعام ملتا ہے یعنی ہم اجرت نہیں ٹھہراتے بلکہ یوں ہی بطور انعام کے لوگ ہم کو کچھ دیتے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو انعام لینے کی اجازت دی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو گھوڑا چھوڑے یعنی گھوڑی پر اور اس کی نسل ہو تو اس کو ستر گھوڑوں کا ثواب ملتا ہے۔ (فتح)

۲۱۲۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ.

۲۱۲۳۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نر کی جفتی کروانے (کی اجرت) سے منع فرمایا۔

بَابٌ إِذَا اسْتَأْجَرَ أَرْضًا فَمَاتَ أَحَدُهُمَا

جب کوئی زمین کو اجارے پر لے پھر ایک ان دونوں سے مر جائے یعنی یا اجارہ دینے والا یا لینے والا تو اس کا حکم ہے؟

فائدہ: یعنی کیا اجارہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ اجارہ فسخ نہیں ہوتا اور کوفیوں کا یہ مذہب ہے کہ اجارہ ٹوٹ جاتا ہے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ وارث گردن کا مالک ہوا ہے اور منفعت اس کی تابع ہے پس دور ہوا ہاتھ اجارہ لینے والے کا اس چیز سے ساتھ مرنے اس شخص کے جس نے اجارہ دیا تھا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ منفعت کبھی گردن سے جدا ہو جاتی ہے جیسا کہ جائز ہے بیچنا اس چیز کا جس کا نفع مسلوب ہے پس اس وقت ملک منفعت کے واسطے مستاجر کے باقی ہے ساتھ مقتضی عقد کے اور اتفاق ہے سب کا اس پر کہ اجارہ نہیں فسخ ہوتا ہے ساتھ مرنے ناظر وقف کے پس اسی طرح اس جگہ بھی فسخ نہیں ہو گا۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ سِيرِيْنَ لَيْسَ لِأَهْلِهِ أَنْ يُخْرِجُوْهُ إِلَى تَمَامِ الْأَجَلِ وَقَالَ

اور ابن سیرین نے کہا کہ نہیں جائز ہے مردے کے وارثوں کو یہ کہ نکالیں مستاجر کو اس چیز سے کہ اجارہ دیا

الْحَكَمُ وَالْحَسَنُ وَإِيَاسُ بْنُ مُعَاوِيَةَ تُمْضَى الْإِجَارَةُ إِلَى أَجَلِهَا.

ہے اس کو مردے نے تمام ہونے مدت تک یعنی وہ چیز مدت معین تک مستاجر ہی کے قبضے میں رہے گی اور حسن اور حکم اور ایاس نے کہا کہ جاری رکھا جائے اجارہ اپنی مدت تک یعنی جو مدت کہ عقد کے وقت قرار پا چکی ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ أَعْطَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ بِالشَّطْرِ فَكَانَ ذٰلِكَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَّصَدْرًا مِّنْ خِلَافَةِ عُمَرَ وَلَمْ يُذْكَرْ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ جَدَّدَا الْإِجَارَةَ بَعْدَمَا قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہود کو نصف حصے پیداوار پر دیا یعنی خیبر کی زمین یہود کو اجارہ دی کہ وہ اس میں محنت کریں اور جو پیدا ہو سو آدھا ہم کو دینا اور آدھا تم لینا اور تھا یہ اجارہ بیچ زمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اور ابتداء خلافت عمر رضی اللہ عنہ کے اور نہیں مذکور ہوئی یہ بات کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرنے کے بعد از سر نو اجارہ کیا ہو۔

فائدہ: پس معلوم ہوا کہ ایک کے مرنے کے ساتھ اجارہ نہیں ٹوٹتا۔ (فتح)

٢١٢٤۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَعْطَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ الْيَهُوْدَ أَنْ يَّعْمَلُوْهَا وَيَزْرَعُوْهَا وَلَهُمْ شَطْرُ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَأَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ الْمَزَارِعَ كَانَتْ تُكْرٰى عَلٰى شَيْءٍ سَمَّاهُ نَافِعٌ لَّا أَحْفَظُهُ وَأَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ حَدَّثَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ كِرَآءِ الْمَزَارِعِ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ حَتّٰى أَجْلَاهُمْ عُمَرُ.

٢١٢٤۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی زمین یہود کو دی اس شرط پر کہ وہ اس میں محنت کریں اور کھیتی بوئیں اور ان کو آدھی پیداوار ملے گی اور یہ کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نافع کو حدیث بیان کی کہ تحقیق تھی زمین کرایہ پر دی جاتی اوپر ایک چیز کے کہ نام لیا اس کا رافع نے مجھ کو یاد نہیں ہے اور یہ کہ رافع بن خدیج نے حدیث بیان کی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زراعت کی زمین کرائے سے منع فرمایا ہے اور روایت کی عبداللہ نے نافع سے اس نے روایت کی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ یہاں تک کہ نکالا یہود کو عمر رضی اللہ عنہ نے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كِتَابُ الْحَوَالَاتِ کتاب ہے حوالے کے بیان میں

بَابُ الْحَوَالَةِ باب ہے حوالے کے بیان میں

فائدہ: حوالہ کے معنی شرع میں نقل کرنا قرض کا ہے ایک ذمی سے طرف دوسرے ذمی کے جیسے مثلا زید کا عمرو پر قرض آتا ہے اور عمرو بکر کو کہے کہ تو میرا قرض میری طرف سے زید کو ادا کر دے تو عمر کو محیل کہتے ہیں یعنی حوالہ کرنے والا اور زید کو محتال کہتے ہیں یعنی حوالہ قبول کرنے والا اور بکر کو محال علیہ کہتے ہیں یعنی جس پر حوالہ کیا گیا اور اس میں اختلاف ہے کہ وہ بیع قرض کی ہے بدلے قرض کے جس کی اجازت ہوئی ہے پس مستثنٰی ہے اس نہی سے جو بیع دین بالدین سے واقع ہوئی ہے یا وہ پورا لینا حق کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ عقد ارفاق ہے مستقل ہے اور شرط کی جاتی ہے اس کی صحت میں رضا مندی محیل کے بغیر اختلاف کے اور رضا مندی محتال کے نزدیک اکثر کے اور محال علیہ کے نزدیک بعض کے جو شاذ ہیں اور نیز شرط ہے کہ دونوں حق صفتوں میں ہم مثل ہوں اور یہ کہ ہو حوالہ چیز معلوم میں اور بعض کہتے ہیں کہ حوالہ خاص ہے ساتھ نقدین یعنی سونے اور چاندی کے اور منع ہے اناج میں اس واسطے کہ وہ بیچنا اناج کا ہے پہلے قبض کرنے اس کے۔ (فتح)

وَهَلْ يَرْجِعُ فِي الْحَوَالَةِ اور کیا رجوع کرے محتال محیل پر یا نہیں

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ اس میں اختلاف ہے کہ کیا وہ عقد لازم ہے کہ اس میں رجوع صحیح نہ ہو یا جائز ہے کہ اس میں رجوع صحیح ہو۔

وَقَالَ الْحَسَنُ وَقَتَادَةُ إِذَا كَانَ يَوْمَ أَحَالَ عَلَيْهِ مَلِيًّا جَازَ اور حسن اور قتادہ نے کہا کہ اگر حوالہ کرنے کے وقت محال علیہ مال دار ہو تو جائز ہے

فائدہ: یعنی محتال کو محیل پر رجوع کرنا نہیں پہنچتا اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر محال علیہ حوالے کے دن تنگ دست ہو تو اس کو رجوع کرنا جائز ہے اور مقید کیا ہے اس کو احمد نے ساتھ اس وقت کے جب کہ نہ جانتا ہو محتال ساتھ

افلاس محال علیہ کے یعنی تو نہ رجوع کرے اور حکم سے روایت ہے کہ محتال محیل پر رجوع نہ کرے مگر جب کہ محال علیہ مر جائے اور ثوری سے روایت ہے کہ اگر مر جائے تو رجوع کرے اور اگر محال علیہ مفلس ہو جائے تو رجوع نہ کرے مگر روبرو محیل اور محال علیہ کے اور ابو حنیفہ نے کہا کہ رجوع کرے ساتھ تنگدستی کے مطلقا برابر ہے کہ محال علیہ زندہ ہو یا مر گیا ہو اور افلاس کے سوا کسی اور چیز کے ساتھ رجوع نہ کرے اور امام مالک نے کہا کہ نہ رجوع کرے محتال محیل پر مگر یہ کہ اس کو دھوکا دے جیسا کہ محیل جانتا ہو کہ محال علیہ محتاج ہے اور محتال کو یہ حال معلوم نہ کرائے اور حسن اور شریح اور زفر نے کہا کہ حوالہ مانند کفالہ کے ہے پس رجوع کرے دونوں میں سے جس پر چاہے اور ساتھ اسی کے مشعر ہے داخل کرنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو ابواب کفالہ کو حوالہ کی کتاب میں اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ مطلق رجوع نہ کرے اور امام شافعی نے کہا کہ معنی اس قول کے احلہ وابراء کے یہ ہیں کہ میں نے اپنے حق کو اپنے ذمے سے پھیر دیا اور اس کو اپنے غیر پر ثابت کیا یعنی پس رجوع جائز نہیں اور ذکر کیا ہے اس نے کہ محمد بن حسن نے حجت پکڑی ہے ساتھ حدیث عثمان رضی اللہ عنہ کے کہ رجوع کرے حوالی اور کفالی میں صاحب اس کا نہیں ہلاکت مسلمانوں پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے محمد بن حسن سے اس کی اسناد کا حال پوچھا تو ذکر کیا اس نے اس کو ایک راوی مجہول سے ایک دوسرے معروف سے لیکن اس کے اور عثمان رضی اللہ عنہ کے درمیان انقطاع ہے پس باطل ہوئی حجت پکڑنی ساتھ اس کے کئی وجہوں سے اور باوجود اس کے حدیث مرفوع نہیں اور اس کے راوی کو شک ہے کہ کیا وہ حوالی میں ہے یا کفالی میں۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَتَخَارَجُ الشَّرِيكَانِ وَأَهْلُ الْمِيرَاثِ فَيَأْخُذُ هٰذَا عَيْنًا وَهٰذَا دَيْنًا فَإِنْ تَوِيَ لِأَحَدِهِمَا لَمْ يَرْجِعْ عَلٰى صَاحِبِهٖ.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ بانٹیں دو شریک اور اہل میراث مال مشترکہ کو پس ایک عین کو لے اور دوسرا دین کو لے پس اگر ہلاک ہو واسطے ایک کے ان دونوں میں سے وہ چیز کہ لی تھی تو نہ رجوع کرے اپنے ساتھی پر۔

فائدہ: یعنی دو شریک تھے اور ان دونوں کے درمیان ایک مشترکہ مال تھا اور اس مال میں سے کچھ ان کے پاس موجود تھا اور کچھ پر قرض تھا تو ان دونوں نے اس مال کو آپس میں بانٹ لیا کسی کے حصے میں وہ مال آیا جو موجود تھا اور کسی کے حصے میں وہ مال آیا جو کسی پر قرض تھا تو اب اگر وہ قرض دار مر جائے یا مفلس ہو جائے یا انکار کرے یا قسم کھائے جبکہ گواہ نہ ہو تو اس شریک کو جائز نہیں کہ اپنے دوسرے ساتھی پر رجوع کرے اور اس سے اس قدر مال مجرا لے اس واسطے کہ وہ قرض کے ساتھ راضی ہو گیا تھا (مترجم) اور ابن تین نے کہا کہ محل اس کا وہ ہے جبکہ واقع ہو یہ تقسیم رضا مندی کے باوجود برابر ہونے قرض کے ساتھ عین کے اور ابن منیر نے کہا کہ وجہ اس کی یہ ہے کہ جو قرض کے ساتھ راضی ہو اور پھر وہ ہلاک ہو جائے تو وہ اس کے ضمان میں ہے پس اس کا تاوان اس پر ہوگا جیسا

کہ اگر کوئی عین خریدتا ہے اور اس کے ہاتھ میں تلف ہو جاتی ہے تو اس کی ضمان اس پر تھی اور لاحق کیا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حوالی کے ساتھ اس کے یعنی حوالی میں بھی رجوع نہیں۔ (فتح)

۲۱۲۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ فَإِذَا أُتْبِعَ أَحَدُكُمْ عَلٰى مَلِيٍّ فَلْيَتْبَعْ.

۲۱۲۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مال دار کا تاخیر کرنا ظلم ہے اور جب قرض دار تمہارے قرض کو کسی مال دار پر حوالہ کرے تو چاہیے کہ قرض خواہ اس کو قبول کرے۔

فائدہ: اور مراد اس جگہ تاخیر کرنا اس چیز کا ہے کہ لازم ہے ادا کرنا اس کا بغیر عذر کے جیسا کہ قرض دار کو قرض ادا کرنے کا مقدور ہے اور وہ تاخیر کرتا ہے تو وہ ظلم ہے اور مال داری مختلف ہے اپنے تفریع میں لیکن مراد اس جگہ وہ شخص ہے جو ادا پر قادر ہو اگرچہ فقیر ہو کما سیاتی البحث فیہ اور کیا متصف ہے ساتھ مطل کے وہ شخص کہ نہیں موجود ہے اس کے پاس مال اس قدر کہ اس کا ادا کرنا واجب ہے لیکن وہ قادر ہے اوپر حاصل کرنے اس کے کے ساتھ کسب کے مثلا اکثر شافعیہ کہتے ہیں کہ مطلق واجب نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مطلق واجب ہے اور اور لوگوں نے تفصیل کی ہے درمیان اس کے کہ اگر اصل قرض ایسے سبب سے واجب ہوا ہو کہ اس کے ساتھ نافرمانی ہوتی ہو تو واجب ہے نہیں تو نہیں اور قول آپ کا مطل الغنی جمہور کے نزدیک یہ اضافت مصدر کی ہے طرف فاعل کی اور معنی اس کے یہ ہیں کہ حرام ہے مال دار قادر پر یہ کہ تاخیر کرے قرض کے ادا کرنے میں بعد مستحق ہونے اس کے کے برخلاف عاجز کے اور یہ جو کہا کہ چاہیے کہ حوالہ قبول کرے تو یہ امر واسطے استحباب کے ہے نزدیک جمہور کے اور جس نے اس میں اجماع کو نقل کیا ہے اس نے وہم کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ امر واسطے اباحت کے ہے اور یہ شاذ ہے اور حمل کیا ہے اس کو اکثر حنابلہ اور ابو ثور اور ابن جریر اور اہل ظاہر نے ظاہر پر اور خرقی کی عبارت یہ ہے کہ حوالہ کیا جائے ساتھ حق اپنے کے مال دار پر تو واجب ہے اس پر یہ کہ حوالہ قبول کرے اور اس حدیث میں زجر ہے تاخیر کرنے اور ٹال جانے سے اور اس میں اختلاف ہے کہ اگر یہ جان بوجھ کر کرے تو کبیرہ گناہ ہے یا نہیں پس جمہور کا یہ مذہب ہے کہ اس کا فاعل فاسق ہے لیکن کیا ثابت ہوتا ہے فسق اس کا ایک بار تاخیر کرنے کے یا نہیں امام نووی نے کہا کہ مقتضی مذہب ہمارے کا اشتراط تکرار کا ہے اور رد کیا ہے اس کو سبکی نے منہاج میں ساتھ اس کے کہ ہمارے مذہب کا مقتضی یہ ہے کہ تکرار کی شرط نہیں اور استدلال کیا گیا ہے اس طرح کہ منع کرنا حق کا بعد طلب اس کی کے اور ڈھونڈنا عذر کا ادا کرنے اس کے سے مانند غصب کی ہے اور غصب کبیرہ ہے اور اس کو ظلم کہنا مشعر ہے ساتھ ہونے اس کے کے کبیرہ اور کبیرے میں تکرار شرط نہیں ہاں نہیں حکم کیا جاتا اس پر ساتھ

اس کے مگر بعد اس کے کہ ظاہر ہو عدم عذر اس کا اور اختلاف ہے اس میں کہ کیا فاسق ہوتا ہے ساتھ تاخیر کے ساتھ قدرت کے پہلے طلب کے یا نہیں سو حدیث باب سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فسق طلب پر موقوف ہے اس واسطے کہ مطل مشعر ہے ساتھ اس کے اور داخل ہے مطل میں ہر وہ شخص کہ لازم ہے اس کو حق مانند خاوند کی واسطے بی بی اپنی کے اور مالک کے واسطے غلام اپنے کے اور حاکم کی واسطے رعیت اپنی کے اور بالعکس اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جو ادا سے عاجز ہو وہ ظلم میں داخل نہیں اور یہ استدلال بطریق مفہوم کے ہے اس واسطے کہ معلق کرنا حکم کا ساتھ ایک صفت کے ذات کی صفات سے دلالت کرتا ہے او پر نفی حکم کے ذات سے نزدیک دور ہونے اس صفت کے اور جو مفہوم کا قائل نہیں وہ جواب دیتا ہے کہ عاجز کا نام باطل نہیں رکھا جاتا اور دلالت کرتا ہے اس پر کہ جس مال دار کا مال غائب ہو وہ ظلم میں داخل نہیں ہوتا اور کیا وہ عموم مال داری سے مخصوص ہے یا وہ حکم میں مال دار نہیں ظاہر تر دوسری بات ہے اس واسطے کہ اس کو اس حالت میں زکوٰۃ کا مال دینا جائز ہے سو اگر حکم میں مال دار ہوتا تو اس کو زکوٰۃ کا مال دینا جائز نہ ہوتا اور استنباط کیا گیا ہے اس سے کہ تنگدست کو نہ قید کیا جائے اور نہ اس سے مطالبہ کیا جائے یہاں تک کہ اس کو میسر ہو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر اس کا مواخذہ جائز ہوتا تو البتہ ہوتا ظالم اور فرض کی ہوئی بات یہ ہے کہ وہ ظالم نہیں واسطے عاجز ہونے اس کے اور بعض علماء نے کہا کہ جائز ہے اس کو بند کرنا اس کا اور بعض کہتے ہیں کہ جائز ہے اس کو یہ کہ ہر وقت اس کے ساتھ لگا رہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جب حوالہ صحیح ہو پھر قبض مشکل ہو ساتھ پیدا ہونے کسی مصیبت کے مانند موت کی یا تنگ دستی کی تو نہیں جائز ہے واسطے محتال کے رجوع کرنا محیل پر اس واسطے کہ اگر اس کو رجوع کرنا جائز ہوتا تو مال داری کی شرط کرنے کا کچھ فائدہ نہ تھا سو جب مال داری شرط کی گئی تو معلوم ہوا کہ وہ ایسا انتقال ہوا ہے کہ اس کے واسطے رجوع نہیں جیسا کہ اگر اپنے قرض کے بدلے اس کو کچھ عوض دیتا پھر وہ عوض قرض خواہ کے ہاتھ میں تلف ہو جاتا تو نہیں ہے واسطے اس کے رجوع اور حنفیہ کہتے ہیں کہ رجوع کرے وقت مشکل ہونے کے اور تشبیہ دی ہے انہوں نے اس کو ساتھ ضمان کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر لازم پکڑنے باطل کے اور الزام دینے اس کے کے ساتھ دفع قرض کے اور پہنچنے کے طرف اس کی ساتھ ہر طریق کے اور لینے قرض کے اس سے ساتھ زور کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر معتبر ہونے رضا مندی محیل اور محتال کے سوائے محال علیہ کے اس واسطے کہ اس کا حدیث میں ذکر نہیں اور یہی قول ہے جمہور کا اور حنفیہ سے روایت ہے کہ محال علیہ کی رضا مندی بھی شرط ہے اور ساتھ اسی کے قائل ہے اصطخری شافعیہ سے اور اس حدیث میں ارشاد ہے طرف ترک اسباب کی جو قاطع ہیں واسطے جمع ہونے دلوں کے اس واسطے کہ وہ زجر ہے واسطے تاخیر کرنے سے اور وہ پہنچاتی ہے طرف اس کی۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا أَحَالَ عَلٰى مَلِيٍّ فَلَيْسَ لَهُ رَدٌّ وَّمَنْ اُتْبِعَ عَلٰى مَلِيٍّ فَلْيَتْبَعْ مَعْنَاهُ اِذَا كَانَ لِاَحَدٍ عَلَيْكَ شَيْءٌ فَاَحَلْتَهُ عَلٰى رَجُلٍ مَلِيٍّ فَضَمِنَ ذٰلِكَ مِنْكَ فَاِنْ اَفْلَسَتَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهُ اَنْ يَّتْبِعَ صَاحِبُ الْحَوَالَةِ فَيَاْخُذُ عَنْهُ.

جب کوئی مال دار پر حوالہ کرے تو نہیں جائز ہے اس کو رد کرنا اور جو مال دار پر حوالہ کیا جائے تو چاہیے کہ حوالی کا قبول کرے معنی اس کے یہ ہیں کہ جب کسی کا تجھ پر حق ہو اور تو اس کو کسی مال دار مرد پر حوالہ کر دے اور وہ تیری طرف سے اس کا ضامن ہو جائے پس اگر تو اس کے بعد مفلس ہو جائے تو جائز واسطے اس کے کہ پیچھے لگے صاحب حوالہ کے اور اس سے اپنا حق لے۔

٢١٢٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ ذَكْوَانَ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ وَّمَنْ اُتْبِعَ عَلٰى مَلِيٍّ فَلْيَتَّبِعْ.

٢١٢٦۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مال دار کا تاخیر کرنا ظلم ہے اور جب قرض دار تمہارے قرض کو کسی مال دار پر حوالہ کرے تو قرض خواہ کو چاہیے کہ حوالہ قبول کرے۔

فائدہ: اور مناسبت حدیث کی ساتھ باب کے ظاہر ہے اور یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ وہ اس میں موافق ہے واسطے جمہور کے اوپر عدم رجوع کے (فتح) مترجم کہتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے جو اس حدیث کے معنی بیان کیے ہیں وہ بظاہر جمہور کے موافق نہیں۔

بَابٌ اِنْ اَحَالَ دَيْنَ الْمَيِّتِ عَلٰى رَجُلٍ جَازَ

جب مردے کا قرض کسی آدمی پر حوالہ کرے تو جائز ہے

٢١٢٧۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ اَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ اُتِيَ بِجَنَازَةٍ فَقَالُوْا صَلِّ عَلَيْهَا فَقَالَ هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ قَالُوْا لَا قَالَ فَهَلْ تَرَكَ شَيْئًا قَالُوْا لَا فَصَلّٰى عَلَيْهِ ثُمَّ اُتِيَ بِجَنَازَةٍ اُخْرٰى فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلِّ عَلَيْهَا قَالَ هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ قِيْلَ نَعَمْ

٢١٢٧۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ ناگہاں لوگ ایک جنازہ لائے تو انہوں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس کا جنازہ پڑھیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا اس پر قرض ہے تو لوگوں نے فرمایا کہ نہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے کچھ چھوڑا ہے صحاب نے کہا کہ نہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جنازہ پڑھا پھر لوگ ایک اور جنازہ لائے تو اصحاب نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس کا جنازہ پڑھائیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

قَالَ فَهَلْ تَرَكَ شَيْئًا قَالُوْا ثَلَاثَةَ دَنَانِيْرَ فَصَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ أُتِيَ بِالثَّالِثَةِ فَقَالُوْا صَلِّ عَلَيْهَا قَالَ هَلْ تَرَكَ شَيْئًا قَالُوْا لَا قَالَ فَهَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ قَالُوْا ثَلَاثَةُ دَنَانِيْرَ قَالَ صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ قَالَ أَبُوْ قَتَادَةَ صَلِّ عَلَيْهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلَيَّ دَيْنُهٗ فَصَلّٰى عَلَيْهِ.

فرمایا کہ کیا اس پر قرض ہے تو کسی نے کہا کہ ہاں تو فرمایا کہ اس نے کچھ چھوڑا ہے اصحاب نے کہا کہ تین دینار چھوڑ گیا تو حضرت ﷺ نے اس کا جنازہ بھی پڑھا پھر لوگ تیسرا جنازہ لائے تو اصحاب نے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ اس کا جنازہ پڑھیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا اس نے کچھ چھوڑا ہے انہوں نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ اس پر کچھ قرض ہے لوگوں نے کہا کہ تین دینار اس پر قرض ہیں فرمایا کہ اپنے ساتھی پر جنازہ پڑھو ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ اس کا جنازہ پڑھیں اور اس کا قرض میرے ذمے ہے یعنی میں اس کی طرف سے ادا کروں گا تو حضرت ﷺ نے اس کا جنازہ پڑھا۔

فائدہ: یہ جو حضرت ﷺ نے پوچھا کہ کیا اس پر کچھ قرض ہے تو اس سوال کا سبب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آئندہ آئے گا کہ حضرت ﷺ کے پاس جنازہ لایا جاتا تھا اور اس پر قرض ہوتا تھا تو حضرت ﷺ پوچھتے تھے کہ کیا اس نے اپنے قرض کے ادا کرنے کے لیے کچھ چھوڑا ہے پس اگر آپ ﷺ سے بیان کیا جاتا کہ وہ اس قدر مال چھوڑ گیا ہے کہ اس سے قرض ادا ہو جائے گا تو حضرت ﷺ اس پر نماز پڑھتے نہیں تو مسلمانوں کو کہتے کہ اپنے ساتھی پر نماز پڑھو پھر جب اللہ نے آپ ﷺ پر فتوحات کھولیں یعنی غنیمتیں ہاتھ لگیں تو حضرت ﷺ نے یہ پوچھنا چھوڑ دیا اور اس حدیث میں تین آدمی کے حال کا ذکر ہے چوتھے کا ذکر نہیں پہلا وہ شخص ہے جس پر نہ کچھ قرض تھا اور نہ اس نے کچھ چھوڑا تھا اور دوسرا وہ ہے کہ اس پر کچھ قرض تھا اور اس نے قرض ادا کرنے کے موافق مال چھوڑا ہے اور تیسرا وہ ہے کہ اس پر کچھ قرض ہے اور اس نے ادا کرنے کے موافق کچھ نہ چھوڑا تھا اور چوتھا وہ ہے کہ اس پر قرض نہ تھا اور اس نے مال چھوڑا تھا اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس کا جنازہ بھی پڑھا جائے اور اس کو اس واسطے ذکر نہیں کیا کہ وہ بہت تھا یعنی ایسے جنازے بہت تھے اور ابن بطال نے کہا کہ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ کفالہ یعنی مردے کے قرض کا ضامن ہونا صحیح ہے اور اس کو مردے کے مال میں رجوع کرنا درست نہیں اور مالک سے روایت ہے کہ اگر یہ کہے کہ میں تو اس واسطے ضامن ہوا ہوں کہ رجوع کروں تو اس کو رجوع جائز ہے اور اگر مردے کے واسطے مال نہ ہو اور ضامن نے یہ حال معلوم کر لیا ہو تو اس کو رجوع کرنا جائز نہیں اور ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ اگر مردہ ادا قرض کے موافق مال چھوڑ جائے تو جائز ہے ضمان بقدر اس چیز کے کہ چھوڑ گیا اور اگر مردے نے ادا قرض کے موافق مال نہ چھوڑا ہو تو یہ ضمان صحیح نہیں اور یہ حدیث دلیل ہے واسطے جمہور کے اور اس حدیث میں اشعار ہے

ساتھ دشوار ہونے امر دین کے یعنی قرض کے اور یہ کہ نہیں لائق ہے اٹھانا اس کا مگر ضرورت سے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے باب حوالہ کا باندھا ہے اور حدیث میں ضمان کا ذکر ہے تو یہ اس واسطے ہے کہ حوالہ اور ضمان دونوں بعض کے نزدیک متقارب ہیں یعنی ان کے معنی آپس میں قریب قریب ہیں اور یہی مذہب ہے ابوثور کا اس واسطے کہ معنی حوالہ کے نقل کرنا ذمے ایک مرد کا ہے طرف ذمے دوسرے مرد کی اور ضمان اس حدیث میں نقل کرنا اس چیز کا ہے کہ مردے کے ذمے ہو طرف ذمے ضامن کی پس ہوگیا مانند حوالہ کے برابر۔ (فتح)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كِتَابُ الْكَفَالَةِ

کتاب ہے ضامن ہونے کے بیان میں

بَابُ الْكَفَالَةِ فِي الْقَرْضِ وَالدُّيُوْنِ بِالْأَبْدَانِ وَغَيْرِهَا

باب ہے بیچ بیان ضامن ہونے کے قرض اور دیون کے ساتھ حاضر کرنے بدنوں کے اور غیر بدنوں کے یعنی حاضر ضامن ہونا ہے یا مال ضامن ہونا ہے اور عطف دیون کا قرض میں عطف عام کا ہے خاص پر اور مراد ساتھ غیر ابدان کے مال ہے۔

فائدہ: قرض کے معنی مشہور ہیں اور دین اس سے عام ہے یعنی جو چیز کہ کسی سبب سے کسی کے ذمہ لازم ہو مانند مہر وغیرہ کے (ت)

وَقَالَ أَبُو الزِّنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيِّ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعَثَهُ مُصَدِّقًا فَوَقَعَ رَجُلٌ عَلٰى جَارِيَةِ امْرَأَتِهِ فَأَخَذَ حَمْزَةُ مِنَ الرَّجُلِ كَفِيْلًا حَتّٰى قَدِمَ عَلٰى عُمَرَ وَكَانَ عُمَرُ قَدْ جَلَدَهُ مِائَةَ جَلْدَةٍ فَصَدَّقَهُمْ وَعَذَرَهُ بِالْجَهَالَةِ.

حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو زکوٰۃ تحصیل کرنے کو بھیجا سو ایک مرد نے اپنی عورت کی لونڈی سے زنا کیا تو حمزہ نے کہا کہ البتہ میں تجھ کو سنگسار کروں گا تو وہاں کے لوگوں نے کہا کہ اس کا مقدمہ اس سے پہلے عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اٹھایا گیا تھا سو عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو سو کوڑا مارا تھا اور اس کو سنگسار نہ کیا تھا تو حمزہ نے اس مرد سے ضامن لیا کہ مبادا کہیں بھاگ نہ جائے اور کسی کے ہاتھ عمر رضی اللہ عنہ سے پچھوا بھیجا تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی تصدیق کی یعنی جو وہاں کے لوگ کہتے ہیں وہ سچ ہے اور عذر کیا اس نے اس کو ساتھ

جہالت کے یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو اس کو سنگسار نہ کیا تو اس واسطے نہ کیا تھا کہ اس نے عذر کیا تھا کہ مجھ کو یہ بات معلوم نہ تھی کہ میری عورت کی لونڈی مجھ پر حرام ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے ضامن ہونا ساتھ حاضر کرنے بدنوں کے اس واسطے کہ حمزہ رضی اللہ عنہ صحابی ہے اور اس نے یہ کام کیا اور عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر انکار نہ کیا باوجود اس کے کہ اس وقت بہت اصحاب موجود تھے اور یہ جو کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو کوڑے مارے تو ظاہر یہ ہے کہ یہ بطور تعزیر کے تھا اور اس میں شاہد ہے واسطے مذہب مالک کے بیچ تجاوز کرنے امام کے تعزیر میں بقدر حد کے اور تعاقب کیا گیا ہے اس طرح کہ وہ فعل صحابی کا ہے اور مرفوع حدیث اس کے معارض ہے پس اس میں حجت نہیں اور نیز اس میں یہ بھی صریح نہیں کہ یہ بطور تعزیر کے تھا پس شاید کے عمر رضی اللہ عنہ کا مذہب ہوگا کہ زانی محصن اگر حرمت کو جانتا ہو تو سنگسار کیا جائے اور اگر نہ جانتا ہو تو اس کو کوڑے مارے جائیں۔ (فتح)

وَقَالَ جَرِيْرٌ وَالْأَشْعَثُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فِي الْمُرْتَدِّيْنَ اسْتَتِبْهُمْ وَكَفِّلْهُمْ فَتَابُوْا وَكَفَلَهُمْ عَشَائِرُهُمْ.

اور جریر اور اشعث نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرتدوں کے حق میں کہا کہ ان سے توبہ کراؤ اور ضامن لو قوم ان کی سے تو توبہ کی انہوں نے اور ضمانت دی ان کی قبیلے ان کے نے۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ پکڑا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے کفالہ بالابدان کو قرضوں میں کفالہ بالابدان سے حدود میں ساتھ طریق اولیٰ کے اور ساتھ حاضر ضامن ہونے کے ہیں جمہور اور جو لوگ اس کے قائل ہیں ان کو اس میں اختلاف نہیں کہ اگر مکفول ساتھ حد قصاص کے غائب ہو جائے یا مر جائے تو ضامن پر حد نہیں بخلاف دین کے اور ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ ضامن جب مال ادا کرے گا تو واجب ہوگا واسطے اس کے صاحب مال پر مثل اس کی۔

وَقَالَ حَمَّادٌ إِذَا تَكَفَّلَ بِنَفْسٍ فَمَاتَ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَقَالَ الْحَكَمُ يَضْمَنُ

اور حماد نے کہا کہ اگر نفس کا ضامن ہو یعنی میں اس کو حاضر کروں گا اور مکفول مر جائے تو ضامن پر کچھ نہیں اور حکم نے کہا کہ وہ ضامن ہوتا ہے یعنی اس مال کا کہ مکفول کے ذمے تھا۔

فائدہ: اور یہی قول ہے جمہور کا کہ وہ مال کا ضامن ہوتا ہے۔

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ رَبِيْعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا مِّنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ سَأَلَ بَعْضَ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ أَنْ يُّسْلِفَهُ أَلْفَ دِيْنَارٍ فَقَالَ ائْتِنِيْ بِالشُّهَدَآءِ أُشْهِدُهُمْ فَقَالَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا قَالَ فَأْتِنِيْ بِالْكَفِيْلِ قَالَ كَفٰى بِاللّٰهِ كَفِيْلًا قَالَ صَدَقْتَ فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى فَخَرَجَ فِي الْبَحْرِ فَقَضٰى حَاجَتَهُ ثُمَّ الْتَمَسَ مَرْكَبًا يَّرْكَبُهَا يَقْدَمُ عَلَيْهِ لِلْأَجَلِ الَّذِيْ أَجَّلَهُ فَلَمْ يَجِدْ مَرْكَبًا فَأَخَذَ خَشَبَةً فَنَقَرَهَا فَأَدْخَلَ فِيْهَا أَلْفَ دِيْنَارٍ وَّصَحِيْفَةً مِّنْهُ إِلٰى صَاحِبِهٖ ثُمَّ زَجَّجَ مَوْضِعَهَا ثُمَّ أَتٰى بِهَا إِلَى الْبَحْرِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنِّيْ كُنْتُ تَسَلَّفْتُ فُلَانًا أَلْفَ دِيْنَارٍ فَسَأَلَنِيْ كَفِيْلًا فَقُلْتُ كَفٰى بِاللّٰهِ كَفِيْلًا فَرَضِيَ بِكَ وَسَأَلَنِيْ شَهِيْدًا فَقُلْتُ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا فَرَضِيَ بِكَ وَأَنِّيْ جَهَدْتُ أَنْ أَجِدَ مَرْكَبًا أَبْعَثُ إِلَيْهِ الَّذِيْ لَهُ فَلَمْ أَقْدِرْ وَإِنِّيْ أَسْتَوْدِعُكَهَا فَرَمٰى بِهَا فِي الْبَحْرِ حَتّٰى وَلَجَتْ فِيْهِ ثُمَّ انْصَرَفَ وَهُوَ فِيْ ذٰلِكَ يَلْتَمِسُ مَرْكَبًا يَّخْرُجُ إِلٰى بَلَدِهٖ فَخَرَجَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ذکر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کی قوم میں سے ایک مرد نے دوسرے بنی اسرائیل سے ہزار اشرفیاں قرض مانگیں تو اس نے کہا کہ میرے پاس گواہوں کو لا کہ ان کو قرض کا گواہ کروں تو اس نے کہا کہ اللہ کا گواہ ہونا کفایت کرتا ہے سو قرض دینے والے نے کہا کہ تو کوئی ضامن ہی کو تو لا اس نے کہا کہ اللہ کا ضامن ہونا کفایت کرتا ہے اس نے کہا کہ تو سچ کہتا ہے سو اس کو ایک ہزار اشرفیاں ایک مدت معلوم کے وعدے پر دیں سو وہ سوداگری کے واسطے سمندر کے سفر میں گیا سو اپنے کام سے فراغت پا چکا پھر اس نے جہاز کی تلاش کی تا کہ اس پر سوار ہو کر مدت مقرر کے اندر قرض خواہ کے پاس آئے تو اس نے کوئی جہاز نہ پایا تو ایک لکڑی کو لے کر کریدا پھر اس میں ہزار اشرفیوں کو بھرا اور اپنا ایک خط قرض خواہ کے نام کا اس میں ڈالا پھر کریدنے کے جگہ کو خوب بند کیا اور اس کو سمندر پر لے آیا پھر کہا کہ الٰہی تو جانتا ہے کہ میں نے فلانے سے ہزار اشرفیاں قرض لیں تھیں تو اس نے مجھ سے ضامن مانگا تھا تو میں نے کہا تھا کہ اللہ کا ضامن ہونا کفایت کرتا ہے سو وہ تیری ضامنی سے راضی ہو گیا تھا پھر اس نے مجھ سے گواہ مانگا تھا تو میں نے کہا کہ اللہ کا گواہ ہونا کفایت کرتا ہے سو وہ تیری گواہی سے راضی ہو گیا تھا اور میں نے بہت کوشش کی کہ کوئی جہاز پاؤں یعنی تا کہ اس کا قرض ادا کروں سو میں نے نہ پایا اب میں تجھ کو یہ لکڑی امانت سپرد کرتا ہوں پھر اس کو سمندر میں ڈال دیا یہاں تک کہ وہ ڈوب گئی پھر وہاں سے

الرَّجُلُ الَّذِیْ کَانَ أَسْلَفَهٗ یَنْظُرُ لَعَلَّ مَرْکَبًا قَدْ جَآءَ بِمَالِهٖ فَإِذَا بِالْخَشَبَةِ الَّتِیْ فِیْهَا الْمَالُ فَأَخَذَهَا لِأَهْلِهٖ حَطَبًا فَلَمَّا نَشَرَهَا وَجَدَ الْمَالَ وَالصَّحِیْفَةَ ثُمَّ قَدِمَ الَّذِیْ کَانَ أَسْلَفَهٗ فَأَتٰی بِالْأَلْفِ دِیْنَارٍ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا زِلْتُ جَاهِدًا فِیْ طَلَبِ مَرْکَبٍ لِآتِیَكَ بِمَالِكَ فَمَا وَجَدْتُ مَرْکَبًا قَبْلَ الَّذِیْ أَتَیْتُ فِیْهِ قَالَ هَلْ کُنْتَ بَعَثْتَ إِلَیَّ بِشَیْءٍ قَالَ أُخْبِرُكَ أَنِّیْ لَمْ أَجِدْ مَرْکَبًا قَبْلَ الَّذِیْ جِئْتُ فِیْهِ قَالَ فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَدّٰی عَنْكَ الَّذِیْ بَعَثْتَ فِی الْخَشَبَةِ فَانْصَرِفْ بِالْأَلْفِ الدِّیْنَارِ رَاشِدًا.

پلٹ آیا اور وہ لوٹنے کے وقت بھی جہاز کی تلاش میں تھا تا اس کے شہر کو جائے سو جس مرد نے قرض دیا تھا وہ دیکھنے کا نکلا کہ شاید کوئی جہاز اس کا مال لایا ہو سو اس نے اچانک اس لکڑی کا دیکھا جس میں اس کا مال تھا سو اس کو اپنے گھر والوں کے جلانے کے واسطے لیا تو جب اس کو چیرا تو مال اور خط کو پایا پھر کچھ مدت کے بعد وہ قرض لینے والا آیا اور ہزار اشرفیاں لایا اور کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ میں ہمیشہ جہاز کی تلاش میں کوشش کرتا رہا کہ میں تیرے پاس تیرا مال لاؤں سو اس وقت کے آنے سے پہلے میں نے کوئی جہاز نہ پایا تو قرض دینے والے نے کہا کیا تو نے کچھ میرے پاس بھیجا تھا اس نے کہا کہ میں تجھ کو خبر دیتا ہوں کہ میں نے اپنے آنے سے پہلے کوئی جہاز نہ پایا قرض دینے والے نے کہا سو البتہ اللہ نے تیری طرف سے جو مال کہ تو نے لکڑی میں بھیجا تھا سو پہنچا دیا سو اب تو اپنی ہزار اشرفیاں لے کر خیریت سے پھر جا۔

فائدہ: کہتے ہیں کہ جس نے قرض دیا تھا وہ نجاشی حبشہ کا بادشاہ تھا اور نسبت اس کی طرف بنی اسرائیل کی اس سبب سے ہے کہ وہ ان کے تابع تھا نہ یہ کہ وہ ان کی نسل سے تھا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے مقرر کرنا مدت کا قرض میں اور واجب ہے پورا کرنا اس کا اور بعض کہتے ہیں کہ واجب نہیں بلکہ وہ معروف کے باب سے ہے اور یہ کہ جائز ہے حدیث بیان کرنی اس چیز سے کہ واقع ہوئی بنی اسرائیل میں عجائب سے واسطے نصیحت لینے اور پیروی کرنے کے اور یہ کہ جائز ہے سوار ہونا دریا میں اور تجارت کرنی بیچ اس کے اور یہ کہ کاتب پہلے اپنا نام لکھے اور یہ کہ جائز ہے طلب کرنا گواہ کا قرض میں اور ضامن طلب کرنا ساتھ اس کے اور یہ کہ اللہ پر توکل کرنے کی بڑی فضیلت ہے اور یہ کہ جس کا توکل صحیح ہو اس کی مدد کا اللہ ضامن ہوتا ہے اور وجہ دلالت کرنے اس کے کی کفالہ پر یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس واقع کو ذکر کیا اور اس کو برقرار رکھا اور سوائے اس کے نہیں کہ ذکر کیا اس کو اس واسطے کہ اس کی پیروی کی جائے نہیں تو اس کے ذکر کرنے کا کچھ فائدہ نہ تھا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَآتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ﴾

باب ہے بیچ بیان حکم مضمون اس آیت کے کہ جن سے قرار باندھا تم نے ان کو دو حصہ ان کا

فائدہ: جب مہاجرین مدینے میں آئے تو حضرت ﷺ نے ان کے اور انصار کے درمیان برادری کر دی اور ایک کو دوسرے کا بھائی بنا دیا تو مہاجرین اور انصار نے ایک دوسرے سے عہد کیا کہ خون میرا خون تیرا ہے اور تو میرا وارث ہوگا اور میں تیرا وارث ہوں گا سو مرنے کے بعد وہ ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے اور ناطے دار محروم رہتے تھے پھر یہ حکم منسوخ ہوا اور ناطے دار وارث قرار پائے۔

۲۱۲۸۔ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ اِدْرِيْسَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ قَالَ وَرَثَةً وَّالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ قَالَ كَانَ الْمُهَاجِرُوْنَ لَمَّا قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ يَرِثُ الْمُهَاجِرُ الْاَنْصَارِيَّ دُوْنَ ذَوِيْ رَحِمِهٖ لِلْاُخُوَّةِ الَّتِيْ آخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمْ فَلَمَّا نَزَلَتْ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ نَسَخَتْ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ اِلَّا النَّصْرَ وَالرِّفَادَةَ وَالنَّصِيْحَةَ وَقَدْ ذَهَبَ الْمِيْرَاثُ وَيُوْصِيْ لَهٗ.

۲۱۲۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ واسطے ہر کسی کے ٹھہرا دیئے ہم نے وارث ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ موالی کے معنی وارث کے ہیں اور آیت والذین عقدت ایمانکم کی تفسیر میں کہا کہ جب مہاجرین ہجرت کر کے مدینے میں حضرت ﷺ کے پاس آئے تو مہاجر انصاری کا وارث ہوتا تھا سوائے اپنے قرابتی کے واسطے اس برادری کے کہ حضرت ﷺ نے ان کے درمیان کرا دی تھی سو جب یہ آیت اتری کہ ہم نے سب کے وارث ٹھہرا دیے ہیں تو پہلی آیت منسوخ ہوگئی یعنی والذین عقدت ایمانکم پھر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مستثنیٰ ہے اس حکم منسوخ سے مدد کرنی اور سلوک کرنا اور خیر خواہی کرنی اور دور ہوا حکم میراث کا اور وصیت کی جائے واسطے اس کے یعنی جو حضرت ﷺ کے برادری کرانے کے سبب سے وارث ہوتا تھا۔

فائدہ: اور مقصود اس جگہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ کفالہ لازم کرنا مال کا ہے اوپر اپنے بغیر عوض کے بطور استحباب کے پس لازم ہوگا جیسا کہ لازم ہوتا ہے استحقاق میراث کا ساتھ قسم کے جو منعقد کی ہے اوپر وجہ استحباب کے اور ابو داود نے عکرمہ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کی ہے کہ دستور تھا کہ ایک مرد دوسرے مرد سے قسم کھاتا تھا جن کے درمیان نسبت نہ ہوتی تھی سو وہ ایک دوسرے کا وارث ہوتا تھا سو منسوخ کیا اس حکم کو اس آیت نے وَاُولُو الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ۔ (فتح)

۲۱۲۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ

۲۱۲۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عبدالرحمن ہمارے

جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فَآخَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ.

پاس آئے تو حضرت ﷺ نے اس کے اور سعید بن ربیع رضی اللہ عنہ کے درمیان برادری کرائی۔

فائدہ: اور غرض اس سے ثابت کرنا قسم کا ہے اسلام میں اور یہ پوری حدیث بیوع میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

۲۱۳۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَبَلَغَكَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا حِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ فَقَالَ قَدْ حَالَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ قُرَيْشٍ وَالْأَنْصَارِ فِيْ دَارِيْ.

۲۱۳۰۔ عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تجھ کو یہ حدیث پہنچی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ زمانہ کفر کی قسم اور عہد پیماں کا اسلام میں کچھ اعتبار نہیں تو اس نے کہا کہ حلف دی حضرت ﷺ نے درمیان قریش کے اور انصار کے بیچ گھر میرے کے (یعنی ان کے درمیان برادری کرائی)۔

فائدہ: حلف کے معنی عہد کے ہیں اور اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ عہد کریں آپس میں لوگ اسلام میں ان چیزوں پر جن پر جاہلیت سے پہلے عہد کیا کرتے تھے اور گویا کہ عاصم رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف اس حدیث کی جو مسلم میں جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ہے حلف اسلام میں اور جس نے جاہلیت کے وقت عہد و پیماں کیا ہو تو نہیں زیادہ کرتا ہے اس کو اسلام مگر مضبوطی اور طبری نے کہا کہ وہ چیز کہ استدلال کیا ہے ساتھ اس کے انس رضی اللہ عنہ نے اوپر ثابت کرنے حلف کے نہیں مخالف ہے نفی کو جو جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اس واسطے کہ برادری مذکور اول ہجرت میں تھی اور اس کے سبب ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے پھر اس سے میراث منسوخ ہوئی اور باقی رہی وہ چیز جس کو قرآن نے باطل نہ کیا اور وہ حق پر مدد کرنی ہے اور ظالم کا ظلم سے روکنا میں کہتا ہوں کہ معلوم ہوئی ساتھ اس کے وجہ وارد کرنے دونوں حدیثوں انس رضی اللہ عنہ کی ساتھ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اور خطابی نے کہا کہ ابن عیینہ رضی اللہ عنہ نے کہا **حالف بینهم** یعنی برادری کرائی درمیان ان کے اس کی مراد یہ ہے کہ کفر کی حالت میں حلف کرنے کے معنی اور اسلام میں برادری کرنے کے معنی ایک ہیں لیکن وہ اسلام میں جاری ہے احکام دین پر اور اس کی حدوں پر اور جاہلیت کے حلف جاری تھے اس چیز پر کہ تھے تواضع کرتے اس کو آپس کے ساتھ فکروں اپنی کے سو جو چیز اس سے اسلام کے حکم کے مخالف تھی وہ باطل ہوئی اور جو باقی تھا اپنے حال پر رہا۔ (فتح)

بَابُ مَنْ تَكَفَّلَ عَنْ مَيِّتٍ دَيْنًا فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَرْجِعَ وَبِهِ قَالَ الْحَسَنُ

جو مردے کی طرف سے قرض کا ضامن ہو تو اس کو ضمانت سے پھرنا جائز نہیں اور ساتھ اسی کے قائل ہے حسن بصری۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اس کو پھرنا جائز نہیں تو احتمال ہے کہ یہ مراد ہو کہ ضمانت سے پھرنا جائز نہیں بلکہ وہ لازم ہے واسطے اس کے اور قرار پا چکا ہے حق اس کے ذمہ میں اور احتمال ہے کہ یہ مراد ہو کہ نہیں جائز ہے اس کو یہ کہ رجوع کرے ترکہ میں بقدر اس چیز کے کہ ضامن ہوا تھا ساتھ اس کے اور پہلا احتمال لائق تر ہے ساتھ مقصود اس کے کے۔ (فتح)

٢١٣١۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهَا فَقَالَ هَلْ عَلَيْهِ مِنْ دَيْنٍ قَالُوْا لَا فَصَلَّى عَلَيْهِ ثُمَّ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ أُخْرٰى فَقَالَ هَلْ عَلَيْهِ مِنْ دَيْنٍ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ قَالَ أَبُوْ قَتَادَةَ عَلَيَّ دَيْنُهُ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ فَصَلَّى عَلَيْهِ.

٢١٣١۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ حضرت ﷺ کے پاس ایک جنازہ لائے تا کہ آپ ﷺ اس پر نماز پڑھیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا اس پر قرض ہے لوگوں نے کہا کہ نہیں تو حضرت ﷺ نے اس کا جنازہ پڑھا پھر لوگ ایک اور جنازہ لائے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا اس پر قرض ہے لوگوں نے کہا کہ ہاں فرمایا پس نماز پڑھو اپنے ساتھی پر ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اس کا قرض میرے ذمہ ہے تو حضرت ﷺ نے اس پر بھی نماز پڑھی۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے اور وجہ استدلال کی یہ ہے کہ اگر ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو ضمانت سے پھرنا جائز ہوتا تو حضرت ﷺ قرض دار پر نماز نہ پڑھتے یہاں تک کہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ اس کا قرض ادا کر دیتے واسطے اس احتمال کے کہ شاید پھر جائے تو اس کی یہ صورت ہوتی کہ حضرت ﷺ نے قرض دار پر نماز پڑھی ہے جس کا قرض باقی تھا تو معلوم ہوا کہ اس کو پھرنا جائز نہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جائز ہونے ضمانت اس چیز کے کہ میت پر ہے قرض سے اور نہیں چھوڑا اس نے اس قدر مال کہ اس سے قرض ادا ہو سکے اور یہی قول ہے جمہور کا برخلاف ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اور مبالغہ کیا ہے طحاوی نے جمہور کے قول کی مدد کرنے میں۔ (فتح)

٢١٣٢۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ قَدْ جَآءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ قَدْ أَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا

٢١٣٢۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر بحرین سے مال آئے گا تو میں تجھ کو دوں گا اس طرح اور اس طرح یعنی لپیں بھر بھر دوں گا سو بحرین سے مال نہ آیا یہاں تک کہ حضرت ﷺ کا انتقال ہوا پھر جب بحرین کا مال آیا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو پکارا کہ جس سے

وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا فَلَمْ يَجِيْءُ مَالُ الْبَحْرَيْنِ حَتّٰى قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جَآءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ اَمَرَ اَبُوْ بَكْرٍ فَنَادٰى مَنْ كَانَ لَهٗ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَةٌ اَوْ دَيْنٌ فَلْيَاْتِنَا فَاَتَيْتُهٗ فَقُلْتُ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِيْ كَذَا وَكَذَا فَحَثٰى لِيْ حَثْيَةً فَعَدَدْتُهَا فَاِذَا هِيَ خَمْسُ مِائَةٍ وَّقَالَ خُذْ مِثْلَيْهَا.

حضرت ﷺ نے کچھ دینے کا وعدہ کیا ہو یا جس کا حضرت ﷺ پر قرض ہو تو چاہیے کہ وہ ہمارے پاس آئے کہ ہم اس کا حق ادا کریں سو میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا سو میں نے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو اس طرح اس طرح فرمایا تھا سو انہوں نے مجھ کو دو لپیں بھر کر دیں سو میں نے ان درہموں کو گنا تو ناگہاں وہ پانچ سو درہم تھے پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہزار درہم اور گن لے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں تین بار کا ذکر آیا ہے اور جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ تین بار کھولے اور ساتھ اسی کے ظاہر ہوگی مناسبت قول اس کے کی آخر حدیث میں کہ میں نے ان کو گنا تو اچانک وہ پانچ سو درہم تھے پھر کہا کہ ہزار درہم اور گن لے اور پوری شرح اس کی آئندہ آئے گی اور وجہ داخل ہونے اس کے کی ترجمہ میں یہ ہے کہ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے قائم مقام ہوئے تو ضامن ہوئے ساتھ اس چیز کے کہ جو حضرت ﷺ پر تھا حق واجب یا مستحب سے سو جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے اوپر لازم کر لیا تو ان کو لازم ہوا یہ کہ ادا کریں تمام وہ چیزیں جو حضرت ﷺ پر تھی قرض سے یا وعدے سے اور تھے حضرت ﷺ دوست رکھتے پورا کرنے وعدے کو سو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کو جاری کیا اور بعض شافعیہ کہتے ہیں کہ یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے یعنی وعدے کا پورا کرنا حضرت ﷺ پر واجب تھا واسطے دلیل اس حدیث کے اور نہیں دلالت ہے بیچ سیاق اس کے کے اوپر خصوصیت کے اور نہ اوپر وجوب کے اور یہ کہ جائز ہے قبول کرنا خبر واحد عدل کا اصحاب میں سے اگرچہ اس میں راوی کا اپنا فائدہ ہو اس واسطے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے اس کے دعویٰ کی صحت پر گواہ طلب نہ کیا اور احتمال ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اس کا علم ہو اور اپنے علم سے اس کے واسطے حکم کیا ہو پس استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز مثل اس کی کے واسطے حاکم کے۔ (فتح)

بَابُ جِوَارِ اَبِيْ بَكْرٍ فِيْ عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَقْدِهٖ

باب ہے بیان میں امان دینے کافر کے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بیچ زمانے حضرت ﷺ کے اور عہد کرنے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے۔

فائدہ: جوار سے مراد ذمہ اور امان ہے۔

۲۱۳۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا

۲۱۳۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے اپنے ماں

اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ قَطُّ إِلَّا وَهُمَا يَدِيْنَانِ الدِّيْنَ وَقَالَ أَبُوْ صَالِحٍ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ قَطُّ إِلَّا وَهُمَا يَدِيْنَانِ الدِّيْنَ وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْنَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِيْنَا فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَفَيِ النَّهَارِ بُكْرَةً وَّعَشِيَّةً فَلَمَّا ابْتُلِيَ الْمُسْلِمُوْنَ خَرَجَ أَبُوْ بَكْرٍ مُهَاجِرًا قِبَلَ الْحَبَشَةِ حَتّٰى إِذَا بَلَغَ بَرْكَ الْغِمَادِ لَقِيَهُ ابْنُ الدَّغِنَةِ وَهُوَ سَيِّدُ الْقَارَةِ فَقَالَ أَيْنَ تُرِيْدُ يَا أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ أَخْرَجَنِيْ قَوْمِيْ فَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ أَسِيْحَ فِي الْأَرْضِ فَأَعْبُدَ رَبِّيْ قَالَ ابْنُ الدَّغِنَةِ إِنَّ مِثْلَكَ لَا يَخْرُجُ وَلَا يُخْرَجُ فَإِنَّكَ تَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ وَأَنَا لَكَ جَارٌ فَارْجِعْ فَاعْبُدْ رَبَّكَ بِبِلَادِكَ فَارْتَحَلَ ابْنُ الدَّغِنَةِ فَرَجَعَ مَعَ أَبِيْ بَكْرٍ فَطَافَ فِيْ أَشْرَافِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ فَقَالَ لَهُمْ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ لَا يَخْرُجُ مِثْلُهُ وَلَا يُخْرَجُ أَتُخْرِجُوْنَ رَجُلًا يُكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَيَصِلُ الرَّحِمَ وَيَحْمِلُ الْكَلَّ وَيَقْرِي الضَّيْفَ

باپ کو ہرگز نہ پہچانا مگر کہ وہ دین اسلام کی پیروی کرتے تھے یعنی میری ہوش سنبھالنے سے پہلے ہی مسلمان ہو چکے تھے اور کوئی دن ہم پر نہ گزرتا تھا مگر کہ اس میں حضرت ﷺ ہمارے پاس آتے تھے یعنی حضرت ﷺ ہر روز ہمارے گھر میں آیا کرتے تھے صبح کو اور شام کو سو جب مسلمان مصیبت میں مبتلا ہوئے یعنی کافروں نے ان کو ایذا دی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ ہجرت کے ارادے پر حبشہ کی طرف نکلے یہاں تک کہ جب برک الغماد (نام ہے ایک جگہ کا یمن میں) میں پہنچے تو ان کو ابن دغنہ ملا اور وہ قبیلے قاہرہ کا سردار تھا تو اس نے کہا کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ تو کہاں کا ارادہ کرتا ہے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری قوم نے مجھ کو نکال دیا اور میں چاہتا ہوں کہ زمین میں سیر کروں اور اپنے رب کی عبادت کروں اور ابن دغنہ نے کہا کہ بے شک تیرے جیسا آدمی لائق نہیں کہ نکلے یا نکالا جائے اس واسطے کہ بے شک کہ تو فقیر کی مدد کرتا ہے اور برادر پروری کرتا ہے اور عیال کو اٹھاتا ہے اور مہمان کی ضیافت کرتا ہے اور حق کے حادثوں پر یعنی مصیبتوں میں لوگوں کی مدد کرتا ہے اور میں تجھ کو امان دیتا ہوں سو تو پلٹ چل اور عبادت کر اپنے رب کی اپنے شہر میں سو ابن دغنہ نے کوچ کیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ پھرا اور کفار قریش کے رئیسوں میں گھوما تو اس نے ان کو کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسا آدمی نہ نکلتا ہے اور نہ نکالا جاتا ہے کیا تم ایسے مرد کو نکالتے ہو کہ فقیر کی مدد کرتا ہے اور برادر پروری کرتا ہے اور عیال کو اٹھاتا ہے اور مہمان کی ضیافت کرتا ہے اور حق کے حادثوں میں یعنی مصیبتوں میں لوگوں پر مدد کرتا ہے تو قریش نے ابن دغنہ کی امان جائز رکھی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امان دی اور ابن دغنہ سے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ

وَيُعِيْنُ عَلٰى نَوَآئِبِ الْحَقِّ فَأَنْفَذَتْ قُرَيْشٌ جِوَارَ ابْنِ الدَّغِنَةِ وَآمَنُوْا أَبَا بَكْرٍ وَقَالُوْا لِابْنِ الدَّغِنَةِ مُرْ أَبَا بَكْرٍ فَلْيَعْبُدْ رَبَّهٗ فِيْ دَارِهٖ فَلْيُصَلِّ وَلْيَقْرَأْ مَا شَآءَ وَلَا يُؤْذِيْنَا بِذٰلِكَ وَلَا يَسْتَعْلِنْ بِهٖ فَإِنَّا قَدْ خَشِيْنَا أَنْ يَّفْتِنَ أَبْنَآءَ نَا وَنِسَآءَ نَا قَالَ ذٰلِكَ ابْنُ الدَّغِنَةِ لِأَبِيْ بَكْرٍ فَطَفِقَ أَبُوْ بَكْرٍ يَعْبُدُ رَبَّهٗ فِيْ دَارِهٖ وَلَا يَسْتَعْلِنُ بِالصَّلَاةِ وَلَا الْقِرَآءَ ةِ فِيْ غَيْرِ دَارِهٖ ثُمَّ بَدَا لِأَبِيْ بَكْرٍ فَابْتَنٰى مَسْجِدًا بِفِنَآءِ دَارِهٖ وَبَرَزَ فَكَانَ يُصَلِّيْ فِيْهِ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَيَتَقَصَّفُ عَلَيْهِ نِسَآءُ الْمُشْرِكِيْنَ وَأَبْنَآؤُهُمْ يَعْجَبُوْنَ وَيَنْظُرُوْنَ إِلَيْهِ وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ رَجُلًا بَكَّآءً لَا يَمْلِكُ دَمْعَهٗ حِيْنَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَأَفْزَعَ ذٰلِكَ أَشْرَافَ قُرَيْشٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَأَرْسَلُوْا إِلَى ابْنِ الدَّغِنَةِ فَقَدِمَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوْا لَهٗ إِنَّا كُنَّا أَجَرْنَا أَبَا بَكْرٍ عَلٰى أَنْ يَّعْبُدَ رَبَّهٗ فِيْ دَارِهٖ وَإِنَّهٗ جَاوَزَ ذٰلِكَ فَابْتَنٰى مَسْجِدًا بِفِنَآءِ دَارِهٖ وَأَعْلَنَ الصَّلَاةَ وَالْقِرَآءَ ةَ وَقَدْ خَشِيْنَا أَنْ يَّفْتِنَ أَبْنَآءَ نَا وَنِسَآءَ نَا فَأْتِهٖ فَإِنْ أَحَبَّ أَنْ يَّقْتَصِرَ عَلٰى أَنْ يَّعْبُدَ رَبَّهٗ فِيْ دَارِهٖ فَعَلَ وَإِنْ أَبٰى إِلَّا أَنْ يُّعْلِنَ ذٰلِكَ فَسَلْهُ أَنْ يَّرُدَّ إِلَيْكَ ذِمَّتَكَ فَإِنَّا كَرِهْنَا أَنْ نُّخْفِرَكَ وَلَسْنَا مُقِرِّيْنَ لِأَبِيْ بَكْرٍ الْاِسْتِعْلَانَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَأَتَى ابْنُ الدَّغِنَةِ

سے حکم کر کہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرے اور نماز پڑھے اور جو چاہے پڑھے اور نہ ایذا دے ہم کو ساتھ نماز اور قرات کے اور نہ اس کو بلند آواز سے پڑھے اس واسطے کہ ہم ڈرتے ہیں کہ ہمارے لڑکوں اور ہماری عورتوں کو فتنے میں ڈالے تو ابن دغنہ نے یہ بات ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہی سو ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرنے لگے اور اپنے گھر کے سوا اور جگہ میں اپنی نماز اور قرات کو پکار کر نہ پڑھتے تھے پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مسجد بنانے کا خیال آیا تو انہوں نے اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنائی ،، وہ اس میں نماز اور قرآن پڑھا کرتے تھے اور مشرکوں کے لڑکے اور عورتیں ان کے اوپر ہجوم کرتے تھے اور ان سے خوش ہوتے تھے اور ان کو دیکھتے تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ بہت رونے والے مرد تھے قرآن پڑھنے کے وقت اپنے آنسو روک نہ سکتے تھے تو کفار قریش کے رئیس اس سے گھبرائے کہ مبادا بال بچے مسلمان نہ ہو جائیں تو انہوں نے کسی کو ابن دغنہ کے پاس بھیجا وہ ان پاس آیا تو انہوں نے کہا کہ ہم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امان دی تھی اس شرط پر کہ وہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرے اور وہ اس عہد سے بڑھ گیا سو انہوں نے اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنائی ہے اور نماز اور قرات پکار کر پڑھتے ہیں اور ہم نے خوف کیا کہ ہماری عورتوں اور بچوں کا فتنے میں نہ ڈالے سو تو اس پاس جا سو اگر وہ چاہیں کہ صرف اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کریں تو کریں سو اگر وہ نہ مانیں یہ کہ اس کو پکار کر پڑھیں تو اس کو سوال کر کہ تیرا ذمہ تجھ کو پھیر دے اس واسطے کہ ہم برا جانتے ہیں اس کو کہ تیرا عہد توڑیں اور نہیں ہم قرار کرنے والے واسطے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پکار کر پڑھنے کو

أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتَ الَّذِيْ عَقَدْتُ لَكَ عَلَيْهِ فَإِمَّا أَنْ تَقْتَصِرَ عَلٰى ذٰلِكَ وَإِمَّا أَنْ تَرُدَّ إِلَيَّ ذِمَّتِيْ فَإِنِّيْ لَا أُحِبُّ أَنْ تَسْمَعَ الْعَرَبُ أَنِّيْ أُخْفِرْتُ فِيْ رَجُلٍ عَقَدْتُ لَهٗ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ إِنِّيْ أَرُدُّ إِلَيْكَ جِوَارَكَ وَأَرْضٰى بِجِوَارِ اللّٰهِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُرِيْتُ دَارَ هِجْرَتِكُمْ رَأَيْتُ سَبْخَةً ذَاتَ نَخْلٍ بَيْنَ لَابَتَيْنِ وَهُمَا الْحَرَّتَانِ فَهَاجَرَ مَنْ هَاجَرَ قِبَلَ الْمَدِيْنَةِ حِيْنَ ذَكَرَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَعَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ بَعْضُ مَنْ كَانَ هَاجَرَ إِلٰى أَرْضِ الْحَبَشَةِ وَتَجَهَّزَ أَبُوْ بَكْرٍ مُهَاجِرًا فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رِسْلِكَ فَإِنِّيْ أَرْجُوْ أَنْ يُؤْذَنَ لِيْ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ هَلْ تَرْجُوْ ذٰلِكَ بِأَبِيْ أَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَحَبَسَ أَبُوْ بَكْرٍ نَفْسَهٗ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَصْحَبَهٗ وَعَلَفَ رَاحِلَتَيْنِ كَانَتَا عِنْدَهٗ وَرَقَ السَّمُرِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ.

عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سو ابن دغنہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ تم جانتے ہو وہ چیز کہ جس پر میں نے تمہارے واسطے عہد کیا تھا پس یا تو اس پر اقتصار کرو اور یا میرا ذمہ مجھ کو پھیر دو اس واسطے کہ میں نہیں چاہتا یہ کہ عرب کے لوگ سنیں کہ عہد توڑا گیا میں ایک مرد کے حق میں جس کے واسطے میں نے ذمہ کیا تھا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تیری امان تجھ کو پھیر دیتا ہوں اور اللہ کی امان کے ساتھ راضی ہوتا ہوں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس دن مکے میں تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری ہجرت کا گھر مجھ کو خواب میں دکھایا گیا دیکھی میں نے زمین شور کھجوروں والی درمیان دو پتھریلی زمینوں کے سو ہجرت کی جس نے ہجرت کی طرف مدینے کی جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ذکر کیا اور رجوع کیا طرف مدینے کی بعض اس شخص نے جس نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی ہجرت کے ارادے پر سامان تیار کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھہر جا جلدی نہ کر اس واسطے کہ میں امید رکھتا ہوں کہ مجھ کو بھی ہجرت کی اجازت ہوا چاہتی ہے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا آپ بھی اس کی امید رکھتے ہیں میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے نفس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر روکا تا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوں اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں اونٹوں کو جو ان کے پاس تھے چار مہینے ببول کے پتے کھلائے۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے اس جگہ راضی ہونا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہے ساتھ امان ابن دغنہ کے اور برقرار رکھنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے ان کو اوپر اس کے اور وجہ داخل ہونے اس کے کی کفالہ میں یہ ہے کہ وہ لائق ہے ساتھ کفالہ بدنوں کے اس واسطے کہ جس نے اس کو امان دی تھی گویا کہ وہ ضامن ہوا تھا ساتھ جان مجار کے۔ (فتح)

۲۱۳۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتَى بِالرَّجُلِ الْمُتَوَفَّى عَلَيْهِ الدَّيْنُ فَيَسْأَلُ هَلْ تَرَكَ لِدَيْنِهِ فَضْلًا فَإِنْ حُدِّثَ أَنَّهُ تَرَكَ لِدَيْنِهِ وَفَاءً صَلَّى وَإِلَّا قَالَ لِلْمُسْلِمِينَ صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْفُتُوحَ قَالَ أَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَمَنْ تُوُفِّيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَتَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيَّ قَضَاؤُهُ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ.

۲۱۳۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مردہ آدمی لایا جاتا تھا جس پر قرض ہوتا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوچھتے تھے کہ کیا اس نے ادا قرض کے واسطے تجہیز و تکفین سے زیادہ کچھ چھوڑا ہے سو اگر کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتا کہ اس نے اس قدر مال چھوڑا ہے کہ اس سے قرض ادا ہو جائے گا تو اس کا جنازہ پڑھتے نہیں تو مسلمانوں کو کہتے کہ اپنے ساتھی پر نماز پڑھو سو جب اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فتوحات کھولیں تو فرمایا کہ میں لائق تر ہوں ساتھ مسلمانوں کے ان کی جانوں سے یعنی ہر چیز میں امور دین اور دنیا سے شفقت میری ان پر زیادہ ہے شفقت کرنے ان کے سے اپنی جانوں پر سو جو کوئی مسلمانوں سے مرے اور قرض چھوڑ جائے تو اس کے قرض کا ادا کرنا میرے ذمے ہے اور جو مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کے واسطے ہے۔

فائدہ: بعض نسخوں میں اس حدیث کے پہلے باب ہے بغیر ترجمہ کے اور ساتھ اسی کے یقین کیا ہے اسماعیلی نے اور ابن بطال نے اس حدیث کو باب من تکفل الخ کے اخیر میں بیان کیا ہے اور یہی بات لائق تر ہے اس واسطے کہ اس حدیث کو جوار ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کچھ تعلق نہیں اور جس نے باب الدین کے ساتھ باب باندھا ہے تو یہ بعید ہے اس واسطے کہ لائق اس کے ساتھ یہ تھا کہ کتاب القرض میں ہوتا اور ایک روایت میں ضیاع کا لفظ زیادہ ہے خطابی نے کہا کہ وہ وصف ہے واسطے اس شخص کے کہ پیچھے چھوڑے اس کو مردہ یعنی چھوڑے ذو ضیاع کو یعنی جن کے پاس کچھ نہ ہو اور یہ جو فرمایا کہ جو مال چھوڑے تو وہ اس کے وارثوں کے واسطے ہے تو اس کی بحث کتاب الفرائض میں آئے گی اور علماء کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قرض دار مردے کا جنازہ نہ پڑھا تو یہ اس واسطے تھا کہ لوگوں کو اپنی زندگی میں قرض ادا کرنے کی رغبت پیدا ہو تا کہ وہ اس سے براءۃ حاصل کریں تا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ان سے فوت نہ ہو اور کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرض دار مردے پر نماز پڑھنی حرام تھی یا جائز اس میں دو قول ہیں نووی نے کہا کہ ٹھیک بات یہ ہے کہ جائز تھی باوجود ضامن کے جیسا کہ مسلم کی حدیث میں ہے اور قرطبی نے حکایت کی ہے کہ جو قرض لے کر ناجائز کام میں خرچ کرتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نماز جنازہ نہ پڑھتے تھے اور جو قرض لے کر جائز کام میں خرچ کرتا تھا اس کا جنازہ پڑھتے تھے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ باب کی حدیث تعمیم پر دلالت کرتی ہے

چنانچہ فرمایا کہ جو مر جائے اور اس پر قرض ہو یعنی خواہ قرض لے کر جائز کام میں خرچ کیا ہو یا ناجائز میں اور اگر حال مختلف ہوتا تو حضرت ﷺ اس کو بیان کرتے ہاں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں آیا ہے کہ جب حضرت ﷺ اس پر نماز پڑھنے سے باز رہے تو آپ ﷺ کے پاس جبرئیل آئے تو کہا کہ ظالم تو قرضوں میں وہ ہے کہ جو زنا اور اسراف میں قرض اٹھائے اور لیکن حرام سے بچنے والا عیال دار سو میں اس کا ضامن ہوں اس کی طرف سے ادا کر دوں گا تو حضرت ﷺ نے اس پر نماز پڑھی اور یہ حدیث ضعیف ہے اور حازمی نے کہا متابعات میں اس کا کچھ ڈر نہیں اور اس میں یہ بات نہیں کہ تفصیل مذکور ہمیشہ تھی بلکہ اس میں تو صرف یہ ہے کہ وہ اس کے بعد عارض ہوئے اور یہ کہ یہی سبب ہے حضرت ﷺ کے اس قول کا کہ جو قرض چھوڑے تو میرے ذمے ہے ادا کرنا اس کا اور یہ قرض کا ادا کرنا حضرت ﷺ پر واجب تھا یا نہیں اس میں دو قول ہیں اور ابن بطال نے کہا کہ حضرت ﷺ کا یہ قول کہ اس کا ادا کرنا میرے ذمے ہے تو یہ ناسخ ہے واسطے ترک کرنے نماز کے قرض دار مردے پر اور یہ جو فرمایا کہ اس کا ادا کرنا میرے ذمے ہے تو مراد ادا کرنا اس مال سے ہے جو آپ ﷺ کو اللہ غنیمتوں اور صدقات سے دے گا اور اسی طرح لازم ہے ہر حاکم مسلمان کو یہ کہ کرے یہ کام ساتھ مردے قرض دار کے اور نہیں تو اس پر گناہ ہے اگر مردے کا بیت المال میں حق ہو تو اس سے سب قرض ادا کرے نہیں تو بقدر حصے اس کے کے۔ (فتح)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْوَكَالَةِ — کتاب ہے وکالت کے بیان میں

بَابُ وَكَالَةِ الشَّرِيْكِ الشَّرِيْكَ فِي الْقِسْمَةِ وَغَيْرِهَا

بیان ہے وکالت کرنے شریک کے شریک کی بانٹنے میں اور اس کے سوا میں

فائدہ: وکالت کے معنی سپرد کرنا کام کا ہے دوسرے کو اور اس کو اس کا محافظ کرنا اور شرع میں اس کے معنی قائم کرنا ایک مرد کا ہے دوسرے کو اپنی جگہ میں یعنی اپنا نائب کرنا مطلق ہو یا مقید خواہ سب کاموں میں ہو یا خاص ایک کام میں۔(فتح)

وَقَدْ أَشْرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا فِي هَدْيِهِ ثُمَّ أَمَرَهُ بِقِسْمَتِهَا

اور تحقیق شریک کیا حضرت ﷺ نے علی کو اپنی قربانی میں پھر حکم کیا ان کو ساتھ بانٹنے ان کے کی فقیروں پر

فائدہ: یہ دو ٹکڑے ہیں دو حدیثوں کے کہ ایک حج میں گزر چکی ہے اور ایک آئندہ آئے گی اور مقصود اس سے اس جگہ ظاہر ہے بیچ اس چیز کے کہ باب باندھا ہے واسطے اس کے بیچ بانٹنے گوشت کے اور یہ جو کہا کہ غیر بانٹنے میں تو پکڑا جاتا ہے اس سے بطور الحاق کے یعنی اس کا بھی یہی حکم ہے۔(فتح)

۲۱۳۵۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ لَيْلٰى عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِجِلَالِ الْبُدْنِ الَّتِيْ نُحِرَتْ وَبِجُلُوْدِهَا.

۲۱۳۵۔ علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو حکم دیا کہا کہ ذبح کیے ہوئے اونٹوں کی جھولوں اور کھالوں کو خیرات کروں یعنی فقیروں پر تقسیم کروں۔

فائدہ: یہ حدیث پوری اور اس کی شرح کتاب الحج میں پہلے گزر چکی ہے اور مقصود اس سے اس جگہ ظاہر ہے بیچ

اس چیز کے کہ باب باندھا ہے واسطے اس کے قسمت میں۔ (فتح)

۲۱۳۶۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَاهُ غَنَمًا يَقْسِمُهَا عَلٰى صَحَابَتِهِ فَبَقِيَ عَتُوْدٌ فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ضَحِّ بِهِ أَنْتَ.

۲۱۳۶۔ عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بکریاں دیں کہ ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یاروں پر تقسیم کرے سو بکری کا ایک بچہ باقی رہا تو اس نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ اس کو تو قربانی کر لے۔

فائدہ: اور موافق ترجمہ کے اس حدیث سے یہ لفظ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ اس کو تو قربانی کر لے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو جانتے تھے کہ اس کے واسطے بھی اس قسمت میں حصہ ہے تو گویا کہ وہ ان کا شریک تھا اور اسی نے بکریوں کو ان کے درمیان تقسیم کیا تھا اور ابن منیر نے ایک اور احتمال نکالا ہے اور وہ یہ ہے کہ احتمال ہے کہ ہبہ کیا ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے ہر ایک کے مقسوم فہیم سے وہ چیز کہ پھرے طرف ہر ایک کی پس نہ ثابت ہوگی شرکت اور جواب دیا کہ بیان کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے حدیث کو قربانیوں میں دوسرے طریق سے ساتھ اس لفظ کے کہ اس نے ان کے درمیان قربانیاں تقسیم کیں تو معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بکریوں کو قربانی کے واسطے معین کیا تھا پھر وہ سب کی سب اکٹھی ان کو بخش دیں پھر عقبہ کو ان کے تقسیم کرنے کا حکم کیا پس صحیح ہوگا استدلال ساتھ اس کے واسطے اس چیز کے کہ باب باندھا واسطے اس کے اور ابن بطال نے کہا کہ شریک کی وکالت جائز ہے جیسا کہ جائز ہے شرکت وکیل کی میں اس میں اختلاف نہیں جانتا اور استدلال کیا ہے داؤدی نے ساتھ حدیث علی رضی اللہ عنہ کے اوپر جواز سپرد کرنے امر کے طرف رائے شریک کے اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن تین نے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ معین کیا ہو واسطے اس کے وہ شخص کہ دی اس کو جیسا کہ معین کیا واسطے اس کے وہ چیز کہ دی اس کو پس نہ ہوگی اس میں تفویض۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا وَكَّلَ الْمُسْلِمُ حَرْبِيًّا فِيْ دَارِ الْحَرْبِ أَوْ فِيْ دَارِ الْإِسْلَامِ جَازَ

اگر مسلمان کافر حربی کو دار الحرب میں یا دار الاسلام میں وکیل بنائے تو جائز ہے

فائدہ: یعنی جب کافر حربی دار الاسلام میں امان کے ساتھ ہو۔ (فتح)

۲۱۳۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ يُوْسُفُ بْنُ الْمَاجِشُوْنِ عَنْ صَالِحِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ

۲۱۳۷۔ عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے امیہ بن خلف کو خط لکھا کہ میرے اہل اور مال کو کہ مکے میں ہے نگاہ رکھے اور نگاہ رکھوں میں اس کے اہل اور مال کو کہ

أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَاتَبْتُ أُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ كِتَابًا بِأَنْ يَحْفَظَنِي فِي صَاغِيَتِي بِمَكَّةَ وَأَحْفَظَهُ فِي صَاغِيَتِهِ بِالْمَدِينَةِ فَلَمَّا ذَكَرْتُ الرَّحْمٰنَ قَالَ لَا أَعْرِفُ الرَّحْمٰنَ كَاتِبْنِي بِاسْمِكَ الَّذِي كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَكَاتَبْتُهُ عَبْدَ عَمْرٍو فَلَمَّا كَانَ فِي يَوْمِ بَدْرٍ خَرَجْتُ إِلٰى جَبَلٍ لِأُحْرِزَهُ حِينَ نَامَ النَّاسُ فَأَبْصَرَهُ بِلَالٌ فَخَرَجَ حَتّٰى وَقَفَ عَلٰى مَجْلِسٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ أُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ لَا نَجَوْتُ إِنْ نَجَا أُمَيَّةُ فَخَرَجَ مَعَهُ فَرِيقٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فِي آثَارِنَا فَلَمَّا خَشِيتُ أَنْ يَلْحَقُونَا خَلَّفْتُ لَهُمُ ابْنَهُ لِأَشْغَلَهُمْ فَقَتَلُوهُ ثُمَّ أَبَوْا حَتّٰى يَتْبَعُونَا وَكَانَ رَجُلًا ثَقِيلًا فَلَمَّا أَدْرَكُونَا قُلْتُ لَهُ ابْرُكْ فَبَرَكَ فَأَلْقَيْتُ عَلَيْهِ نَفْسِي لِأَمْنَعَهُ فَتَخَلَّلُوهُ بِالسُّيُوفِ مِنْ تَحْتِي حَتّٰى قَتَلُوهُ وَأَصَابَ أَحَدُهُمْ رِجْلِي بِسَيْفِهِ وَكَانَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ يُرِينَا ذٰلِكَ الْأَثَرَ فِي ظَهْرِ قَدَمِهِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعَ يُوْسُفُ صَالِحًا وَإِبْرَاهِيمُ أَبَاهُ.

مدینے میں ہے سو جب میں نے رحمٰن کا نام لیا یعنی اپنا نام عبدالرحمٰن لکھا تو اس نے کہا کہ میں رحمٰن کو نہیں پہچانتا بلکہ مجھے اپنے اس نام کے ساتھ خط لکھ کہ جاہلیت میں تھا سو میں نے اس کو اپنے قدیمی نام عبدعمرو سے خط لکھا سو جب جنگ بدر کا دن ہوا تو میں پہاڑ کی طرف نکلا کہ اس کو نگاہ رکھوں یعنی اس کے خون کو بچاؤں جب کہ لوگ سو گئے سو بلال رضی اللہ عنہ نے اس کو دیکھا سو وہ نکلا یہاں تک کہ انصار کی ایک مجلس سے گزرا پس کہا کہ یہ امیہ بن خلف ہے اگر یہ بچ گیا تو میں اللہ کے عذاب سے نجات نہ پاؤں گا تو انصار کا ایک گروہ اس کے ساتھ ہمارے پیچھے نکلا سو جب میں ڈرا کہ انصار ہم کو آ ملیں تو میں نے ان کو واسطے ان کے بیٹے کو پیچھے ڈالا تا کہ وہ ان کو باز رکھے سو انہوں نے اس کو مار ڈالا پھر انہوں نے نہ مانا یہاں تک کہ ہمارے پیچھے پڑے اور امیہ بھاری بدن والا تھا سو جب وہ ہمارے پاس پہنچے تو میں نے امیہ کو کہا کہ بیٹھ جا سو وہ بیٹھ گیا تو میں نے اپنے آپ کو اس پر ڈالا تا کہ اس کو ان سے بچاؤں تو انہوں نے میرے نیچے سے اس کی طرف تلواریں داخل کیں یہاں تک کہ اس کو مار ڈالا اور ان میں سے ایک تلوار میرے پاؤں کو لگی اور عبدالرحمٰن ہم کو پاؤں کی پیٹھ پر اس کا نشان دکھاتے تھے۔

فائدہ: اور پورا قصہ اس کا غزوہ بدر میں آئے گا اور وجہ داخل ہونے اس کے کی ترجمہ میں یہ ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کہ حالانکہ وہ مسلم تھے دارالاسلام میں سپرد کی طرف امیہ بن خلف کی اور وہ دارالحرب میں تھا وہ چیز کہ متعلق تھی ساتھ کاموں اس کے کی اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر اطلاع ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر انکار نہ کیا ابن منذر نے کہا کہ اگر مسلمان کافر مستامن کو وکیل کرے یا حربی مستامن مسلمان کو وکیل کرے تو یہ بالاتفاق جائز ہے کسی کو اس میں اختلاف نہیں۔ (فتح)

بَابُ الْوَكَالَةِ فِي الصَّرْفِ وَالْمِيْزَانِ — بیع صرف اور موزون میں وکیل کرنے کا بیان

فائدہ: ابن منذر نے کہا کہ بیع صرف میں وکیل کرنا جائز ہے یہاں تک کہ اگر ایک مرد کو درہموں میں صرف کرنے کے واسطے وکیل کرے اور دوسرے کو دینار صرف کرنے کے لیے وکیل کرے اور وہ دونوں آپس میں ملیں اور بیع صرف کریں معتبر ساتھ شرط اپنی کے تو یہ جائز ہے۔ (فتح)

وَقَدْ وَكَّلَ عُمَرُ وَابْنُ عُمَرَ فِي الصَّرْفِ — اور وکیل کیا عمر رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے صرف میں یعنی بیع صرف میں

فائدہ: سعید بن منصور رضی اللہ عنہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو ایک برتن سونے سے ملمع کیا ہوا دیا اور کہا کہ اس کو لے جا اور بیچ ڈال تو اس نے اس کو اس کے دو گنے وزن سے ایک یہودی کے ہاتھ بیچا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کو پھیر دے تو یہودی نے کہا کہ میں تجھ کو زیادہ مول دیتا ہوں تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں جائز ہے مگر ساتھ برابر وزن کے۔ (فتح)

۲۱۳۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيْدِ بْنِ سُهَيْلِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلٰى خَيْبَرَ فَجَآءَ هُمْ بِتَمْرٍ جَنِيْبٍ فَقَالَ أَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا فَقَالَ إِنَّا لَنَأْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هٰذَا بِالصَّاعَيْنِ وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلَاثَةِ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيْبًا وَقَالَ فِي الْمِيْزَانِ مِثْلَ ذٰلِكَ.

۲۱۳۸۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو خیبر کا عامل کر کے بھیجا تو وہ وہاں سے عمدہ کھجور جس کو جنیب کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے لایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا خیبر کی تمام کھجوریں ایسی عمدہ ہوتی ہیں تو اس نے کہا کہ ہم دو صاع ناقص کھجور کے بدلے ایک صاع عمدہ کھجور لیتے ہیں اور تین صاع کے بدلے دو صاع لیتے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا نہ کیا کر بلکہ تو پہلیملی جلی ناقص کھجور کو چاندی کے درہموں سے بیچ ڈالا کر پھر درہموں سے عمدہ کھجوریں مول لیا کر اور تلنے کے چیزوں میں بھی اسی طرح فرمایا۔

فائدہ: یعنی ہر تلنے والی چیز کا یہی حکم ہے کہ ایک صاع کے بدلے دو صاع نہ بیچی جائے بلکہ برابر بیچی جائے اور مناسبت حدیث کی ساتھ ترجمہ کے ظاہر ہے واسطے سپرد کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کام اس چیز کا کہ ماپی جائے اور تولی جائے طرف غیر اپنے کی پس وہ بیچ معنی وکیل کے ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم طرف سے اور ملحق ہوگی ساتھ اس کے صرف اور ابن بطال نے کہا کہ بیچنا اناج کا ہاتھوں ہاتھ مثل بیع صرف کی ہے برابر یعنی بیچ شرط ہونے اس کے کے اور اس

سے وکالت کے اخذ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے عامل خیبر کو فرمایا کہ تو ملی جلی کھجور کو درہموں سے بیچ ڈالا کر بعد اس کے کہ اس نے سنت کے مخالف بیچا تھا تو حضرت ﷺ نے اس کو بیع سود سے منع فرمایا اور اذن دیا اس کو بیع میں بطور سنت کے۔(فتح)

بَابٌ إِذَا أَبْصَرَ الرَّاعِيُ أَوِ الْوَكِيلُ شَاةً تَمُوتُ أَوْ شَيْئًا يَفْسُدُ ذَبَحَ وَأَصْلَحَ مَا يَخَافُ عَلَيْهِ الْفَسَادَ.

جب دیکھے چرواہا یا وکیل بکری کو کہ مرتی ہے یا کسی چیز کو کہ فاسد ہوتی ہے تو ذبح کرے اور درست کرے اس چیز کو کہ اس پر فساد کا خوف ہو۔

فائدہ: تو جائز ہے ابن منیر نے کہا کہ نہیں غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ حدیث باب کے کلام کرنا بیچ حلال ہونے ذبیحہ کے یا حرام ہونے اس کے کے بلکہ اس کی غرض تو صرف یہ ہے کہ چرواہے اور وکیل سے ضمان ساقط ہو جاتی ہے اور ابن تین نے اعتراض کیا ہے اس پر ساتھ اس کے کہ جس لونڈی نے بکری کو ذبح کیا تھا وہ بکری والی کے ملک میں تھی اور یہ مراد نہیں کہ اس کی ضمان اس پر نہیں آتی اور ظاہر یہ بات ہے کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ جو یہ کام کرے اس پر کچھ حرج نہیں اور یہ عام تر ہے تضمین وغیرہ سے۔(فتح)

٢١٣٩۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ سَمِعَ الْمُعْتَمِرَ أَنْبَأَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَتْ لَهُمْ غَنَمٌ تَرْعٰى بِسَلْعٍ فَأَبْصَرَتْ جَارِيَةٌ لَّنَا بِشَاةٍ مِّنْ غَنَمِنَا مَوْتًا فَكَسَرَتْ حَجَرًا فَذَبَحَتْهَا بِهٖ فَقَالَ لَهُمْ لَا تَأْكُلُوا حَتّٰى أَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أُرْسِلَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَسْأَلُهُ وَأَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَاكَ أَوْ أَرْسَلَ فَأَمَرَهُ بِأَكْلِهَا قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَيُعْجِبُنِي أَنَّهَا أَمَةٌ وَأَنَّهَا ذَبَحَتْ تَابَعَهُ عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ.

٢١٣٩۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کے پاس بکریاں تھیں جو سلع (نام ہے ایک پہاڑ کا مدینے میں) میں چرتی تھیں سو ہماری لونڈی نے بکریوں میں سے ایک بکری کو قریب مرگ کے دیکھا سو اس نے پتھر کو توڑا اور اس کو اس سے حلال کیا تو کعب رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا کہ اس کو نہ کھاؤ یہاں تک کہ میں حضرت ﷺ سے پوچھوں یا کسی کو پوچھنے کے لیے حضرت ﷺ کے پاس بھیجوں یہ (شک راوی کا ہے) اور یہ کہ کعب رضی اللہ عنہ نے اس کو حکم حضرت ﷺ سے پوچھا یا کسی کو حضرت ﷺ کے پاس بھیجا تو حضرت ﷺ نے اس کو اس کے کھانے کا حکم فرمایا عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عجب میں ڈالا مجھ کو اس بات نے کہ وہ لونڈی تھی اور اس نے بکری ذبح کی۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر تصدیق کرنے اس شخص کے جس کے پاس امانت رکھی گئی ہو اس چیز پر کہ امین رکھا گیا ہے اوپر اس کے جب تک کہ کوئی دلیل خیانت کی ظاہر نہ ہو اور اس پر کہ اگر وکیل

مویشی میں سے نر کو مادہ پر جفتی کرائے بغیر اذن مالک کے جس جگہ اس کی حاجت ہو اور مادہ ہلاک ہو جائے تو اس پر اس کی ضمان نہیں یعنی بدلہ نہیں (فتح) اور چونکہ چرواہا وکیل کا حکم رکھتا ہے تو اصلاح وکیل کو چرواہے کی اصلاح پر قیاس کیا۔(ت)

بَابُ وَكَالَةِ الشَّاهِدِ وَالْغَائِبِ جَائِزَةٌ — حاضر اور غائب کو وکیل کرنا جائز ہے

فائدہ: جمہور کا مذہب یہ ہے کہ جو کوئی شہر میں حاضر ہو وہ اگر کسی کو اپنی طرف سے بغیر عذر کے وکیل کر دے تو درست ہے اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ وکیل کرنا منع ہے مگر ساتھ عذر مرض کے یا سفر میں ہو یا ساتھ راضی ہونے خصم کے یعنی جس کے ساتھ وکیل کے واسطہ سے معاملہ کرتا ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جس کے اور خصم کے درمیان عداوت ہو اس کو وکیل کرنا درست نہیں اور طحاوی نے جمہور کے قول کی مدد میں بہت مبالغہ کیا ہے اور اعتماد کیا جواز میں باب کی حدیث پر اور اتفاق کیا ہے اصحاب نے اوپر جائز ہونے توکیل حاضر کے بغیر شرط کے اور وکالت غائب کی محتاج ہے طرف قبول کرنے وکیل کی وکالت کو ساتھ اتفاق کے اور جب کہ وہ قبول کرنے کے محتاج ہوئے تو حکم غائب اور حاضر کا برابر ہے۔(فتح)

وَكَتَبَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو إِلٰى قَهْرَمَانِهٖ وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهُ أَنْ يُّزَكِّيَ عَنْ أَهْلِهِ الصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ.

اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے وکیل کو لکھا اور حالانکہ وہ اس سے غائب تھا یہ کہ صدقہ فطر دے اس کے گھر والوں کی طرف سے چھوٹوں اور بڑوں کی طرف سے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ غائب کو وکیل کرنا درست ہے۔

٢١٤٠۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ لِرَجُلٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِنٌّ مِّنَ الْإِبِلِ فَجَآءَهٗ يَتَقَاضَاهُ فَقَالَ أَعْطُوْهُ فَطَلَبُوْا سِنَّهٗ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهٗ إِلَّا سِنًّا فَوْقَهَا فَقَالَ أَعْطُوْهُ فَقَالَ أَوْفَيْتَنِيْ أَوْفَى اللّٰهُ بِكَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ خِيَارَكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَآءً.

٢١٤٠۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کا جوان اونٹ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرض تھا تو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تقاضا کرتا آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے اونٹ کے برابر عمر کا اس کو اونٹ دو تو انہوں نے اس کے اونٹ کے برابر عمر کا اونٹ تلاش کیا تو نہ پایا انہوں نے اونٹ مگر زیادہ عمر اس کی سے یعنی اس کے اونٹ سے زیادہ عمر کا اونٹ پایا تو فرمایا کہ یہی اس کو دو تو اس مرد نے کہا کہ تو نے مجھ کو میرا حق پورا دیا اللہ تجھ کو پورا بدلہ دے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں میں بہتر آدمی وہ ہے جو قرض ادا کرنے میں بہتر ہو۔

فائدہ: پوری شرح اس حدیث کی کتاب القرض میں آئے گی اور ترجمہ کی جگہ اس سے واسطے وکالت حاضر کے

ظاہر ہے اور لیکن حکم غائب کا پس اس سے بطریق اولیٰ سمجھا جاتا ہے اس واسطے کہ جب حاضر کو وکیل کرنا جائز ہے باوجود قادر ہونے اس کے کی اوپر کرنے کام کے ساتھ ذات اپنی کے تو جائز ہونا اس کا واسطے غائب کے اس سے اولیٰ ہے واسطے محتاج ہونے اس کے کے طرف اس کی اور کرمانی نے کہا کہ یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو دو تو یہ شامل ہے حضرت ﷺ کے وکیلوں کو جو حاضر ہوں یا غائب ہوں۔ (فتح)

بَابُ الْوَكَالَةِ فِيْ قَضَاءِ الدُّيُوْنِ

قرضوں کے ادا کرنے میں وکیل کرنے کا بیان

٢١٤١ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَقَاضَاهُ فَأَغْلَظَ فَهَمَّ بِهٖ أَصْحَابُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوْهُ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا ثُمَّ قَالَ أَعْطُوْهُ سِنًّا مِّثْلَ سِنِّهٖ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا نَجِدُ إِلَّا أَمْثَلَ مِنْ سِنِّهٖ فَقَالَ أَعْطُوْهُ فَإِنَّ مِنْ خَيْرِكُمْ أَحْسَنَكُمْ قَضَآءً.

٢١٤١ـ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت ﷺ کے پاس تقاضا کرتا آیا یعنی اونٹ کا کہ حضرت ﷺ نے اس سے قرض لیا تھا تو اس نے حضرت ﷺ کو سخت کہا تو اصحاب نے اس کے ایذا دینے کا قصد کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو اس واسطے کہ حق دار کو سخت کلام کرنی جائز ہے پھر فرمایا کہ اس کے اونٹ کی برابر عمر کا اونٹ اس کو دو تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا یا حضرت ﷺ نہیں پاتے ہم اونٹ مگر زیادہ تر عمر اس کی سے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہی اس کو دو اس واسطے کہ تم لوگوں میں بہتر آدمی وہ ہے جو قرض ادا کرنے میں بہتر ہو۔

فائدہ: یہ حدیث ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور ابن منیر نے کہا کہ فقہ اس باب کی یہ ہے کہ بعضوں کو اکثر اوقات وہم ہوتا ہے کہ قرض کا ادا کرنا جب کہ فوراً واجب تھا تو اس میں وکالت منع ہے اس واسطے کہ یہ تاخیر ہے موکل سے طرف وکیل کی تو امام بخاری رحمہ اللہ نے بیان کر دیا کہ یہ جائز ہے اور یہ مطل نہیں گنا جاتا جو منع ہے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا وَهَبَ شَيْئًا لِوَكِيْلٍ أَوْ شَفِيْعِ قَوْمٍ جَازَ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِوَفْدِ هَوَازِنَ حِيْنَ سَأَلُوْهُ الْمَغَانِمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصِيْبِيْ لَكُمْ.

جب بخشے کوئی چیز واسطے وکیل یا شفیع کسی قوم کے تو جائز ہے واسطے دلیل فرمانے حضرت ﷺ کے ہوازن کے ایلچیوں کو جب کہ انہوں نے حضرت ﷺ سے غنیمت کا مال مانگا یعنی جو کہ ان کو جورو لڑکے مسلمانوں کے قابو میں آئے تھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ غنیمت کے مال میں سے جو میرا حصہ ہے وہ تمہارے واسطے ہے یعنی میں نے اپنا حصہ تم کو دیا۔

فائدہ: یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے اور پوری حدیث کتاب الخمس میں آئے گی۔

٢١٤٢۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ وَزَعَمَ عُرْوَةُ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ حِيْنَ جَآءَهُ وَفْدُ هَوَازِنَ مُسْلِمِيْنَ فَسَأَلُوْهُ أَنْ يَّرُدَّ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَسَبْيَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ الْحَدِيْثِ إِلَيَّ أَصْدَقُهُ فَاخْتَارُوْا إِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ إِمَّا السَّبْيَ وَإِمَّا الْمَالَ وَقَدْ كُنْتُ اسْتَأْنَيْتُ بِهِمْ وَقَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْتَظَرَهُمْ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً حِيْنَ قَفَلَ مِنَ الطَّآئِفِ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ رَآدٍّ إِلَيْهِمْ إِلَّا إِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ قَالُوْا فَإِنَّا نَخْتَارُ سَبْيَنَا فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُسْلِمِيْنَ فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ هٰٓؤُلَآءِ قَدْ جَآءُوْنَا تَآئِبِيْنَ وَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّ إِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُّطَيِّبَ بِذٰلِكَ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَّكُوْنَ عَلٰى حَظِّهِ حَتّٰى نُعْطِيَهُ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يُفِيْءُ اللّٰهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ فَقَالَ النَّاسُ قَدْ طَيَّبْنَا ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۲۱۴۲۔ مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ جب ہوازن کے ایلچی مسلمان ہو کر حضرت ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے سوال کیا کہ ہمارا مال اور قیدی ہم کو پھیر دیجیے تو حضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور ان کو فرمایا کہ سب باتوں میں بہت پیاری میرے نزدیک وہ بات ہے جو نہایت سچی ہو سو دونوں چیزوں سے ایک چیز اختیار کرو خواہ قیدی خواہ مال اور تحقیق میں نے تمہاری انتظار کی تھی اور حضرت ﷺ نے کچھ اوپر دس دن ان کی انتظار کی تھی جب کہ طائف سے پھرے سو جب ہوازن کے ایلچیوں کو ظاہر ہوا کہ نہیں پھیر دینے والے ہیں ان کو حضرت ﷺ مگر ایک چیز دونوں چیزوں سے تو انہوں نے کہا کہ ہم نے اپنے قیدیوں کو اختیار کیا یعنی ہمارے جورو لڑکے ہم کو مل جائیں تو حضرت ﷺ مسلمانوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ کی تعریف کی جو اس کے لائق ہے پھر فرمایا کہ حمد اور صلوۃ کے بعد بات تو یہ ہے کہ تمہارے بھائی آئے توبہ کر کے یعنی مسلمان ہوئے ہیں اور میں نے مناسب جانا کہ ان کے قیدی یعنی جورو لڑکے ان کو پھیر دوں سو جس شخص کو تم میں یہ بات اچھی لگے تو چاہیے کہ اس پر عمل کرے یعنی اپنے حصے کے قیدی بغیر عوض پھیر دے اور جو شخص تم میں چاہے کہ اپنے حصے پر قائم رہے یہاں تک کہ ہم اس کو بدلہ دیں اس مال سے جو ہم کو اول اللہ عنایت کرے تو چاہیے کہ اس پر عمل کرے یعنی بطور قرض کے بلا عوض دے دے تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ہم ان کے واسطے اس کے ساتھ راضی ہوئے یعنی ہم اپنے اپنے حصے کے قیدی بلا عوض دے دیں گے تو حضرت ﷺ نے

وَسَلَّمَ لَهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا لَا نَدْرِيْ مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ فِيْ ذٰلِكَ مِمَّنْ لَمْ يَأْذَنْ فَارْجِعُوْا حَتّٰى يَرْفَعُوْا إِلَيْنَا عُرَفَاؤُكُمْ أَمْرَكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَاؤُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوْا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوْهُ أَنَّهُمْ قَدْ طَيَّبُوْا وَأَذِنُوْا.

فرمایا کہ ہم نہیں جانتے کہ تم میں سے کوئی راضی ہوا اور کون نہیں ہوا سو تم پھر جاؤ یہاں تک کہ تمہارے سردار اور چوہدری تمہارے امر کو ہماری طرف لائیں یعنی تمہارا حال ہم سے ظاہر کریں سو لوگ پھر گئے اور ان کے سرداروں نے ان سے کلام کیا پھر ان کے سردار حضرت ﷺ کی طرف پھرے تو انہوں نے آپ ﷺ کو خبر دی کہ وہ راضی ہوئے اور قیدیوں کو پھیر دینے کی اجازت دی۔

فائدہ: فتح مکہ کے بعد جنگ حنین میں قوم ہوازن کے جورولڑکے پکڑے آئے اور ان کا مال مسلمانوں کے قابو میں آیا حضرت ﷺ نے ان کا مال اور قیدی اصحاب رضی اللہ عنہم میں تقسیم کر دیے بعد اس کے کہ اس قوم نے اسلام قبول کر لیا اور حضرت ﷺ سے کہا کہ ہمارا مال اور قیدی ہم کو پھیر دیجیے تب حضرت ﷺ نے یہ حدیث فرمائی اس حدیث کی شرح کتاب المغازی میں آئے گی اور موافق ترجمہ کے اس میں یہ لفظ ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے مناسب جانا کہ ان کے بندے ان کو پھیر دوں اور ابن بطال نے کہا کہ وہ لوگ قوم ہوازن کی طرف سے ایلچی تھے اور تھے وکیل اور سفارش کرنے والے بیچ پھیر دینے قیدیوں ان کے کے تو حضرت ﷺ نے ان کی سفارش ان کے حق میں قبول کی سو جب طلب کرے وکیل یا شفیع واسطے ذات اپنی کے اور واسطے غیر اپنے کے اور وہ چیز اس کو مل جائے تو اس کا حکم ان کا حکم ہے اور خطابی نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اقرار وکیل کا اپنے موکل پر مقبول ہے اس واسطے کہ سردار بجائے وکیلوں کے ہیں اس چیز میں کہ قائم کیے گئے ہیں واسطے اس کے امر ان کے سے اور یہی قول ہے ابو یوسف رحمہ اللہ کا اور مقید کیا ہے ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور محمد رحمہ اللہ نے ساتھ حاکم رحمہ اللہ کے اور امام شافعی رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ اور ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ نے کہا کہ نہیں صحیح ہے اقرار وکیل کا اپنے موکل پر اور حدیث میں جواز پر حجت نہیں اس واسطے کہ سردار وکیل نہیں بلکہ وہ تو مانند امیروں کی اوپر ان کے ہے پس قبول کرنا قول ان کے کا بیچ حق ان کے کے بجائے قبول کرنے قول حاکم کے ہے بیچ حق اس شخص کے کہ وہ اس پر حاکم ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے قرض لینا مدت مجہول تک واسطے فرمانے حضرت ﷺ کے کہ دیں گے ہم اول اس چیز سے کہ اللہ ہم کو عنایت کرے وسیاتی البحث فیہ اور ابن منیر نے کہا کہ یہ جو حضرت ﷺ نے ہوازن کے ایلچیوں کو فرمایا کہ میرا حصہ تمہارے واسطے ہے تو کبھی اس سے وہم پیدا ہوتا ہے کہ ہبہ صرف واسطے شفیعوں کے واقع ہوا تھا اور حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ مقصود وہ اور تمام وہ لوگ ہیں جن کے سبب سے انہوں نے کلام کیا یعنی ہوازن نے تمام پس اس سے سمجھا تھا کہ امور مقصدوں پر نازل ہوتے ہیں نہ صورتوں پر اور یہ کہ جو غیر کے واسطے

ہبہ میں سفارش کرے اور جس کے واسطے سفارش کی ہے وہ اس کو کہے کہ میں نے تجھ کو یہ چیز بخشی تو نہیں جائز ہے واسطے سفارشی کے کہ ظاہر لفظ کا پکڑے اور خاص کرے ساتھ اس کے نفس اپنے کو بلکہ وہ ہبہ واسطے اس شخص کے ہے جس کے واسطے اس نے سفارش کی اور ملحق ہوگا ساتھ اس کے وہ شخص جو کسی کو کسی چیز معین کے خریدنے پر وکیل کرے اور وکیل اس کو خریدے پھر وکیل دعوی کرے میں نے تو یہ چیز صرف اپنے واسطے خریدی ہے تو یہ دعوی اس کا قبول نہ ہوگا اور مبیع موکل کے واسطے ہوگی اور یہ قول اس کا بنا بر مقتضی مذہب اس کے کے ہے اور اس مسئلہ میں اختلاف مشہور ہے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا وَكَّلَ رَجُلٌ رَجُلًا أَنْ يُعْطِيَ شَيْئًا وَّلَمْ يُبَيِّنْ كَمْ يُعْطِيْ فَأَعْطٰى عَلٰى مَا يَتَعَارَفُهُ النَّاسُ.

جب وکیل کرے کسی مرد کو یہ کہ کوئی چیز دی اور نہ بیان کرے کہ گنتی دی پس دے وکیل موافق لوگوں کے

فائدہ: یعنی پس یہ جائز ہے۔ (فتح)

٢١٤٣ـ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِيْ رَبَاحٍ وَغَيْرِهٖ يَزِيْدُ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّلَمْ يُبَلِّغْهُ كُلُّهُمْ رَجُلٌ وَّاحِدٌ مِّنْهُمْ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَكُنْتُ عَلٰى جَمَلٍ ثَفَالٍ إِنَّمَا هُوَ فِيْ آخِرِ الْقَوْمِ فَمَرَّ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ هٰذَا قُلْتُ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَا لَكَ قُلْتُ إِنِّيْ عَلٰى جَمَلٍ ثَفَالٍ قَالَ أَمَعَكَ قَضِيْبٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ أَعْطِنِيْهِ فَأَعْطَيْتُهٗ فَضَرَبَهٗ فَزَجَرَهٗ فَكَانَ مِنْ ذٰلِكَ الْمَكَانِ مِنْ أَوَّلِ الْقَوْمِ قَالَ بِعْنِيْهِ فَقُلْتُ بَلْ هُوَ لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بَلْ بِعْنِيْهِ قَدْ أَخَذْتُهٗ بِأَرْبَعَةِ دَنَانِيْرَ وَلَكَ ظَهْرُهٗ إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلَمَّا دَنَوْنَا

٢١٤٣ـ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک سفر میں تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور میں ایک اونٹ پر تھا سست قدم تھا اور سب لوگوں کے پیچھے تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر گزرے تو فرمایا کہ یہ کون ہے تو میں نے کہا کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما تو فرمایا کہ کیا حال ہے تیرا کہ سب سے پیچھے ہے میں نے کہا کہ میں سستے قدم اونٹ پر سوار ہوں فرمایا کہ تیرے پاس چھڑی ہے میں نے کہا کہ ہاں فرمایا مجھ کو دے سو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مارا اور جھڑکا تو وہ اس جگہ سے ایسے تیز چال ہو گیا کہ سب لوگوں کے آگے چلتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو میرے ہاتھ بیچ ڈال میں نے کہا کہ بلکہ یہ اونٹ آپ کے ملک ہے یعنی یوں ہی میں نے آپ کو دیا میں مول نہیں لیتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلکہ اس کو میرے ہاتھ میں بیچ ڈال فرمایا کہ بلکہ میں نے اس کو چار اشرفیوں سے لیا اور تجھ کو مدینے تک اس کی سواری کی اجازت ہے سو جب ہم مدینے کے قریب ہوئے تو میں کوچ

مِنَ الْمَدِيْنَةِ أَخَذْتُ أَرْتَحِلُ قَالَ أَيْنَ تُرِيْدُ قُلْتُ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً قَدْ خَلَا مِنْهَا قَالَ فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ قُلْتُ إِنَّ أَبِيْ تُوُفِّيَ وَتَرَكَ بَنَاتٍ فَأَرَدْتُ أَنْ أَنْكِحَ امْرَأَةً قَدْ جَرَّبَتْ خَلَا مِنْهَا قَالَ فَذٰلِكَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ قَالَ يَا بِلَالُ اقْضِهِ وَزِدْهُ فَأَعْطَاهُ أَرْبَعَةَ دَنَانِيْرَ وَزَادَهُ قِيْرَاطًا قَالَ جَابِرٌ لَا تُفَارِقُنِيْ زِيَادَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَكُنِ الْقِيْرَاطُ يُفَارِقُ جِرَابَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ.

کرنے لگا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو کہاں کا ارادہ رکھتا ہے میں نے کہا کہ میں نے ایک بیوہ عورت سے نکاح کیا ہے فرمایا کہ تو نے کنواری سے کیوں نہ کیا کہ تو اس کے ساتھ کھیلتا اور وہ تجھ سے کھیلتی میں نے کہا کہ میرا باپ مر گیا اور لڑکیاں چھوڑ گیا سو میں نے چاہا کہ ایسی عورت سے نکاح کروں جو تجربہ کار ہو اور بیوہ فرمایا پس یہ خوب ہے سو جب ہم مدینے میں آئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے بلال رضی اللہ عنہ جابر رضی اللہ عنہ کو اونٹ کا مول ادا کر دے اور کچھ اس کو قیمت سے زیادہ دے سو بلال نے اس کو چار دینار دیے اور ایک قیراط سونا قیمت سے زیادہ دیا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ کی زیادتی مجھ سے جدا نہیں ہوتی تو وہ قیراط جابر رضی اللہ عنہ کے میان تلوار سے جدا نہ ہوتی تھی یعنی جابر رضی اللہ عنہ اس قراط کو تبرک کے واسطے ہمیشہ اپنے پاس نگاہ رکھتے تھے کہ وہ حضرت ﷺ کی عنایت تھی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الشروط میں آئے گی اور موافق باب سے اس میں یہ لفظ ہے کہ اے بلال اس کو اونٹ کی قیمت ادا کر دے اور کچھ زیادہ دے سو اس نے اس کو چار دینا دیے اور ایک قیراط قیمت سے زیادہ دیا اس واسطے کہ جب حضرت ﷺ نے بلال کو زیادہ دینے کا حکم فرمایا تو اس کا اندازہ نہ فرمایا کہ کس قدر زیادہ دے تو بلال نے لوگوں کے رواج پر اعتماد کیا اور اس کو ایک قیراط زیادہ دیا اور ابن بطال نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے اعتماد کرنا لوگوں کی عرف پر اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے زیادتی کے اندازے کو معین نہیں کیا اپنے قول میں کہ اس کو زیادہ دے سو بلال نے عرف پر اعتماد کیا اور ایک قیراط پر اقتصار کیا تو اگر بلال مثلا اس کو ایک دینار زیادہ دیتے تو البتہ شامل ہوتی اس کو مطلق زیادتی لیکن عرف اس سے انکار کرتی ہے کذا قال اور کبھی تنازع کیا جاتا ہے بیچ اس کے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ حضرت ﷺ نے اس قدر پر اس قدر زیادہ دینے کی اجازت دی ہو یعنی حکم کیا ہو کہ جو ایک دینار دے وہ اس پر چوتھائی دینار کی زیادہ دیا کرے تو اس پر عمل کرنا نص کے ساتھ عمل ہوگا نہ ساتھ عرف کے۔(فتح)

بَابُ وَكَالَةِ الْمَرْأَةِ الْإِمَامَ فِي النِّكَاحِ

اگر عورت امام کو اپنی طرف سے نکاح میں وکیل کرے تو اس کا کیا حکم ہے یعنی جائز ہے

۲۱۴۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَآءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ قَدْ وَهَبْتُ لَكَ مِنْ نَفْسِيْ فَقَالَ رَجُلٌ زَوِّجْنِيْهَا قَالَ قَدْ زَوَّجْنَاكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ.

۲۱۴۴۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی تو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں نے اپنی جان آپ ﷺ کو بخشی تو ایک شخص نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اس کا نکاح مجھ سے کر دیجیے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اس کو تجھ سے نکاح کر دیا ساتھ اس چیز کے کہ ساتھ تیرے ہے قرآن سے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب النکاح میں آئے گی اور پیچھا کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ کا داؤدی نے ساتھ اس کے کہ نہیں ہے حدیث میں یہ بات کہ حضرت ﷺ نے اس عورت سے نکاح کی اجازت چاہی اور نہ یہ کہ اس نے حضرت ﷺ کو وکیل کیا اور سوائے اس کے کہ نہیں نکاح کر دیا اس کا حضرت ﷺ نے اس مرد سے ساتھ قول اللہ تعالی کے کہ نبی لائق تر ہیں ساتھ مومنوں کے جانوں ان کی سے اور شاید کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے لیا ہے اس کو اس قول سے کہ میں نے اپنی جان آپ ﷺ کو بخشی سو اس نے اپنا کام حضرت ﷺ کے سپرد کیا اور خاطب کو فرمایا کہ میں نے اس کو تجھ سے نکاح کر دیا اور عورت نے اس پر انکار نہ کیا بلکہ وہ بدستور راضی رہی تو گویا کہ اس نے اپنے نکاح کا حضرت ﷺ کو اختیار دے دیا کہ جس سے مناسب جانیں اس کا نکاح کر دیں۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا وَكَّلَ رَجُلًا فَتَرَكَ الْوَكِيْلُ شَيْئًا فَأَجَازَهُ الْمُوَكِّلُ فَهُوَ جَائِزٌ وَإِنْ أَقْرَضَهُ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى جَازَ.

جب کوئی کسی مرد کو وکیل کرے اور وکیل کوئی چیز چھوڑ دے یعنی اس چیز سے کہ وہ اس میں وکیل ہے اور موکل اس کو جائز رکھے تو جائز ہے اور اگر وکیل وہ چیز کسی کو قرض دے ایک مدت معین تک یعنی اور موکل جائز رکھے تو جائز ہے۔

فائدہ: وارد کی ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں حدیث ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی بیچ نکاح رکھنے اس کے کہ زکوۃ رمضان کو مہلب نے کہا کہ مفہوم ترجمہ کا یہ ہے کہ اگر وکیل کوئی ایسا کام کرے جس کی اجازت اس کو موکل نے نہ دی ہو اور موکل اس کو ناجائز تر رکھے تو وہ جائز نہیں ہوگا اور اگر اسے امانت کا مال کسی کو قرض دے تو یہ بالاتفاق جائز نہیں اور مال کے مالک کو اختیار ہوگا کہا اس نے کہ پکڑا گیا ہے یہ باب کی حدیث سے اس طریق سے کہ اناج خیرات کے واسطے جمع تھا اور تھے جمع کرتے اس کو پہلے نکالنے اس کے کی اور نکالنا اس کا عید فطر کی رات کو ہوتا تھا سو جب چور نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس شکایت کی کہ مجھ کو سخت حاجت ہے تو اس نے اس کو چھوڑ دیا تو گویا کہ اس نے اس کو قرض دیا ایک وقت تک اور وہ نکالنے کا وقت ہے اور کرمانی نے کہا کہ مناسبت حدیث کی باب کے ساتھ

اس وجہ سے ہے کہ اس نے اس کو مہلت دی یہاں تک کہ اس کو حضرت ﷺ کے پاس لے گیا۔ (فتح)

وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ أَبُوْ عَمْرٍو حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ وَكَّلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ فَأَتَانِيْ آتٍ فَجَعَلَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ وَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَأَرْفَعَنَّكَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعْنِيْ إِنِّيْ مُحْتَاجٌ وَّعَلَيَّ عِيَالٌ وَّلِيْ حَاجَةٌ شَدِيْدَةٌ قَالَ فَخَلَّيْتُ عَنْهُ فَأَصْبَحْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ مَا فَعَلَ أَسِيْرُكَ الْبَارِحَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ شَكَا حَاجَةً شَدِيْدَةً وَّعِيَالًا فَرَحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهُ قَالَ أَمَا إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُوْدُ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ سَيَعُوْدُ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ سَيَعُوْدُ فَرَصَدْتُهُ فَجَآءَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ لَأَرْفَعَنَّكَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعْنِيْ فَإِنِّيْ مُحْتَاجٌ وَّعَلَيَّ عِيَالٌ لَّا أَعُوْدُ فَرَحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهُ فَأَصْبَحْتُ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ مَا فَعَلَ أَسِيْرُكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ شَكَا حَاجَةً شَدِيْدَةً

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو صدقہ رمضان کی نگہبانی پر وکیل کیا میں اس کی چوکی دیتا تھا سو ایک شخص آیا اور دونوں ہاتھ بھر بھر کر اناج لینے لگا تو میں نے اس کو پکڑا اور کہا کہ البتہ میں تجھ کو حضرت ﷺ کے پاس پکڑ کر لے چلتا ہوں تو اس نے کہا کہ مجھ کو چھوڑ دے کہ میں محتاج ہوں لڑکے بالے رکھتا ہوں اور مجھ کو سخت حاجت ہے سو میں نے اس کو چھوڑ دیا (اور شیطان نے اناج کو فقیر جنوں کے واسطے لیا تھا) سو میں نے صبح کو حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرے قیدی نے کل کی رات کیا کیا میں نے کہا یا حضرت ﷺ اس نے اپنی عیال داری اور سخت محتاجی کی شکایت کی تھی سو میں نے اس پر رحم کیا اور اس کو چھوڑ دیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خبر دار ہو بے شک وہ جھوٹا ہے اور عنقریب پھر آئے گا سو میں نے معلوم کیا کہ وہ پھر آئے گا واسطے فرمانے حضرت ﷺ کے کہ وہ پھر آئے گا سو وہ یعنی دوسری رات کو پھر آیا اور اپنے دونوں ہاتھ سے اناج اٹھانے لگا سو میں نے اس کو پکڑا تو میں نے کہا کہ میں تجھ کو حضرت ﷺ کے پاس پکڑے لیے چلتا ہوں تو اس نے کہا مجھ کو چھوڑ دے کہ میں محتاج اور عیال دار ہوں کہ میں پھر نہ آؤں گا سو میں نے اس پر رحم کیا اور اس کو چھوڑ دیا اور صبح کو میں حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو حضرت ﷺ نے مجھ کو فرمایا کہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تیرے قیدی نے کل کی رات کو کیا کیا میں نے کہا کہ

وَعِيَالًا فَرَحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهُ قَالَ أَمَا إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُوْدُ فَرَصَدْتُهُ الثَّالِثَةَ فَجَآءَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ لَأَرْفَعَنَّكَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَهٰذَا آخِرُ ثَلَاثِ مَرَّاتٍ أَنَّكَ تَزْعُمُ لَا تَعُوْدُ ثُمَّ تَعُوْدُ قَالَ دَعْنِيْ أُعَلِّمْكَ كَلِمَاتٍ يَّنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهَا قُلْتُ مَا هُوَ قَالَ إِذَا أَوَيْتَ إِلٰى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ حَتّٰى تَخْتِمَ الْآيَةَ فَإِنَّكَ لَنْ يَّزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ وَّلَا يَقْرَبَنَّكَ شَيْطَانٌ حَتّٰى تُصْبِحَ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهُ فَأَصْبَحْتُ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا فَعَلَ أَسِيْرُكَ الْبَارِحَةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَعَمَ أَنَّهُ يُعَلِّمُنِيْ كَلِمَاتٍ يَّنْفَعُنِيَ اللّٰهُ بِهَا فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهُ قَالَ مَا هِيَ قُلْتُ قَالَ لِيْ إِذَا أَوَيْتَ إِلٰى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ مِنْ أَوَّلِهَا حَتّٰى تَخْتِمَ الْآيَةَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَقَالَ لِيْ لَنْ يَّزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ وَّلَا يَقْرَبَكَ شَيْطَانٌ حَتّٰى تُصْبِحَ وَكَانُوْا أَحْرَصَ شَيْءٍ عَلَى الْخَيْرِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوْبٌ تَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مُنْذُ ثَلَاثِ لَيَالٍ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ

اس نے اپنی محتاجی اور عیال داری بیان کی تھی سو میں نے اس پر رحم کیا اور اس کو چھوڑ دیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خبردار ہو کہ بے شک وہ جھوٹا ہے عنقریب پھر آئے گا سو میں اس کو تیسری بار بھی تاکتا رہا سو وہ پھر آیا اور اناج اٹھانے لگا سو میں نے اس کو پکڑا تو میں نے کہا کہ میں تجھ کو حضرت ﷺ کے پاس پکڑے لیے چلتا ہوں اور یہ تین بار کی اخیر بار ہے کہ تو کہتا ہے کہ میں پھر نہ آؤں گا اور پھر آتا ہے تو اس نے کہا کہ مجھ کو چھوڑ دے میں تجھ کو وہ کلمے سکھلاتا ہوں کہ اللہ تجھ کو اس سے فائدہ دے میں نے کہا وہ کیا ہے اس نے کہا جب تو سونے کے واسطے اپنے بچھونے پر ٹھکانہ پکڑے تو آیت الکرسی پڑھ لیا کر کہ اللہ کی طرف سے ہمیشہ تجھ پر ایک نگہبان مقرر رہے گا اور صبح تک شیطان تیرے پاس نہ آئے گا سو میں نے اس کو چھوڑ دیا اور میں صبح کو حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرے قیدی نے کل کی رات کیا کیا ہے سو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اس نے کہا تھا کہ میں تجھ کو کچھ کلمے سکھلاتا ہوں کہ اللہ تجھ کو اس سے فائدہ دے گا سو میں نے اس کو چھوڑ دیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ کلمے کیا ہیں میں نے کہا کہ اس نے مجھ کو کہا تھا کہ جب تو سونے کے واسطے اپنے بستر پر ٹھکانہ پکڑے تو آیت الکرسی اول سے آخر تک پڑھ لیا کر اور اس نے مجھ کو کہا تھا کہ اللہ کی طرف سے ہمیشہ تجھ پر ایک نگہبان رہے گا اور صبح تک شیطان تیرے پاس نہ آئے گا یعنی جن اور جنی اور نہ بڑا اور نہ چھوٹا اور اصحاب نیکی کی

قَالَ لَا قَالَ ذَاكَ شَيْطَانٌ.

بہت حرص کرتے تھے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خبر دار ہو کہ بیشک اس نے تجھ سے سچ کہا اور حالانکہ وہ بڑا جھوٹا ہے یعنی ہر چند وہ بڑا جھوٹا ہے لیکن وہ اس بات میں تجھ سے سچ بولا اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تجھ کو معلوم ہے کہ تو نے تین رات کس کے ساتھ بات چیت کی اس نے کہا کہ مجھ کو معلوم نہیں فرمایا کہ وہ شیطان تھا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ خاتمہ سورت بقرہ کا آمن الرسول سے آخر تک بھی آیت الکرسی کے ساتھ پڑھا کر اور اس حدیث سے اور بھی کئی فائدے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ شیطان کبھی جانتا ہے وہ چیز کہ فائدہ اٹھائے ساتھ اس کے مسلمان اور یہ کہ حکمت کو کبھی گنہگار بھی سیکھ لیتا ہے پس نہیں فائدہ اٹھاتا ساتھ اس کے اور یہ کہ آدمی کبھی ایک چیز جانتا ہے اور اس کے ساتھ عمل نہیں کرتا اور یہ کہ شیطان کبھی تصدیق کرتا ہے ساتھ بعض اس چیز کے کہ تصدیق کرتا ہے اس کو مومن اور نہیں ہوتا وہ ساتھ اس کے مومن اور یہ کہ کبھی جھوٹا سچ بھی کہتا ہے اور یہ کہ شیطان کی شان جھوٹ بولنا ہے اور یہ کہ وہ شکل بدلتا ہے ساتھ بعض صورتوں کے پس ممکن ہوتا ہے دیکھنا اس کا اور یہ کہ قول اللہ تعالیٰ کا کہ شیطان اور اس کی فوج تم کو دیکھتے ہیں اور تم ان کو نہیں دیکھتے مخصوص ہے ساتھ اس حالت کے جب کہ اپنی اصل صورت پر ہو جس پر اس کو اللہ نے پیدا کیا ہے اور یہ کہ جو کسی چیز کی محافظت کے واسطے قائم کیا جائے اس کا نام وکیل رکھا جاتا ہے اور یہ کہ جن آدمیوں کا کھانا کھاتے ہیں اور یہ کہ وہ آدمیوں کے واسطے ظاہر ہوتے ہیں لیکن ساتھ شرط مذکور کے اور یہ کہ وہ کلام کرتے ہیں ساتھ کلام آدمیوں کے اور یہ کہ وہ چوری کرتے ہیں اور فریب دیتے ہیں اور یہ کہ آیت الکرسی کی بڑی فضیلت ہے اور یہ کہ جس کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے اس سے جن کھاتے ہیں اور یہ کہ بھوک میں چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائے اور احتمال ہے کہ قدر مسروق حد نصاب کو نہ پہنچا ہوگا اور اسی واسطے جائز ہوا واسطے صحابی کے معاف کرنا اس سے پہلے پہنچانے اس کے کے طرف شارع کی اور یہ کہ جائز ہے قبول کرنا عذر کا اور عیب چھپانا اس کا جس پر سچ کا گمان ہو اور یہ کہ حضرت ﷺ غیب کو جانتے تھے اور معاذ کی حدیث میں واقع ہوا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام حضرت ﷺ کے پاس آئے اور حضرت ﷺ کو یہ حال معلوم کروایا اور یہ کہ جائز ہے جمع کرنا صدقہ فطر کا پہلے رات فطر کے اور وکیل کرنا بعض کا واسطے نگہبانی اس کی کے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا بَاعَ الْوَكِيلُ شَيْئًا فَاسِدًا فَبَيْعُهُ مَرْدُودٌ

جب وکیل کوئی چیز بیچے اس حال میں کہ بیع فاسد ہو تو اس کی بیع مردود ہے اس کا اعتبار نہیں

۲۱۴۵۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ

۲۱۴۵۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ

صَالِحٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ هُوَ ابْنُ سَلَّامٍ عَنْ يَحْيٰى قَالَ سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَبْدِ الْغَافِرِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ بِلَالٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرٍ بَرْنِيٍّ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَيْنَ هٰذَا قَالَ بِلَالٌ كَانَ عِنْدَنَا تَمْرٌ رَدِيٌّ فَبِعْتُ مِنْهُ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ لِنُطْعِمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ أَوَّهْ أَوَّهْ عَيْنُ الرِّبَا عَيْنُ الرِّبَا لَا تَفْعَلْ وَلٰكِنْ إِذَا أَرَدْتَّ أَنْ تَشْتَرِيَ فَبِعِ التَّمْرَ بِبَيْعٍ آخَرَ ثُمَّ اشْتَرِهٖ.

حضرت ﷺ کے پاس عمدہ کھجور لائے تو حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ یہ کھجوریں کہاں سے ہیں بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمارے پاس ناقص کھجوریں تھیں سو ہم نے اس سے دو صاع کو ایک صاع کے بدلے بیچا ہے تا کہ ہم حضرت ﷺ کو کھلائیں حضرت ﷺ نے فرمایا ہائے ہائے یہ خاص سود خاص سود ہے ایسا نہ کیا کرو لیکن جب تم خریدنا چاہو تو بیچ کھجوروں کو ساتھ بیع دوسری کے پھر اس کے ساتھ عمدہ کھجوریں خرید۔

فائدہ: اس حدیث میں بیع کے پھیرنے کے ساتھ تصریح نہیں بلکہ اس میں اشعار ہے اور شاید کہ اس نے اشارہ کیا ہے کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں یہ لفظ آ چکا ہے چنانچہ مسلم میں اس قصے میں یہ لفظ زیادہ ہے کہ یہ سود ہے اس کو پھیر دے اور کتاب البیوع میں اس کی طرف اشارہ گزر چکا ہے اور اس میں قول ابن عبدالبر کا ہے کہ یہ قصہ دوبار واقع ہوا ہے ایک بار سود کی حرمت کے جاننے سے پہلے تھا اس میں بیع کے پھیرنے کا حکم واقع نہیں ہوا اور ایک بار بیاج کے حرام ہونے اور اس کے جاننے کے بعد تھا اور اس میں بیع کے پھیرنے کا حکم واقع ہوا ہے اور اس حدیث میں بحث کرنی ہے اس چیز سے کہ اس میں آدمی کو شک ہو یہاں تک کہ اس کا حال کھلے اور اس میں نص ہے اوپر حرام ہونے بیاج زیادتی کے اور اہتمام کرنے امام کے ساتھ کام دین کے اور تعلیم کرنا اس کا واسطے اس کے کہ نہ جانے اس کو اور ارشاد کرنا اس کا طرف پہنچنے کی طرف مباحات کی اور یہ کہ سود کی بیع صحیح نہیں۔ (فتح)

بَابُ الْوَكَالَةِ فِي الْوَقْفِ وَنَفَقَتِهٖ وَأَنْ يُّطْعِمَ صَدِيْقًا لَّهٗ وَيَأْكُلَ بِالْمَعْرُوْفِ

باب ہے بیچ بیان وکیل کرنے کے وقف مال میں اور خرچ وکیل کے اور یہ کہ وکیل اپنے دوست کو کھلائے اور کھائے موافق دستور کے۔

٢١٤٦۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ فِيْ صَدَقَةِ عُمَرَ

۲۱۴۶۔ عمرو بن دینار سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وقف کے باب میں فرمایا کہ نہیں متولی وقف پر گناہ یہ کہ

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَيْسَ عَلَى الْوَلِيِّ جُنَاحٌ أَنْ يَأْكُلَ وَيُوْكِلَ صَدِيْقًا لَهُ غَيْرَ مُتَأَثِّلٍ مَالًا فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ هُوَ يَلِيْ صَدَقَةَ عُمَرَ يُهْدِيْ لِنَاسٍ مِّنْ أَهْلِ مَكَّةَ كَانَ يَنْزِلُ عَلَيْهِمْ.

کھائے اور اپنے یار کو کھلائے اس حال میں کہ نہ جمع کرنے والا ہو مال کو اور تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما متولی ہوتے صدقہ عمر کے تحفہ بھیجتے تھے واسطے اہل مکہ کے جوان پر اترتے تھے۔

فائدہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما جو اس سے تحفہ بھیجتے تھے تو شرط مذکور کے ساتھ پکڑتے تھے اور وہ یہ ہے کہ اپنے یار کو کھلائے اور احتمال ہے کہ وہ اپنے حصے سے کھلاتے ہوں اور مہلب نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے یہ شرط وقف کی قرآن سے پکڑی ہو جس جگہ کہ اللہ نے ولی یتیم کے حق میں فرمایا کہ جو فقیر ہو تو چاہیے کہ کھائے موافق دستور کے (فتح) اور متولی وقف اس کو کہتے ہیں کہ اس کی تدبیر کرے اور اس کے خاص مصارف میں پہنچائے۔

بَابُ الْوَكَالَةِ فِي الْحُدُوْدِ

حدوں کے قائم کرنے میں وکیل کرنے کے بیان میں

٢١٤٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاغْدُ يَا أُنَيْسُ إِلَى امْرَأَةِ هٰذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا.

۲۱۴۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے انیس اس کی عورت کے پاس جا سو اگر وہ زنا کا قرار کرے تو اس کو سنگسار کر۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الحدود میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

٢١٤٨۔ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ جِيْءَ بِالنُّعَيْمَانِ أَوِ ابْنِ النُّعَيْمَانِ شَارِبًا فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ فِي الْبَيْتِ أَنْ يَضْرِبُوْا قَالَ فَكُنْتُ أَنَا فِيْمَنْ ضَرَبَهُ فَضَرَبْنَاهُ بِالنِّعَالِ وَالْجَرِيْدِ

۲۱۴۸۔ عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نعیمان کا لایا گیا اس حال میں کہ اس نے شراب پی تھی سو جو لوگ گھر میں تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم فرمایا کہ اس کو حد ماریں سو میں بھی اس کو مارنے والوں میں سے تھا ہم نے اس کو جوتیوں اور چھڑیوں سے مارا۔

فائدہ: اور شاہد ترجمہ کا یہ قول ہے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جو گھر میں تھا یہ کہ اس کو ماریں اس واسطے کہ

جب امام خود متولی حد کا نہ ہو اور اپنے غیر کو متولی کرے تو ہوتا ہے یہ بجائے وکیل کرنے اس کے کے اس کو بیچ قائم کرنے حد کے اور اس سے پکڑا جاتا ہے کہ شراب کی حد میں اس کے افاقہ کی انتظار نہ کی جائے جیسا کہ حامل کی حد میں جننے تک انتظار کی جاتی ہے۔(فتح)

بَابُ الْوَكَالَةِ فِي الْبُدْنِ وَتَعَاهُدِهَا

قربانی کے اونٹوں کی وکالت اور ان کی خبر گیری کرنے کا بیان

٢١٤٩۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَا فَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ ثُمَّ قَلَّدَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيْهِ ثُمَّ بَعَثَ بِهَا مَعَ أَبِيْ فَلَمْ يَحْرُمْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ أَحَلَّهُ اللّٰهُ لَهُ حَتّٰى نُحِرَ الْهَدْيُ.

٢١٤٩۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کے قربانی کے اونٹوں کے ہار اپنے ہاتھ سے بٹے پھر حضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ سے ان کے گلے میں ہار ڈالے پھر ان کو ہدی کر کے صدیق اکبر کے ساتھ خانے کعبے میں بھیجا سو نہ حرام ہوئی حضرت ﷺ پر کوئی چیز جو اللہ نے آپ ﷺ کے واسطے حلال کی تھی یہاں تک کہ قربانی ذبح ہوئی یعنی حضرت ﷺ پر احکام احرام کے جاری نہ ہوئے یعنی جب نویں سال حج فرض ہوا تو حضرت ﷺ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حاجیوں کا بنا کر بھیجا اور ان کے ساتھ اونٹ ہدی کے بھیجے۔

فائدہ: مناسبت حدیث کی ترجمہ باب سے ظاہر ہے اس واسطے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہدی کے اونٹوں میں وکیل کرنا درست ہے اور اوپر ان کی خبر گیری کرنی سو شاید یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی جس کو باب کی حدیث شامل ہے کہ حضرت ﷺ نے خود اپنے ہاتھ سے ان کے گلے میں ہار ڈالے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے شان سے یہ بات ہے کہ جس بات کی حضرت ﷺ نے کوشش کی اس کی وہ بھی کوشش کریں اور اس پر کلام حج میں گزر چکی ہے۔(فتح)

بَابُ إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِوَكِيْلِهِ ضَعْهُ حَيْثُ أَرَاكَ اللّٰهُ وَقَالَ الْوَكِيْلُ قَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ

جب کوئی مرد اپنے وکیل سے کہے کہ رکھ مال کو جس جگہ تجھ کو اللہ بہتر معلوم ہو اور وکیل کہے کہ میں نے تیری بات سنی۔

فائدہ: یعنی اور کہے اس کو وکیل جس جگہ مناسب جانے تو جائز ہے۔

٢١٥٠۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ

٢١٥٠۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مدینے میں سب سے زیادہ تر مالدار تھے اور سب قسم مال سے اس کو باغ

سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كَانَ أَبُوْ طَلْحَةَ أَكْثَرَ الْأَنْصَارِ بِالْمَدِيْنَةِ مَالًا وَكَانَ أَحَبَّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرُحَآءَ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّآءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ فَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ قَامَ أَبُوْ طَلْحَةَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ فِيْ كِتَابِهِ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِيْ إِلَيَّ بَيْرُحَآءَ وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ أَرْجُوْ بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَضَعْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَيْثُ شِئْتَ فَقَالَ بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَائِحٌ ذٰلِكَ مَالٌ رَائِحٌ قَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ فِيْهَا وَأَرٰى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِيْنَ قَالَ أَفْعَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَسَمَهَا أَبُوْ طَلْحَةَ فِيْ أَقَارِبِهٖ وَبَنِيْ عَمِّهٖ تَابَعَهٗ إِسْمَاعِيْلُ عَنْ مَّالِكٍ وَقَالَ رَوْحٌ عَنْ مَالِكٍ رَابِحٌ.

بیرحا بہت پیارا تھا اور وہ مسجد نبوی کے سامنے تھا اور حضرت ﷺ اس میں داخل ہوتے تھے اور اس کا عمدہ پانی پیتے تھے تو جب آیت نازل ہوئی کہ ہرگز نہ پہنچو گے نیکی کی حد کو جب تک کہ نہ خرچ کرو اس چیز سے جس سے محبت رکھتے ہو تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ یا حضرت ﷺ اللہ اپنی کتاب میں فرماتا ہے کہ نیکی نہ حاصل کرسکو گے جب تک اپنے محبوب مال کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو گے اور میرے سب مال سے مجھ کو سب سے زیادہ پیارا باغ بیرحا ہے اور بے شک میں نے اس کو اللہ کی راہ میں دیا اور میں امید رکھتا ہوں کہ مجھ کو اللہ کے نزدیک اس کا ثواب ملے اور آخرت میں ذخیرہ ہو سو یا حضرت ﷺ جس جگہ چاہیں وہاں اس کو رکھیں یعنی جس کو مناسب دیکھیں اس کو دیجیے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شاباش یہ مال فائدہ دینے والا ہے یہ مال فائدہ دینے والا ہے میں نے تیری بات سنی اور مجھ کو یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ تو اس کو اپنے قرابت والوں میں تقسیم کر دے تو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں اسی طرح کروں گا سو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے قرابت داروں اور چچا کی اولاد میں تقسیم کیا۔

فائدہ: اور مناسب باب کی اس حدیث میں یہ لفظ ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اس کو اللہ کی راہ میں دیا سو یا حضرت ﷺ جس کو مناسب دیکھیں اس کو دیجیے تو حضرت ﷺ نے اس پر اس بات کا انکار نہ کیا اگرچہ خود اپنے ہاتھ سے وہ کسی کو نہ دیا بلکہ اس کو حکم فرمایا کہ اس کو قرابت داروں میں تقسیم کر دے لیکن حجت اس میں یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو برقرار رکھا اور اس سے پکڑا جاتا ہے کہ وکالت تمام نہیں ہوتی مگر ساتھ قبول کے یعنی جب تک وکیل اس کو قبول نہ کرے تب تک وہ تمام نہیں ہوتی اس واسطے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ جس کو مناسب دیکھیں اس کو دیجیے تو حضرت ﷺ نے اس بات کو اس پر رد کیا یعنی میں یہ وکالت قبول نہیں کرتا

ہوں لیکن میں مناسب جانتا ہوں کہ تو اس کو اپنے قرابت داروں میں تقسیم کر دے۔ (فتح)

بَابُ وَكَالَةِ الْأَمِيْنِ فِي الْخِزَانَةِ وَنَحْوِهَا

خزانہ وغیرہ میں امین کا وکیل ہونا یعنی خزانچی خزانہ وغیرہ میں وکیل ہے

۲۱۵۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَازِنُ الْأَمِيْنُ الَّذِيْ يُنْفِقُ وَرُبَّمَا قَالَ الَّذِيْ يُعْطِيْ مَا أُمِرَ بِهٖ كَامِلًا مُوَفَّرًا طَيِّبًا نَفْسُهٗ إِلَى الَّذِيْ أُمِرَ بِهٖ أَحَدُ الْمُتَصَدِّقِيْنَ.

۲۱۵۱۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امانت دار خزانچی جو خرچ کرے مالک کے حکم کے موافق پورا اپنا دل کھول کر خیرات کرنے والوں میں سے ایک وہ بھی ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الزکوۃ میں گزر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خزانچی وکیل ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كِتَابُ الْمُزَارَعَةِ

کتاب ہے زراعت اور کھیتی کے بیان میں

بَابُ فَضْلِ الزَّرْعِ وَالْغَرْسِ إِذَا أُكِلَ مِنْهُ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَحْرُثُوْنَ أَأَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهُ أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُوْنَ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَاهُ حُطَامًا﴾

باب ہے بیان میں فضیلت کھیتی کرنے اور درخت لگانے کے جب کہ اس سے کھایا جائے' اور اللہ نے فرمایا کہ بھلا دیکھو تو جو بوتے ہو کیا تم اس کو کھیتی کرتے ہو یا ہم کھیتی کرنے والے ہیں اگر ہم چاہیں تو کر ڈالیں اس کو ریزہ ریزہ۔

فائدہ: اور نہیں شک ہے اس میں کہ آیت دلالت کرتی ہے اوپر مباح ہونے کھیتی کے اس جہت سے کہ اللہ نے اس کے ساتھ احسان کیا اور حدیث دلالت کرتی ہے اس کی فضیلت پر ساتھ اس قید کے کہ ذکر کیا ہے اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے اور ابن منیر نے کہا ہے کہ اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے طرف مباح ہونے کھیتی کے اور جو اس سے ممنوع ہے جیسا کہ عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے تو اس کا محل وہ ہے جب کہ کھیتی جہاد وغیرہ امور مطلوبہ سے باز رکھے اور اسی پر محمول ہوگی حدیث ابوامامہ کی جو اس کے بعد باب میں مذکور ہے۔ (فتح)

٢١٥٢۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ ح وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ أَوْ إِنْسَانٌ أَوْ بَهِيْمَةٌ إِلَّا

٢١٥٢۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوئی ایسا مسلمان نہیں جو درخت بوئے یا کھیتی کرے اور اس سے کوئی جانور یا آدمی یا چوپایہ کھائے مگر کہ وہ اس کے لیے خیرات ہو گی۔

كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ وَقَالَ لَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا
أَبَانُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فائدہ: کافر اس حدیث سے خارج ہے اس واسطے کہ اس پر یہ مرتب ہے کہ جو اس سے کھایا جائے وہ اس سے خیرات ہوتی ہے اور مراد خیرات سے یہ ہے کہ آخرت میں اس کو ثواب ملے اور یہ خاص ہے ساتھ مسلمان کے ہاں جو کافر کی کھیتی سے کھایا جائے اس کا بدلہ اس کو دنیا میں ملتا ہے جیسا کہ مسلم کی حدیث میں ثابت ہو چکا ہے اور اپر جو یہ کہتا ہے کہ اس کے بدلے کافر و آخرت میں عذاب سے تخفیف ہوتی ہے تو وہ محتاج ہے طرف دلیل کی اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ درخت لگانے اور کھیتی اگانے کی بڑی فضیلت ہے اور اس میں رغبت دلانے ہے اوپر آباد کرنے زمین کے اور استنباط کیا جاتا ہے اس سے پکڑنا پانی اور زمین کا اور قیام کرنا اس پر اوپر اس کے اور اس سے معلوم ہوا کہ جو بعض بناوٹی زاہد کہتے ہیں کہ یہ درست نہیں تو ان کا قول فاسد ہے اور جو چیز اس سے نفرت کرانے کے باب میں آئی ہے وہ محمول ہے اس پر جبکہ دین کے کام سے باز رکھے اس میں سے ایک تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نہ پکڑو زمین کو پس رغبت کرو گے تم دنیا میں قرطبی نے کہا کہ یہ محمول ہے اس پر جب کہ دین کے کام سے باز رکھے اور حدیث باب کی محمول ہے اس پر جبکہ پکڑے اس کو واسطے گزارے کے بقدر ضرورت کے یا واسطے نفع مسلمانوں کے ساتھ اس کے اور حاصل کرنے ثواب اس کے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ مگر کہ وہ اس کے واسطے قیامت تک خیرات ہوگی اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو ثواب ہمیشہ ملتا ہے جب تک کہ اس کی کھیتی یا درخت سے کھایا جائے اگرچہ اس کے لگانے والا یا بونے والا مر جائے اور اگرچہ اس کی ملک دوسرے کی طرف منتقل ہو جائے اور ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ثواب صرف اس کو ہوتا ہے جو کھیتی یا درخت کو ہاتھ سے لگائے اگرچہ وہ غیر کی ملک ہو اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ام مبشر کی طرف نسبت کیا پھر اس سے لگانے والے کا پتہ پوچھا یعنی اس حدیث میں جو مسلم نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام مبشر کا کھجور کا درخت دیکھا اور وہ ایک انصاری عورت ہے سو فرمایا کہ اس درخت کو کس نے لگایا ہے مسلمان نے یا کافر نے لوگوں نے کہا کہ مسلمان نے اور طیبی نے کہا کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ جو مسلمان خواہ آزاد ہو یا غلام تابعدار ہو یا گنہگار کوئی مباح عمل کرے کہ اس سے کوئی جانور فائدہ اٹھائے تو اس کو اس کا ثواب ہوگا اور یہ کہ جائز ہے نسبت کھیتی کرنے کی طرف آدمی کی اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ یہ نسبت منع ہے لیکن وہ حدیث ضعیف ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُحَذَّرُ مِنْ عَوَاقِبِ الْاِشْتِغَالِ بِآلَةِ الزَّرْعِ أَوْ مُجَاوَزَةِ الْحَدِّ الَّذِي أُمِرَ بِهِ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ ڈرایا جاتا ہے عاقبت مشغول ہونے کے سے ساتھ ہتھیاروں کھیتی کے یا آگے

بڑھے اس حد سے کہ اس کو اس کا حکم ہوا ہے۔

فائدہ: اور حد سے مراد وہ چیز ہے جو مشروع ہو عام ہے اس سے کہ واجب ہو یا مستحب۔ (فتح)

۲۱۵۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَالِمٍ الْحِمْصِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ الْأَلْهَانِيُّ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ وَرَأَى سِكَّةً وَّشَيْئًا مِّنْ آلَةِ الْحَرْثِ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَدْخُلُ هٰذَا بَيْتَ قَوْمٍ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الذُّلَّ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَاسْمُ أَبِيْ أُمَامَةَ صُدَيُّ بْنُ عَجْلَانَ.

۲۱۵۳۔ ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور حالانکہ اس نے ہل اور کچھ ہتھیار کھیتی کا دیکھا تو کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نہیں داخل ہوتا یہ اسباب کھیتی کا کسی قوم کے گھر میں مگر کہ اس قوم میں ذلت اور خواری پیدا کرتا ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں آیا ہے کہ وہ ذلت ان سے قیامت تک نہ نکلے گی اور مراد ساتھ اس کے وہ چیز ہے کہ لازم آتی ہے ان کو حقوق زمین سے جو ان سے حاکم طلب کرتے ہیں اور زمین میں محنت کرنی اول اہل ذمہ میں شروع ہوئی اور اصحاب رضی اللہ عنہم اس کے کرنے کو مکروہ جانتے تھے اور ابن تین نے کہا ہے کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غیب کی خبر دی اس واسطے میں کہ اکثر مشاہدے میں یہی ہے کہ اکثر ظلم کھیتی والوں پر ہے اور اشارہ کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ ترجمہ کے طرف تطبیق کی درمیان حدیث ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے اور درمیان اس حدیث کے جو درخت بونے کی فضیلت میں گزر چکی ہے اور یہ تطبیق دو طرح سے ہے ایک یہ کہ مذمت کی حدیث اس کی عاقبت پر محمول ہے اور محل اس کا وہ ہے جو جب کہ مشغول ہو ساتھ اس کے پس ضائع کرے اس کے سبب سے وہ چیز جس کے نگاہ رکھنے کا حکم ہے اور یا محمول ہے اس پر جبکہ ضائع نہ کرے مگر حد سے بڑھ جائے اور ظاہر یہ بات ہے کہ ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث محمول ہے اس پر جو اس کو اپنے ہاتھ سے کرے اور لیکن جس کے پاس نوکر ہوں جو اس کے واسطے کھیتی کرتے ہوں اور کھیتی کا اسباب اس کے گھر میں داخل کریں تا کہ وہ محفوظ رہیں تو وہ مراد نہیں اور ممکن ہے کہ اس کو عموم پر حمل کیا جائے اس واسطے کہ ذلت شامل ہے ہر شخص کو جو داخل کرے اپنی جان پر اس چیز کو جو مستلزم ہو مطالبہ دوسرے کے کو واسطے اس کے خاص کر اس وقت جب کہ مطالبہ کرنے والا حاکم ہو اور داؤدی نے کہا کہ یہ اس شخص کے واسطے ہے جو دشمن کے قریب رہتا ہے اس واسطے کہ جب وہ کھیتی کے ساتھ مشغول ہو گا تو گھوڑے کی سواری کرنے سے باز رہے گا پس غالب ہو گا اس پر دشمن پس حق ان کا یہ ہے کہ گھوڑے کی سواری کے ساتھ مشغول ہوں اور لازم ہے ان کے غیر پر مدد کرنی ان کی ساتھ اس چیز کے جس کی ان کو حاجت ہو۔ (فتح)

بَابُ اقْتِنَاءِ الْكَلْبِ لِلْحَرْثِ

کھیتی کے واسطے کتا رکھنے کا بیان

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کھیتی کرنی درست ہے ساتھ اس دلیل کے کہ کھیتی کے واسطے کتے کا رکھنا درست ہے حالانکہ اس کا رکھنا درست نہیں اور جب کہ کھیتی کے واسطے ممنوع چیز کی اجازت ہوئی تو اس کا اقل درجہ یہ ہوگا کہ مباح ہو۔

٢١٥٤۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَمْسَكَ كَلْبًا فَإِنَّهُ يَنْقُصُ كُلَّ يَوْمٍ مِّنْ عَمَلِهٖ قِيرَاطٌ إِلَّا كَلْبَ حَرْثٍ أَوْ مَاشِيَةٍ قَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ وَأَبُوْ صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا كَلْبَ غَنَمٍ أَوْ حَرْثٍ أَوْ صَيْدٍ وَقَالَ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ مَاشِيَةٍ.

٢١٥٤۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو کتا رکھے تو اس کے نیک عمل ہر روز پانچ جو کے برابر گھٹتے جائیں گے لیکن کھیتی اور گائے اور بکری کی نگہبانی کے واسطے کتا رکھنا درست ہے اور ایک روایت میں ہے کہ شکار کے واسطے بھی کتا رکھنا درست ہے۔

٢١٥٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ خُصَيْفَةَ أَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ سُفْيَانَ بْنَ أَبِي زُهَيْرٍ رَجُلًا مِّنْ أَزْدِ شَنُوْءَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا لَا يُغْنِي عَنْهُ زَرْعًا وَلَا ضَرْعًا نَقَصَ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ عَمَلِهٖ قِيرَاطٌ قُلْتُ أَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيْ وَرَبِّ هٰذَا الْمَسْجِدِ.

٢١٥٥۔ سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ جو کتا رکھے کہ نہ دفع کرے اس سے کھیتی کو اور نہ گائے بکری کو تو اس کے نیک عمل پانچ جو کے برابر گھٹتے جائیں گے میں نے سفیان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو نے یہ حدیث حضرت ﷺ سے سنی ہے تو سفیان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں قسم ہے رب اس مسجد کی۔

فائدہ: ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ اس کے نیک عمل دو قیراط کے برابر گھٹائے جاتے ہیں ابن عبدالبر نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے رکھنا کتے کا واسطے کھیتی کے اور شکار کے اور گائے بکری کے اور یہ کہ ان کے سوا اور کسی چیز کے واسطے کتا رکھنا مکروہ ہے مگر یہ کہ داخل ہوتا ہے شکار وغیرہ کے معنی میں رکھنا اس کا واسطے کھینچنے منافع کے اور دور کرنے ضرر کے بطور قیاس کے پس معلوم ہوا کہ کتے کا رکھنا مکروہ تو صرف اس وقت ہے جب کہ کوئی حاجت نہ ہو اس واسطے کہ اس میں لوگوں کا ڈرانا ہے اور منع ہونا دخول فرشتوں کا ہے اس گھر میں جس میں کتا ہو اور یہ جو فرمایا کہ اس کا عمل ہر روز گھٹتا جاتا ہے تو اس میں اشارہ ہے کہ کتے کا رکھنا حرام نہیں اس واسطے کہ جس کا رکھنا حرام ہو اس کا رکھنا ہر حالت میں منع ہوتا ہے برابر ہے کہ اس کا عمل کم ہو یا نہ ہو پس معلوم ہوا کہ کتے کا رکھنا مکروہ ہے حرام نہیں اور کہا کہ اس حدیث کی توجیہ میرے نزدیک یہ ہے کہ جو معنی کتوں میں مستعبد بھا یعنی جن پر عمل کرنے کا حکم مانند دھونے جوٹھے اس کے کی سات بار تو کتے والا اس کے ساتھ قائم نہیں ہوتا یعنی اس پر عمل نہیں کرتا اور ان سے بچتا نہیں تو اکثر اوقات اس کے رکھنے میں داخل ہوتی ہے اس پر وہ چیز جو اس کے عمل کو گھٹائے اور روایت ہے کہ منصور نے عمرو بن عبید سے اس حدیث کا سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ مجھ کو معلوم نہیں تو منصور نے کہا کہ اس واسطے کہ وہ مہمان کو بھونکتا ہے اور سائل کو ڈراتا ہے اور یہ جو دعویٰ کیا ابن عبدالبر نے کہ کتے کا رکھنا حرام نہیں اور دلیل پکڑی اس نے ساتھ اس چیز کے کہ مذکور ہوئی تو یہ لازم نہیں بلکہ احتمال ہے کہ واقع ہوئی ہو عقوبت ساتھ نہ توفیق کے واسطے عمل کے ساتھ مقدار قیراط کے اس چیز سے کہ نیک عمل کیا کرتا تھا پہلے رکھنے کتے کے سے اور احتمال ہے کہ اس کا رکھنا حرام ہو اور مراد ساتھ کم ہونے عمل کے یہ ہے کہ جو گناہ اس کے رکھنے سے حاصل ہوتا ہے وہ قیراط یا دو قیراط ثواب کے برابر ہے سو جس قدر کتا رکھنے والے پر گناہ ہوتا ہے اس قدر اس کا نیک عمل گھٹایا جاتا ہے اور وہ قیراط ہے یا دو قیراط اور بعض کہتے ہیں کہ سبب نقصان کا یہ ہے کہ فرشتے اس کے گھر میں داخل نہیں ہوتے یا اس واسطے کہ راہ چلنے والوں کو اس سے ایذا ہوتی ہے یا اس واسطے کہ بعض کتے شیطان ہوتے ہیں اور عقوبت ہے واسطے نہی کے یا واسطے منہ ڈالنے اس کے برتنوں میں وقت غفلت مالک کے تو اکثر اوقات بعض برتن ان میں سے پاک ہو جاتے ہیں اور جب ان کو عبادت میں استعمال کرتا ہے تو نہیں واقع ہوتی عبادت جگہ پاک کی اور ابن تین نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ اگر کتا نہ رکھتا تو اس کا عمل کامل ہوتا سو جب اس نے اس کو رکھا تو اس کا عمل کم ہوتا جائے گا اور نہیں جائز ہے کہ گزرے ہوئے عمل کم ہوں بلکہ مراد یہ ہے کہ کتے نہ رکھنے والے کے موافق اس کا عمل کامل نہیں ہوتا اور یہ جو اس نے دعوی کیا ہے کہ پہلے عمل کم نہیں ہوتے تو اس میں تنازع کیا گیا ہے اس واسطے کہ رویانی نے بحر میں اختلاف حکایت کیا ہے اس میں کہ کیا اس کے پہلے عمل کم ہوتے ہیں یا پچھلے اور یہ کہ قیراطوں کے کم ہونے کا محل کون دن ہے یا رات سو بعض کہتے ہیں کہ ایک قیراط دن کے عمل سے کم

ہوتی ہے اور ایک قیراط رات کے عمل سے کم ہوتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک قیراط فرض سے اور ایک نفل سے
اور نقصان کے سبب میں جیسا کہ گزرا ہے اور ایک روایت میں ایک قیراط کا ذکر ہے اور ایک میں دو کا اور بعض کہتے
ہیں کہ حکم جائز کے واسطے ہے یعنی دو قیراط کے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ دو حالتوں پر محمول ہیں یعنی اگر کتا رکھنے میں
ضرر کم ہو تو ایک قیراط کے برابر عمل کم ہوتا ہے اور اگر ضرر بہت ہو تو دو قیراط کے برابر گھٹتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ
اگر مدینہ منورہ میں کتا رکھے تو اس کا عمل دو قیراط کے برابر گھٹتا ہے اور جو اس کے سوائے کسی اور جگہ میں رکھے اور کا
عمل ایک قیراط کے برابر کم ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ لاحق ہیں ساتھ مدینے کے تمام شہر اور گاؤں اور خاص ہے
قیراط ساتھ جنگلوں کے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ دو قسم کے کتوں میں ہے اور اختلاف کیا گیا ہے بیچ قیراطوں مذکور
کے کہ کیا وہ ان قیراطوں کی طرح ہے جو جنازہ پڑھنے اور اس کے ساتھ جانے سے حاصل ہوتے ہیں یا نہیں سو
بعض تو کہتے ہیں کہ برابر ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ جو جنازے کے باب میں مذکور ہیں وہ اللہ کے احسان کے باب
سے ہیں اور جو یہاں مذکور ہیں وہ سزا کے باب سے ہیں اور اللہ کے فضل کا دروازہ فراخ ہے اور صحیح تر شافعیہ کے
نزدیک یہ ہے کہ دروازہ کی نگہبانی کے واسطے کتا رکھنا جائز ہے کہ وہ بھی منصوص کے معنی میں ہے اور اتفاق ہے اس
پر کہ اس کتے کا پالنا جائز ہے جس کے قتل پر اتفاق نہیں اور وہ کتا کاٹنے والا ہے اور جو کتا کاٹنے والا نہیں اس کے
مار ڈالنے میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ اس کا مار ڈالنا جائز ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جائز نہیں اور استدلال کیا
گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے پالنا کتے کے چھوٹے بچے کا اس غرض سے کہ جب بڑا ہو گا تو اس سے
فائدہ حاصل ہو گا اور اس کا قصد منفعت موجودہ کے قائم مقام ہو گا جیسا کہ جائز ہے بیچنا اس چیز کا جس کے ساتھ فی
الحال نفع حاصل نہیں ہوتا اس واسطے اس سے فائدہ ہو گا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جس کتے
کے رکھنے کی اجازت ہے وہ کتا پاک ہے اس واسطے کہ اس کے مخالطت میں ساتھ پرہیز کرنے کے اس سے بہت
مشقت ہے پس اس کے رکھنے کی اجازت دینی اور اجازت ہے بیچ کامل کرنے مقصود کے اس کے جیسا کہ منع لوازم
اس کے سے مناسب ہے واسطے منع کے اس سے اور یہ استدلال قوی ہے نہیں معارض ہے اس کو مگر عموم حدیث کا
جس میں حکم ہے کہ کتے کے جوٹھے کو سات بار دھویا جائے بغیر تفصیل کے یعنی خواہ اس کتے کا رکھنا درست ہو یا نہ
ہو اور عموم کی تخصیص کرنی منکر نہیں یعنی جائز ہے جبکہ جائز رکھے اس کو دلیل اور اس حدیث میں رغبت دلانی ہے
اوپر بہت کرنے نیک عملوں کے اور ڈرانا اس چیز سے جو عملوں کو گھٹائے اور تنبیہ اوپر اسباب زیادتی کے بیچ اس کے
اور کمی کے اس سے تاکہ پرہیز کرے یا اختیار کرے اور بیان ہے اللہ کی مہربانی کا ساتھ خلقت اپنی کے بیچ مباح
کرنے اس چیز کے کہ ان کو اس میں فائدہ ہے اور پہنچانا ان کے پیغمبر کا ان کو امور معاش ان کے کے اور معاد ان
کے کے اور یہ کہ جو مصلحت راجح ہو اس کو مفسدی پر ترجیح ہے واسطے مخصوص ہونے نفع والی چیز کے اس چیز سے کہ

اس کا رکھنا حرام ہے۔ (فتح)

بَابُ اسْتِعْمَالِ الْبَقَرِ لِلْحِرَاثَةِ

کھیتی کے واسطے گائے بیل سے کام لینا یعنی اس پر سوار ہونا لائق نہیں بلکہ لائق یہ ہے کہ اس سے کھیتی کرے

۲۱۵۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ رَاكِبٌ عَلٰى بَقَرَةٍ الْتَفَتَتْ إِلَيْهِ فَقَالَتْ لَمْ أُخْلَقْ لِهٰذَا خُلِقْتُ لِلْحِرَاثَةِ قَالَ آمَنْتُ بِهٖ أَنَا وَأَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَأَخَذَ الذِّئْبُ شَاةً فَتَبِعَهَا الرَّاعِيْ فَقَالَ لَهُ الذِّئْبُ مَنْ لَّهَا يَوْمَ السَّبُعِ يَوْمَ لَا رَاعِيَ لَهَا غَيْرِيْ قَالَ آمَنْتُ بِهٖ أَنَا وَأَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ وَمَا هُمَا يَوْمَئِذٍ فِي الْقَوْمِ.

۲۱۵۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ایک مرد بیل پر سوار تھا بیل نے اس کی طرف دیکھا تو کہا کہ میں اس سوار ہونے کے واسطے پیدا نہیں ہوا میں تو کھیتی کے واسطے پیدا ہوا ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک میں اس بات سچ جانتا ہوں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ بھی اس کو سچ جانتے ہیں اور جس حالت میں کہ ایک چرانے والا بکریاں چراتا تھا کہ بھیڑیا ان میں سے ایک بکری کو لے بھاگا اور چرانے والا اس کے پیچھے لگا تو بھیڑیے نے اس سے کہا کہ قیامت کے دن کون بھیڑ بکریوں کو بچائے گا جس دن اس کا کوئی چرانے والا میرے سوا نہیں ہوگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شبہ میں اس بات کو سچ جانتا ہوں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ بھی سچ جانتے ہیں تو ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ دونوں اس دن مجلس میں موجود نہ تھے۔

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب المناقب میں آئے گی اور اس کی شرح بھی وہاں بیان ہوگی ابن بطال نے کہا کہ اس حدیث میں حجت ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ گھوڑے کا کھانا منع ہے واسطے دلیل اس آیت کے کہ تا کہ تم ان پر سوار ہو اس واسطے کہ اگر سوار ہونا اس پر دلالت کرتا کہ ان کا کھانا درست نہیں تو یہ حدیث دلالت کرتی کہ گائے بیل کا کھانا بھی درست نہیں واسطے دلیل قول اس کے کے کہ میں تو کھیتی کے واسطے پیدا ہوا ہوں حالانکہ سب کا اتفاق ہے اس پر کہ گائے بیل کا کھانا حلال ہے پس معلوم ہوا کہ مراد ساتھ عموم کے جو لفظ لترکبوا اور انما سے سمجھا جاتا ہے عموم مخصوص ہے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا قَالَ اكْفِنِيْ مَئُوْنَةَ النَّخْلِ وَغَيْرِهٖ وَتُشْرِكُنِيْ فِي الثَّمَرِ

جب کہ کھجوروں والا کہے یعنی دوسرے کو کہ کفایت کر مجھ کو محنت سے کھجوروں وغیرہ میں یعنی انگور میں یعنی فقط تو ہی محنت کر میں نہیں کرتا اور شریک ہو مجھ کو میوے میں تو

اس کا کیا حکم ہے؟

۲۱۵۷۔ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَتِ الْأَنْصَارُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْسِمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ إِخْوَانِنَا النَّخِيلَ قَالَ لَا فَقَالُوا تَكْفُونَا الْمَئُونَةَ وَنُشْرِكُكُمْ فِي الثَّمَرَةِ قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا.

۲۱۵۷۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے اور ہمارے بھائی مہاجریں میں کھجور کے درخت تقسیم کر دیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تقسیم نہیں کرتا سو تم ہم سے یعنی مہاجرین سے محنت کو کفایت کرو یعنی فقط تم ہی محنت کرو ہم نہیں کرتے اور ہم تم کو میوے میں شریک کریں گے انصار نے کہا کہ ہم نے سنا اور مانا۔

فائدہ: جب مہاجرین ہجرت کر کے مدینے میں آئے اور اپنا مال مکہ وغیرہ میں چھوڑ آئے تو اس وقت انصار نے یہ بات عرض کی کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے درخت ہمارے اور ہمارے بھائی مہاجرین میں تقسیم کر دیجیے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا کہ میں درخت تقسیم نہیں کرتا تم ہی ان کی محافظت کرو اور پانی وغیرہ دینے کی محنت اپنے ذمے رکھو اور مہلب نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ان سے اس واسطے کہی کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معلوم کیا کہ ان پر شہر فتح ہوں گے تو مکروہ جانا کہ انصار کی زمین ان کے نیچے سے نکل جائے سو جب انصار نے یہ بات سمجھی تو دونوں مصلحتوں کو جمع کیا یعنی حکم کا ماننا اور مہاجرین کے ساتھ سلوک کرنا پس سوال کیا کہ وہ ان کے ساتھ عمل میں شامل ہوں اور میوے میں شریک ہوں کہ یہ مساقات ہے یعنی ایک کے درخت ہوں اور ایک کی محنت اور ابن تین نے کہا کہ مہاجرین انصار کی زمین اور مال کے کچھ حصے کے مالک ہو گئے تھے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ کی رات انصار سے شرط کی تھی کہ مہاجرین کے ساتھ سلوک کریں پس اس سے کسی چیز میں مساقات نہیں اور جو اس نے دعوی کیا ہے وہ مردود ہے اس نے اس پر کوئی دلیل قائم نہیں کی اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مہاجرین کے سلوک کے واسطے شرط کر لی تھی تو اس سے زمین میں شریک ہونا لازم نہیں آتا اور اگر صرف اس سے یہ بات ثابت ہو جاتی تو ان کے سوال اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب کے کوئی معنی نہ ہوتے اور یہ بات واضح ہے ساتھ حمد اللہ کے۔ (فتح)

بَابُ قَطْعِ الشَّجَرِ وَالنَّخْلِ
درخت اور کھجور کے درخت کاٹنے کا بیان

فائدہ: یعنی جائز ہے حاجت اور مصلحت کے جبکہ معین کرے راہ کو بیچ چور کرنے دشمن کے زخموں سے اور مانند اس کے کی اور بعض اہل علم کہتے ہیں کہ پھل دار درخت کا کاٹنا ہرگز درست نہیں اور کہتے ہیں کہ جو حدیثیں کاٹنے کے باب میں آئی ہیں یا تو وہ محمول ہیں یعنی یا تو مراد ان سے وہ درخت ہیں جو پھل دار نہ ہوں یا محمول ہیں اس پر کہ جو

درخت بنی نضیر کے قصبے میں کاٹے گئے تھے اور وہ اس جگہ میں تھے جہاں لڑائی واقع ہوئی تھی اور یہی قول ہے اوزاعی اور لیث اور ابوثور کا۔ (فتح)

وَقَالَ أَنَسٌ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّخْلِ فَقُطِعَ

اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے درخت کاٹنے کا حکم فرمایا تو کاٹے گئے

فائدہ: یہ حدیث ابواب المساجد میں گزر چکی ہے اور اس کی شرح آئندہ آئے گی اور یہ شاہد ہے کہ اگر حاجت ہو تو درخت کا کاٹنا درست ہے۔ (فتح)

۲۱۵۸۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ حَرَّقَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيْرِ وَقَطَعَ وَهِيَ الْبُوَيْرَةُ وَلَهَا يَقُوْلُ حَسَّانُ وَهَانَ عَلٰى سَرَاةِ بَنِيْ لُؤَيٍّ حَرِيْقٌ بِالْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيْرُ.

۲۱۵۸۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نضیر کی کھجور کے درخت جلائے اور کاٹے اور وہ جگہ بویرہ ہے اور اس کے حق میں احسان نے شعر کہا ہے کہ آسان ہوا بنی لوی کے سرداروں پر جلانا بویرہ کا جو چوڑا تھا۔

فائدہ: بنی نضیر نام ہے ایک قبیلے کا یہود کے قبیلوں سے جب انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد توڑا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا قصد کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی سے معلوم ہوا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خیبر کی طرف نکال دیا اور ان کی کھجوریں جلائی گئیں اور ان کے گھر خراب کیے گئے پس معلوم ہوا کہ کفار کے درخت کاٹنا اور جلانا درست ہے۔ (ع)

بَابٌ

یہ باب ہے

فائدہ: اس باب میں ترجمہ نہیں بلکہ یہ باب بجائے فصل کے ہے پہلے باب سے۔ (فتح)

۲۱۵۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ الْأَنْصَارِيِّ سَمِعَ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ قَالَ كُنَّا أَكْثَرَ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مُزْدَرَعًا كُنَّا نُكْرِي الْأَرْضَ بِالنَّاحِيَةِ مِنْهَا مُسَمًّى لِسَيِّدِ الْأَرْضِ قَالَ فَمِمَّا يُصَابُ ذٰلِكَ وَتَسْلَمُ الْأَرْضُ وَمِمَّا يُصَابُ الْأَرْضُ وَيَسْلَمُ ذٰلِكَ فَنُهِيْنَا وَأَمَّا الذَّهَبُ وَالْوَرِقُ

۲۱۵۹۔ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کھیتی میں سب اہل مدینہ سے زیادہ تھے اور ہم زمین کو کرایہ پر دیتے تھے اس شرط پر کہ زمین کی ایک طرف معین زمین کے مالک کے واسطے ہے یعنی جو مثلا نالی پر پیدا ہو وہ مالک کا ہوگا پس اکثر اوقات اس قطعہ معین کو آفت پہنچتی تھی اور باقی زمین سلامت رہتی تھی اور کبھی زمین کو آفت پہنچتی تھی اور یہ قطعہ سلامت رہتا تھا سو ہم کو اس سے منع ہوا اور اپر چاندی سونا پس اس وقت نہ تھا یعنی چاندی سونے پر کرایہ دینے کا رواج

فَلَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ. نہ تھا نہ یہ کہ موجود نہ تھا۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ ظاہر یہ ہے کہ غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اشارہ کرنا ساتھ اس کے طرف اس کی ہے کہ درختوں کا کاٹنا اس وقت ہے جب کہ کوئی مصلحت ہو مانند چور کرنے دشمن کی زخموں سے یا لکڑی وغیرہ کے ساتھ نفع اٹھانا مقصود ہو اور منع وہ ہے جو بے فائدہ اور فساد کے واسطے ہو اور وجہ اخذ کرنے اس کے کی رافع کی حدیث سے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منفعت زمین کے ضائع کرنے سے منع فرمایا اور جبکہ اس کی منفعت کا ضائع کرنا منع ہے اور حالانکہ وہ نہ محقق ہے اور نہ معین تو ضائع کرنا ذات اس کی کا ساتھ کاٹنے درختوں اس کے کے بطریق اولی عبث ہوگا۔ (فتح)

بَابُ الْمُزَارَعَةِ بِالشَّطْرِ وَنَحْوِهِ
آدھے حصے وغیرہ پر کھیتی کرنے کا بیان

فائدہ: مزارعت یہ ہے کہ کسی کو زمین دے کہ وہ اس زمین میں کھیتی کرے جو اس میں پیدا ہو آپس میں بانٹ لیں آدھوں آدھ۔

وَقَالَ قَيْسُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِيْ جَعْفَرٍ قَالَ مَا بِالْمَدِيْنَةِ أَهْلُ بَيْتِ هِجْرَةٍ إِلَّا يَزْرَعُوْنَ عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَزَارَعَ عَلِيٌّ وَسَعْدُ بْنُ مَالِكٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ وَالْقَاسِمُ وَعُرْوَةُ وَآلُ أَبِيْ بَكْرٍ وَآلُ عُمَرَ وَآلُ عَلِيٍّ وَابْنُ سِيْرِيْنَ.

اور ابو جعفر نے کہا کہ مدینے میں کوئی اہل بیت ہجرت کی نہیں یعنی مہاجر مگر یہ کہ تہائی اور چوتھائی پر کھیتی کرتے تھے' اور زراعت کی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سعد بن مالک رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ اور قاسم رضی اللہ عنہ اور عروہ رضی اللہ عنہ اور اولاد ابوبکر رضی اللہ عنہ اور اولاد عمر رضی اللہ عنہ اور اولاد علی رضی اللہ عنہ اور ابن سیرین نے۔

فائدہ: اور غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی ان اثروں سے اشارہ کرنا ہے طرف اس کی کہ اصحاب رضی اللہ عنہم سے اس کے جواز میں خلاف منقول نہیں خاص کر اہل مدینہ سے سو جو اس کا قائل ہے کہ اہل مدینہ کا عمل مرفوع حدیثوں پر مقدم ہے تو اس کو لازم ہے کہ اپنے قاعدے کے موافق اس کے جواز کا قائل ہو یعنی مزارعت کو جائز رکھے۔ (فتح)

وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْأَسْوَدِ كُنْتُ أُشَارِكُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيْدَ فِي الزَّرْعِ وَعَامَلَ عُمَرُ النَّاسَ عَلٰى إِنْ جَآءَ عُمَرُ بِالْبَذْرِ مِنْ عِنْدِهٖ فَلَهُ الشَّطْرُ وَإِنْ جَآءُوْا بِالْبَذْرِ فَلَهُمْ كَذَا

اور عبدالرحمن بن اسود تابعی نے کہا کہ تھا میں شراکت کرتا عبدالرحمن بن یزید سے مزارعت میں' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے معاملہ کیا یعنی ساتھ مزارعت کے اس شرط پر کہ اگر عمر رضی اللہ عنہ اپنے پاس سے بیج لائے تو اس کے واسطے آدھا حصہ ہے اور اگر لوگ بیج لیں تو ان

کے واسطے اتنا ہے یعنی آدھا یا مانند اس کی۔

فائدہ: بیہقی نے روایت کی ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو اہل نجران اور اہل فدک اور تیمار اور اہل خیبر کو وطن سے نکال دیا اور ان کی زمینیں اور ان کے مال خرید لیے اور یعلی کو وہاں کا عامل کیا تو سفید زمین لوگوں کو کھیتی کرنے کے واسطے دی اس شرط پر کہ اگر بیج اور بیل اور لوہا عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہو تو ان کو ایک تہائی ملے گی اور عمر رضی اللہ عنہ کو دو تہائیاں ملیں گی اور اگر یہ سب چیزیں لوگوں کی طرف سے ہوں گی تو آدھا ان کو ملے گا اور آدھا عمر رضی اللہ عنہ کو اور عمر رضی اللہ عنہ کے اس فعل میں یہ شبہ آتا ہے کہ اس میں ایک عقد میں دو بیعوں کا ہونا لازم آتا ہے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ اس کے تنویع اور تخییر ہو پہلے عقد کی پھر واقع ہو عقد ایک دو امروں پر یا عمر رضی اللہ عنہ اس کو حبالہ اعتقاد کرتے تھے پس نہ ضرر کرے گا اس کو ہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو اس اثر کو یہاں وارد کیا ہے تو یہ چاہتے ہیں کہ اس کو اس کے نزدیک مزارعت اور مخابرت کے ایک معنی ہیں اور یہی ایک وجہ ہے واسطے شافعیہ کے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ان دونوں کے معنی جدا جدا ہیں پس مزارعت یہ ہے کہ محنت کرے زمین میں ساتھ بعض اس چیز کے کہ اس سے پیدا ہو اور بیج مالک زمین کی طرف سے ہو اور مخابرت کے معنی بھی یہی ہیں لیکن اس میں بیج محنت کرنے والے کی طرف سے ہوتا ہے اور تحقیق جائز رکھا ہے ان کو احمد نے ایک روایت میں اور شافعیہ سے ابن خزیمہ اور ابن منذر اور خطابی نے اور ابن شریح نے کہا ہے کہ جائز ہے مزارعت اور سکوت کیا اس نے مخابرت سے اور عکس کیا ہے اس کو جوزی نے شافعیہ سے اور یہی مشہور ہے احمد سے اور باقی کہتے ہیں کہ نہیں جائز ہے ایک ان دونوں میں سے وہ کہتے ہیں کہ مراد ان اثروں سے مساقات ہے۔ (فتح)

وَقَالَ الْحَسَنُ لَا بَأْسَ أَنْ تَكُوْنَ الْأَرْضُ لِأَحَدِهِمَا فَيُنْفِقَانِ جَمِيْعًا فَمَا خَرَجَ فَهُوَ بَيْنَهُمَا وَرَأَى ذٰلِكَ الزُّهْرِيُّ وَقَالَ الْحَسَنُ لَا بَأْسَ أَنْ يُجْتَنَى الْقُطْنُ عَلَى النِّصْفِ وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ وَابْنُ سِيْرِيْنَ وَعَطَاءٌ وَالْحَكَمُ وَالزُّهْرِيُّ وَقَتَادَةُ لَا بَأْسَ أَنْ يُعْطَى الثَّوْبُ بِالثُّلُثِ أَوِ الرُّبُعِ وَنَحْوِهِ وَقَالَ مَعْمَرٌ لَا بَأْسَ أَنْ تُكْرَى الْمَاشِيَةُ عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ إِلٰى أَجَلٍ مُسَمًّى.

اور حسن بصری نے کہا کہ نہیں ڈر ہے یہ کہ زمین ایک کی ہو اور دونوں اس پر خرچ کریں اور جو پیدا ہو سو دونوں کے درمیان آدھوں آدھ ہے اور جائز رکھا اس کو زہری نے اور حسن نے کہا کہ نہیں ڈر ہے کہ چنی جائے کپاس آدھے حصے پر' اور ابراہیم اور ابن سیرین اور عطاء اور حکم اور زہری اور قتادہ نے کہا کہ نہیں ڈر ہے یہ کہ دیا جائے کپڑا ساتھ تہائی یا چوتھائی یا مانند اس کی کے یعنی جولاہے کو کپڑا بننے کے واسطے سوت دیا جائے اس شرط پر کہ محنت کے بدلے تہائی، چوتھائی کپڑا اس کو ملے گا اور باقی سوت والے کو یہ جائز ہے اور معمر نے کہا کہ

نہیں ڈر یہ کہ کرائے دیا جائے چوپایہ تہائی یا چوتھائی پر ایک مدت معین تک یعنی اپنا بیل یا گھوڑا وغیرہ کسی کو کرائے پر دے اس قرار پر کہ جو اس کے ساتھ کمائے گا اس سے تہائی یا چوتھائی جانور کی مالک کی ہوگی اور باقی کمانے والے کا۔

۲۱۶۰۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَلَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا مِنْ ثَمَرٍ أَوْ زَرْعٍ فَكَانَ يُعْطِي أَزْوَاجَهُ مِائَةَ وَسْقٍ ثَمَانُوْنَ وَسْقَ تَمْرٍ وَعِشْرُوْنَ وَسْقَ شَعِيْرٍ فَقَسَمَ عُمَرُ خَيْبَرَ فَخَيَّرَ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقْطِعَ لَهُنَّ مِنَ الْمَآءِ وَالْأَرْضِ أَوْ يُمْضِيَ لَهُنَّ فَمِنْهُنَّ مَنِ اخْتَارَ الْأَرْضَ وَمِنْهُنَّ مَنِ اخْتَارَ الْوَسْقَ وَكَانَتْ عَائِشَةُ اخْتَارَتِ الْأَرْضَ.

۲۱۶۰۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ معاملہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل خیبر سے ساتھ نصف اس چیز کے کہ پیدا ہو اس کھیتی سے یا میوے سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کو سو وسق دیتے تھے اسی وسق کھجوریں دیتے تھے اور بیس وسق جو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں خیبر کو تقسیم کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو اختیار دیا یہ کہ جاگیر دے ان کو پانی اور زمین خیبر سے اور وہ خود کھیتی کروائیں یا جاری رکھے ان کے واسطے اور ان کی وہ چیز جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے واسطے مقرر کی تھی یعنی سو وسق سو ان میں سے بعض بیویوں نے زمین اختیار کی اور بعض نے وسق اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے زمین اختیار کی تھی۔

فائدہ: یہ حدیث عمدہ دلیل ہے واسطے اس شخص کے جو مزارعت اور مخابرت کو جائز رکھتا ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو برقرار رکھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بدستور جاری رہی یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو جلا وطن کیا کما سیاتی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے مساقات کھجور اور انگور کی درختوں میں اور اسی طرح جائز ہے تمام درختوں میں جن کی شان سے پھل لانا ہے ساتھ حصے معلوم کے کہ مقرر کیا جائے واسطے محنت کرنے والے کے اور یہی قول ہے جمہور کا کہ مزارعت جائز ہے اور خاص کیا ہے اس کو شافعی نے جدید قول میں ساتھ کھجور اور انگور کے اور خاص کیا ہے اس کو داؤد نے ساتھ درخت کھجور کے اور ابوحنیفہ اور زفر نے کہا کہ مزارعت اور کسی حال میں جائز نہیں اس واسطے کہ وہ اجارہ ہے ساتھ میوے معدوم کے یا مجہول کے اور جو اس کو جائز رکھتا ہے وہ اس کا جواب یہ دیتا ہے کہ وہ ایک عقد ہے مال میں عمل کرنے پر ساتھ بعض منافع

اس کے کے پس وہ مانند مضاربت کے ہے اس واسطے کہ مضارب محنت کرتا ہے مال میں ساتھ ایک حصے کے منافع اس کے سے اور حالانکہ وہ معدوم اور مجہول ہے اور تحقیق صحیح ہے عقد اجارے کا اس کے باوجود کہ منافع معدوم ہے پس اسی طرح اس جگہ بھی درست ہے اور نص اور اجماع کے باطل کرنے میں قیاس کرنا مردود ہے اور بعض نے خیبر کے قصے سے یہ جواب دیا ہے کہ وہ صلح سے فتح ہوا تھا اور وہ برقرار رکھے گئے اس پر کہ زمین ان کی ملک ہے اس شرط پر کہ آدھا میوہ دیا کریں پس یہ بطور جزیہ کے لیا جاتا تھا پس یہ مساقات کے جواز پر دلالت نہیں کرتی اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اکثر خیبر لڑائی سے فتح ہوا تھا جیسا کہ مغازی میں آئے گا اور ساتھ اس کے کہ اکثر اس کا مجاہدین کے درمیان تقسیم ہوا کما سیاتی یعنی پس اگر صلح سے فتح ہوتا تو مجاہدین میں تقسیم نہ کیا جاتا اور ساتھ اس کے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو جلا وطن کیا سو اگر زمین ان کے ملک ہوتی تو ان کو جلا وطن نہ کرتے اور جو تمام درختوں کے پھلوں میں اس کو جائز رکھتا ہے اس کی دلیل یہ لفظ ہے جو حدیث کے بعض طریقوں میں وارد ہوا ہے کہ معاملہ کیا ان سے ساتھ نصف اس چیز کے جو پیدا ہو کھجور سے اور درخت سے یعنی اس میں مطلق شجر کا لفظ آیا ہے یعنی ہر درخت میں اور یہ جو کہا کہ ساتھ نصف اس چیز کے کہ پیدا ہو تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ جائز ہے مساقات ساتھ حصے معلوم کے نہ مجہول کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے نکالنا بیج کا محنت کرنے والے سے یا مالک سے اس واسطے کہ حدیث مطلق ہے اس میں کسی چیز کی قید نہیں جو اس کو منع کرتا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ محنت کرنے والا اس وقت گویا کہ اپنا بیج مالک زمین کے ہاتھ بیچتا ہے ساتھ اناج مجہول کے ساتھ وعدے کے اور یہ جائز نہیں اور جو اس کو جائز رکھتا ہے وہ جواب دیتا ہے کہ وہ مستثنیٰ ہے نہی بیع اناج کی سے ساتھ اناج کے واسطے تطبیق کے درمیان دونوں حدیثوں کے اور تطبیق اولیٰ ہے ایک کے باطل کرنے سے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا لَمْ يَشْتَرِطِ السِّنِينَ فِي الْمُزَارَعَةِ

جب مزارعت میں زمین کا مالک عامل کے واسطے برسوں کی شرط نہ کرے یعنی اس میں سالوں کو معین نہ کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

۲۱٦۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ عَامَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا مِنْ ثَمَرٍ أَوْ زَرْعٍ.

۲۱٦۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاملہ کیا اہل خیبر کے ساتھ نصف اس چیز سے کہ پیدا ہو اس سے میوے سے یا کھیتی سے۔

فائدہ: ابن تین نے کہا کہ یہ حدیث ترجمہ باب کے موافق نہیں اور وجہ اس چیز کی کہ ترجمہ باندھا ہے ساتھ اس

کے اشارہ ہے طرف اس کی کہ اس حدیث کے کسی طریق میں معین سالوں کی قید واقع نہیں ہوئی اور تحقیق باب باندھا ہے ساتھ اس کے بعد چار بابوں کے کہ جب مالک زمین کا کہے کہ برقرار رکھوں گا میں تجھ کو جب تک کہ اللہ تجھ کو برقرار رکھے اور مدت معلوم کو ذکر نہ کرے تو وہ دونوں اپنی رضامندی پر ہیں اور بیان کیا حدیث کو اور اس میں حضرت ﷺ کا یہ قول ہے کہ برقرار رکھیں گے ہم تم کو جب تک کہ چاہیں گے اور موافقت اس کی باب سے ظاہر ہے اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ جائز ہے دینا کھجوروں کا بطور مساقات کے اور دینا زمین کا بطور مزارعت کے بغیر ذکر کرنے سالوں معلوم کے پس جائز ہوگا مالک کو یہ کہ نکالے عامل کو جب چاہے اور اتفاق ہے سب کا کہ نہیں جائز کرایہ دینا مگر ساتھ مدت معلوم کے اور وہ عقود لازمہ سے ہے۔ (فتح)

بَابٌ یہ باب ہے

فائدہ: یہ باب بجائے فصل کے ہے پہلے باب سے بخاری نے اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث وارد کی ہے جو دلالت کرتی ہے اس پر کہ زمین کی اجرت لینی درست ہے اور وجہ داخل ہونے اس کے کی پہلے باب میں یہ ہے کہ جب مزارعت جائز ہے اس پر کہ عامل کے لیے پیداوار کا حصہ معلوم ہو تو مزارعت پر اجرت معین لینی بطریق اولیٰ جائز ہوگی۔ (فتح)

٢١٦٢۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو قُلْتُ لِطَاوُسٍ لَوْ تَرَكْتَ الْمُخَابَرَةَ فَإِنَّهُمْ يَزْعُمُوْنَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهُ قَالَ أَيْ عَمْرُو إِنِّيْ أُعْطِيْهِمْ وَأُغْنِيْهِمْ وَإِنَّ أَعْلَمَهُمْ أَخْبَرَنِيْ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَنْهَ عَنْهُ وَلٰكِنْ قَالَ أَنْ يَمْنَحَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ خَيْرٌ لَّهُ مِنْ أَنْ يَّأْخُذَ عَلَيْهِ خَرْجًا مَّعْلُوْمًا.

٢١٦٢۔ عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے طاؤس سے کہا کہ اگر تو مزارعت کو چھوڑ دیتا تو بہتر ہوتا اس واسطے کہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے طاؤس نے کہا کہ اے عمرو رضی اللہ عنہ میں لوگوں کو دیتا ہوں یعنی زمین کھیتی کرنے کے لیے اور ان کی مدد کرتا ہوں اور ان کے بڑے عالم نے یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ کو خبر دی کہ حضرت ﷺ نے اس سے نہیں منع فرمایا یعنی دینے زمین کے سے ساتھ حصے اس چیز کے کہ اس سے پیدا ہو لیکن فرمایا کہ مفت دینا مرد کا اپنی زمین اپنے بھائی مسلمان کو بہتر ہے اس کے حق میں اس پر معین اجرت لینے سے یعنی اگر احسان کرے اور بغیر کچھ لینے کے زمین بطریق عاریت کے کسی کو دے کہ لینے والا اس سے فائدہ اٹھائے تو یہ بہتر ہے۔

فائدہ: اور داخل کرنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اس حدیث کو اس باب میں مشعر ہے ساتھ اس کے کہ اس کے نزدیک

مزارعت اور مخابرت کے ایک معنی ہیں یعنی دینا زمین کا ساتھ حصے اس چیز کے کہ اس سے پیدا ہو اور ترمذی کی روایت میں مزارعت کا ذکر صریح آ چکا ہے اور یہ جو عمرو نے طاؤس سے کہا کہ لوگ کہتے ہیں تو گویا کہ یہ اشارہ ہے طرف حدیث رافع بن خدیج کی جو اس باب میں وارد ہو چکی ہے اور مسلم اور نسائی نے عمرو بن دینار سے روایت کی ہے کہ تھا طاؤس برا جانتا یہ کہ کرائے دے زمین اپنی کو ساتھ سونے اور چاندی کے اور کہتا تھا کہ تہائی اور چوتھائی پیداوار پر دینی درست ہے تو اس کو مجاہد نے کہا کہ تو رافع بن خدیج کے پاس جا اور اس کی حدیث کو سن تو طاؤس نے کہا کہ اگر میں جانتا کہ حضرت ﷺ نے منع فرمایا ہے تو میں اس کو نہ کرتا لیکن خبر دی مجھ کو اس نے جو اس سے زیادہ تر عالم ہے یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت ﷺ نے اس سے منع نہیں فرمایا اور یہ جو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت ﷺ نے اس سے منع نہیں فرمایا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مراد نہی کی حدیث سے مطلق نفی کرنی نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ نہی اپنے حقیقی معنی پر نہیں بلکہ مراد اس سے اولویت ہے یعنی مراد اس سے نہی تنزیہی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے عقد صحیح سے منع نہیں فرمایا بلکہ شرط فاسد سے منع فرمایا ہے لیکن ترمذی کی روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے مزارعت کو حرام نہیں کیا اور یہ روایت میری تاویل کو قوی کرتی ہے۔ (فتح)

بَابُ الْمُزَارَعَةِ مَعَ الْيَهُوْدِ
یہود کے ساتھ مزارعت کرنے کا بیان

۲۱۶۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَى خَيْبَرَ الْيَهُوْدَ عَلَى أَنْ يَعْمَلُوْهَا وَيَزْرَعُوْهَا وَلَهُمْ شَطْرُ مَا خَرَجَ مِنْهَا.

۲۱۶۳۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے خیبر کی زمین یہود کو دی اس شرط پر کہ اس میں محنت کریں اور کھیتی بوئیں اور ان کو اس کی پیداوار کا نصف حصہ ملے گا۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے بھی گزر چکی ہے اور مراد ساتھ اس کے اشارہ ہے طرف اس کی کہ مسلمانوں اور اہل ذمہ دونوں کے ساتھ معاملہ کرنا جائز ہے اس میں کوئی فرق نہیں۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الشُّرُوْطِ فِي الْمُزَارَعَةِ
ان شرطوں کا بیان جو مزارعت میں مکروہ ہیں

۲۱۶۴۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيَى سَمِعَ حَنْظَلَةَ الزُّرَقِيَّ عَنْ رَافِعٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا أَكْثَرَ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ حَقْلًا وَكَانَ أَحَدُنَا يُكْرِي أَرْضَهُ

۲۱۶۴۔ رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کھیتی کرنے میں سب اہل مدینہ سے زیادہ تھے اور ہم میں سے کوئی اپنی زمین کو کرائے دیتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ ٹکڑا معین میرے واسطے ہے یعنی جو کچھ اس میں پیدا ہو گا وہ میرے واسطے ہے سو اکثر

فَيَقُولُ هٰذِهِ الْقِطْعَةُ لِيْ وَهٰذِهِ لَكَ فَرُبَّمَا أَخْرَجَتْ ذِهِ وَلَمْ تُخْرِجْ ذِهِ فَنَهَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اوقات یہ قطعہ کھیتی کو نکالتا اور یہ نہ نکالتا یعنی دونوں میں سے ایک قطعہ میں کھیتی ہوتی اور ایک میں نہ ہوتی تو حضرت ﷺ نے اس سے منع فرمایا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح پانچ بابوں کے بعد آئے گی اور اشارہ کیا ساتھ اس کے امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس باب کے کہ رافع کی حدیث اس وقت پر محمول ہے جب کہ شامل ہو عقد شرط فاسد کو یا پہنچائے طرف دھوکے اور فریب کی۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا زَرَعَ بِمَالِ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ وَكَانَ فِيْ ذٰلِكَ صَلَاحٌ لَهُمْ

جب کہ کسی قوم کے مال سے ان کے اذن کے بغیر کھیتی کرے اور ان کے واسطے اس میں بہتری ہو یعنی نفع تو یہ درست ہے

۲۱۶۵۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَبُوْ ضَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا ثَلَاثَةُ نَفَرٍ يَمْشُوْنَ أَخَذَهُمُ الْمَطَرُ فَأَوَوْا إِلٰى غَارٍ فِيْ جَبَلٍ فَانْحَطَّتْ عَلٰى فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِّنَ الْجَبَلِ فَانْطَبَقَتْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ انْظُرُوْا أَعْمَالًا عَمِلْتُمُوْهَا صَالِحَةً لِلّٰهِ فَادْعُوا اللّٰهَ بِهَا لَعَلَّهُ يُفَرِّجُهَا عَنْكُمْ قَالَ أَحَدُهُمُ اللّٰهُمَّ إِنَّهُ كَانَ لِيْ وَالِدَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ وَلِيْ صِبْيَةٌ صِغَارٌ كُنْتُ أَرْعٰى عَلَيْهِمْ فَإِذَا رُحْتُ عَلَيْهِمْ حَلَبْتُ فَبَدَأْتُ بِوَالِدَيَّ أَسْقِيْهِمَا قَبْلَ بَنِيَّ وَإِنِّيْ اسْتَأْخَرْتُ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمْ آتِ حَتّٰى أَمْسَيْتُ فَوَجَدْتُهُمَا نَامَا فَحَلَبْتُ كَمَا كُنْتُ أَحْلُبُ فَقُمْتُ عِنْدَ رُءُوْسِهِمَا

۲۱۶۵۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ تین آدمی چلے جاتے تھے تو ان کو مینہ نے لیا یعنی گھیرا تو وہ پہاڑ کی ایک غار میں گھس گئے تو اس پہاڑ کا ایک پتھر ان کی غار کے منہ پر ڈھلک پڑا سو ان کو اس نے بند کر لیا تو بعض نے بعض سے کہا کہ دیکھو اپنے نیک کاموں کو جو اللہ کے واسطے کیے ہوں سو دعا مانگو ان کے وسیلے سے شاید کہ اللہ اس پتھر کو تمہارے اوپر سے کھول دے تو ان میں سے ایک نے کہا کہ الٰہی معاملہ تو یہ ہے کہ میرے ماں باپ بوڑھے تھے بڑی عمر والے اور میرے چھوٹے چھوٹے لڑکے تھے کہ میں ان کے لیے بکریاں چرایا کرتا تھا پھر جب میں شام کے قریب چرا لاتا تو ان کے واسطے ان کا دودھ دوہتا تھا سو اول میں اپنے ماں باپ سے شروع کرتا تھا سو ان کو اپنے لڑکوں سے پہلے پلاتا تھا اور ایک دن میں نے دیر کی یعنی چارہ بہت دور ملا سو میں گھر میں نہ آیا یہاں تک کہ مجھ کو شام ہوئی کہ میں نے ماں باپ کو سوتا پایا پھر میں نے دودھ دوہا جس طرح دوہا کرتا تھا تو میں دودھ لا کر ماں باپ کے سر پر کھڑا ہوا مجھ کو برا لگا کہ

أَكْرَهُ أَنْ أُوقِظَهُمَا وَأَكْرَهُ أَنْ أَسْقِيَ الصِّبْيَةَ وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمَيَّ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُهُ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَةً نَرٰى مِنْهَا السَّمَاءَ فَفَرَجَ اللّٰهُ فَرَأَوُا السَّمَاءَ وَقَالَ الْآخَرُ اللّٰهُمَّ إِنَّهَا كَانَتْ لِي بِنْتُ عَمٍّ أَحْبَبْتُهَا كَأَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ فَطَلَبْتُ مِنْهَا فَأَبَتْ عَلَيَّ حَتّٰى أَتَيْتُهَا بِمِائَةِ دِينَارٍ فَبَغَيْتُ حَتّٰى جَمَعْتُهَا فَلَمَّا وَقَعْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا قَالَتْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَفْتَحِ الْخَاتَمَ إِلَّا بِحَقِّهِ فَقُمْتُ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُهُ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا فُرْجَةً فَفَرَجَ وَقَالَ الثَّالِثُ اللّٰهُمَّ إِنِّي اسْتَأْجَرْتُ أَجِيرًا بِفَرَقِ أَرُزٍّ فَلَمَّا قَضٰى عَمَلَهُ قَالَ أَعْطِنِي حَقِّي فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ فَرَغِبَ عَنْهُ فَلَمْ أَزَلْ أَزْرَعُهُ حَتّٰى جَمَعْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَرَاعِيَهَا فَجَاءَنِي فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ فَقُلْتُ اذْهَبْ إِلٰى ذٰلِكَ الْبَقَرِ وَرُعَاتِهَا فَخُذْ فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَسْتَهْزِئْ بِي فَقُلْتُ إِنِّي لَا أَسْتَهْزِئُ بِكَ فَخُذْ فَأَخَذَهُ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ مَا بَقِيَ فَفَرَجَ اللّٰهُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ فَسَعَيْتُ.

میں ان کو نیند سے جگاؤں اور برا لگا کہ ان سے پہلے لڑکوں کو پلاؤں اور لڑکے بھوک کے مارے میرے دونوں قدموں کے پاس شور کرتے تھے یہاں تک کہ صبح ہوئی سو الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ میں نے ایسی محنت تیری رضامندی کے واسطے کی تھی تو اس پتھر سے ایک روزن کو کھول دے کہ ہم اس سے آسمان کو دیکھیں سو اللہ نے اس سے ایک روزن (شگاف/سوراخ) کھول دی تو انہوں نے آسمان کو دیکھا اور دوسرے نے کہا کہ البتہ الٰہی ماجرہ تو یہ ہے کہ میرے ایک چچا کی بیٹی تھی میں اس سے محبت رکھتا تھا جیسا کہ مرد عورتوں سے بہت محبت رکھتے ہیں یعنی میں اس پر کمال عاشق تھا سو میں نے اس سے حرام کاری چاہی تو اس نے نہ مانا یہاں تک کہ میں اس کو سو اشرفیاں دو یعنی سو اشرفیوں پر راضی ہوئی سو میں نے محنت کی یہاں تک کہ سو اشرفیاں جمع کیں سو جب میں اس کے پاؤں کے اندر واقع ہوا تو اس نے کہا کہ اے بندے اللہ کے اللہ سے ڈر اور مہر کو نہ توڑ مگر کہ جس طرح اس کا حق ہے سو میں اٹھ کھڑا ہوا سو اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضامندی کے واسطے کیا تھا تو کھول دے ہمارے واسطے اس پتھر سے ایک روزن (شگاف/سوراخ) تو اللہ نے ان سے ایک روزن (شگاف/سوراخ) کھول دی اور تیسرے نے کہا کہ الٰہی میں نے ایک مزدور رکھا تھا بدلے مزدوری سولہ رطل چاول کے سو جب وہ اپنا کام تمام کر چکا تو اس نے کہا کہ میرا حق مجھ کو دے سو میں نے اس کا حق اس کے آگے کیا تو اس نے اس کی طرف سے منہ موڑا تو میں ہمیشہ اس کو بوتا رہا سو یہاں تک برکت ہوئی کہ میں نے اس مال سے گائے بیل اور غلام ان کو چرانے والوں کو جمع کیا پھر وہ مزدور میرے پاس آیا

تو کہنے لگا اللہ سے ڈر تو میں نے کہا کہ ان گائے بیل اور ان
کے چرانے والوں کی طرف جا سو ان کو لے تو اس نے کہا کہ
اللہ سے ڈر اور مجھ سے مسخرا پن نہ کر میں نے کہا کہ میں تجھ
سے ٹھٹھا نہیں کرتا ان کو لے لے یعنی یہ سچ مچ تیرا ہی مال
ہے سو اس نے اس کو لیا سو الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ
کام تیری رضامندی کے واسطے کیا تھا تو کھول دے ہم سے
جس قدر پتھر باقی ہے سو اللہ نے باقی پتھر کھول دیا۔

فائدہ: اس حدیث کو پوری شرح احادیث الانبیاء میں آئے گی اور مقصود اس سے تیسرے آدمی کا قول ہے کہ میں نے اس کا حق اس کو پیش کیا یعنی مزدور کے آگے رکھا تو اس نے اس کی طرف سے منہ موڑا سو میں ہمیشہ اس کو بوتا رہا یہاں تک کہ میں نے اس مال سے گائے بیل اور ان کے چرانے والے جمع کیے اس واسطے کہ یہ ظاہر ہے کہ اس نے اس کے واسطے اجرت معین کی تھی سو جب اس نے اس کو چھوڑا بعد اس کے کہ اس کے واسطے معین ہوئی پھر مزدور رکھنے والے نے اس میں دست اندازی کی تو وہ اس کی ضمانت میں آ گئی یعنی اگر تلف ہو تو لازم آئے گا اس پر بدلہ اس کا اور ابن منیر نے کہا کہ اس نے اس کے واسطے اجرت معین کی اور اس کو اس پر قدرت دی اور اپنا ذمہ اس سے پاک کیا سو جب اس نے اپنی مزدوری چھوڑ دی تو مستاجر نے از سر نو اپنا ہاتھ اس پر رکھا پھر اس میں بطور اصلاح اور بھلائی کے دست اندازی کی نہ بطور ضائع کرنے کے پس یہ اس کو معاف ہوا اور تعدی نہ گنی گئی اسی واسطے اس نے اس کے ساتھ اللہ کی طرف وسیلہ پکڑا اور اس کو اپنے سب عملوں سے افضل ٹھہرایا اور اس پر برقرار رکھا گیا اور اس کے سبب سے اس کی دعا قبول ہوئی اور باوجود اس کے کہ اگر اس کی اجرت برباد ہو جاتی تو وہ اس کا ضامن ہوتا اس واسطے کہ اس نے اس کے اس میں تصرف کرنے کی اجازت نہ دی تھی پس مقصود باب کا یہ ہے کہ کھیتی کرنے والا اس نیت کے ساتھ گناہ سے خلاص ہے اور اس سے ضمانت کا دور ہونا لازم نہیں آتا اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ وسیلہ پکڑنا اس کا ساتھ اس کے تو صرف اس وجہ سے تھا کہ جو اس پر حق لازم تھا اس کو اس نے دگنا دیا تھا نہ ساتھ تصرف اس کے کے جیسا کہ عورت کے پاؤں میں بیٹھنا گناہ تھا لیکن وسیلہ پکڑنا نہ تھا مگر ساتھ ترک کرنے حرام کاری کے اور مساحت کے ساتھ مال وغیرہ کے۔ (فتح)

بَابُ أَوْقَافِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَرْضِ الْخَرَاجِ وَمُزَارَعَتِهِمْ وَمُعَامَلَتِهِمْ وَقَالَ النَّبِيُّ

باب ہے بیچ بیان وقفوں اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بیان زمین خراجی کے اور مزارعت اصحاب کے اور معاملے ان کے کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ سے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ تَصَدَّقْ بِأَصْلِهِ لَا يُبَاعُ وَلٰكِنْ يُنْفَقُ ثَمَرُهُ فَتَصَدَّقَ بِهِ.

فرمایا کہ اس زمین کے اصل کو صدقہ کر کہ نہ بیچی جائے لیکن اس کا میوہ اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو صدقہ کیا۔

۲۱۶۶۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَوْلَا آخِرُ الْمُسْلِمِيْنَ مَا فُتِحَتْ قَرْيَةٌ إِلَّا قَسَمْتُهَا بَيْنَ أَهْلِهَا كَمَا قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ.

۲۱۶۶۔ اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر پچھلے مسلمانوں کا خیال ہوتا تو کوئی گاؤں فتح نہ ہوتا مگر کہ میں اس کو مسلمانوں میں بانٹ دیتا جیسا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو بانٹ دیا تھا۔

فائدہ: بیہقی نے اس قصے میں عمر رضی اللہ عنہ کے قول کا یہ سبب بیان کیا ہے کہ جب شام کا ملک فتح ہوا تو بلال رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کی طرف کھڑے ہوئے سو کہا کہ یا تو اس کو تقسیم کر دے نہیں تو ہم آپس میں اس پر تلواریں ماریں گے تو اس وقت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہی اور ابن تین نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس آیت کو تاویل کیا کہ جو ان کے بعد آئیں گے تو عمر رضی اللہ عنہ نے اعتقاد کیا کہ پچھلے پہلوں کے برابر ہیں سو عمر رضی اللہ عنہ نے خوف کیا کہ اگر ہر ملک فتح ہوئے کی زمین بانٹی جائے تو پچھلوں کے واسطے خراج میں کچھ حصہ باقی نہ رہے گا اس واسطے کہ تقسیم کے بعد زمین مجاہدین کی ملک ہو جائے گی پس پچھلوں کا اس میں کچھ حصہ نہ رہے گا تو اس نے مناسب جانا کہ جو زمین لڑائی سے فتح ہو اس کو وقف کر دے اور اس پر محصول کو مقرر کر دے کہ اس سے ہمیشہ مسلمانوں کو فائدہ پہنچتا رہے اور جو زمین لڑائی سے فتح کی جائے تو اس کی تقسیم کرنے میں کئی قول ہیں اور مشہور ان میں سے تین قول ہیں امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ زمین محض فتح سے وقف ہو جاتی ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ثوری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ امام کو اختیار ہے کہ خواہ اس کو تقسیم کر دے یا وقف کر دے اور امام شافعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ امام کو لازم ہے کہ اس کو مجاہدین میں تقسیم کر دے لیکن اگر مجاہدین وقف کے ساتھ راضی ہوں تو درست ہے اور باقی کلام جہاد میں آئے گی اور امام بخاری رحمہ اللہ نے پہلے مسئلے کو پہلی حدیث سے لیا ہے اور دوسری حدیث سے بھی لیا جاتا ہے اس واسطے کہ باقی کلام محذوف ہے تقدیر اس کی یہ ہے کہ لیکن پچھلے مسلمانوں کا لحاظ چاہتا ہے اس کو کہ میں اس کو تقسیم نہ کروں بلکہ اس کو مسلمانوں پر وقف کر ڈالوں اور سواد کی زمین میں عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کام کیا تھا اور خراجی زمین کا حکم دوسری حدیث سے پکڑا جاتا ہے اس واسطے کہ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سواد کو وقف کیا تو جو وہاں اہل ذمہ رہتے تھے ان پر محصول کو مقرر کیا تو ان کے ساتھ مزارعت مقرر کی اور معاملہ کیا اور ساتھ اس کے ظاہر ہوتی ہے مناسبت ساتھ اس ترجمہ کے

اور داخل ہونے اس کے کی مزارعت کے بابوں میں اور ابن بطال نے کہا کہ معنی باب کے یہ ہیں کہ اصحاب رضی اللہ عنہم تھے مزارعت کرتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقفوں کو بعد وفات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس بنا پر کہ اس کے ساتھ یہود خیبر سے معاملہ کیا تھا۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَوَاتًا مردہ یعنی خراب زمین کو زندہ یعنی آباد کرنے کا بیان

فائدہ: مراد مردہ زمین سے وہ زمین ہے جو آباد نہ ہو اور آباد کرنا اس کا یہ ہے کہ قصد کرے ایک شخص طرف ایک زمین کی کہ اس کو معلوم ہو کہ یہ کسی کی ملک نہیں پس آباد کرے اس کو ساتھ پانی پلانے کے یا کھیتی کرنے کے یا درخت لگانے کے یا ساتھ مکان بنانے کے سو وہ زمین آباد کرنے سے اس کے ملک ہو جاتی ہے سو برابر ہے کہ آبادی سے دور ہو یا نزدیک ہو اور برابر ہے کہ اس کو امام اس کی اجازت دے یا نہ دے اور یہی ہے قول جمہور کا اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ ضرور ہے اجازت لینی امام سے مطلق یعنی زمین آبادی سے نزدیک ہو یا دور اور امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر قریب ہو تو درست ہے نہیں تو نہیں اور ضابطہ نزدیکی کا وہ ہے کہ آبادی والوں کو اس کی حاجت ہو مانند چرانے مویشی کی اور مانند اس کی اور حجت پکڑی ہے طحاوی رحمہ اللہ نے واسطے جمہور کے باوجود حدیث باب کے ساتھ قیاس کے اوپر پانی دریا اور نہر کے اور اس چیز کے کہ شکار کی جاتی ہے پرندوں اور حیوانوں میں اس واسطے کہ سب کا اتفاق ہے اس پر کہ جو اس کو پکڑے یا شکار کرے وہ اس کا مالک ہو جاتا ہے برابر ہے کہ قریب ہو یا بعید اور برابر ہے کہ امام اذن دے یا نہ دے۔ (فتح)

وَرَأَى ذٰلِكَ عَلِيٌّ فِي أَرْضِ الْخَرَابِ بِالْكُوفَةِ مَوَاتٌ وَقَالَ عُمَرُ مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيِّتَةً فَهِيَ لَهُ.

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفے کی خراب زمین میں یہ حکم کیا ہے؟ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو خراب زمین کو آباد کرے تو وہ اسی کی ملک ہو جاتی ہے۔

فائدہ: روایت ہے کہ لوگ زمین کو گھیرتے تھے تب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ کہا یعنی محض گھیرنے سے زمین ملک نہیں ہوتی یہاں تک کہ اس کو آباد کرے۔

وَيُرْوٰى عَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ فِيْ غَيْرِ حَقِّ مُسْلِمٍ وَلَيْسَ لِعِرْقٍ ظَالِمٍ فِيْهِ حَقٌّ وَيُرْوٰى فِيْهِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

عمرو بن عوف سے روایت ہے کہ اس نے روایت کی یہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یعنی یہ کہ جو آباد کرے مردہ زمین کو پس وہ اسی کے ملک ہو جاتی ہے اور فرمایا بیچ غیر حق مسلمان کے یعنی اس میں اتنی قید زیادہ ہے کہ وہ زمین کسی مسلمان کے ملک نہ ہو اور ظالم کی رگ کے واسطے حق نہیں یعنی جو کوئی کھیتی کرے یا درخت لگائے

کسی کی آباد کی ہوئی زمین میں تو وہ اس کے سبب سے
اس زمین کا مالک نہیں ہوتا اور اس باب میں جابر رضی اللہ عنہ
نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

فائدہ: اصل یہ حدیث اس طرح ہے کہ جو مردہ زمین کو آباد کرے جس میں کسی مسلمان کا حق نہ ہو تو وہ اس کے ملک ہو جاتی ہے آخر تک اور ایک حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ دو آدمی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑتے ہوئے آئے کہ ایک نے دوسرے کی زمین میں درخت لگایا تھا سو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ زمین کے واسطے مالک اس کے کے اور درخت والے کو حکم کیا کہ وہ اپنے درخت کو اس سے اکھاڑ لے اور ربیعہ نے کہا کہ ظالم کی رگ یا تو ظاہر ہوتی ہے اور یا باطن پس باطن یہ ہے کہ آدمی اس میں کنواں کھودے اور اس کی کانیں نکالے اور ظاہر یہ ہے کہ اس میں درخت لگائے یا مکان بنائے اور بعض کہتے ہیں کہ ظالم وہ ہے جو درخت لگائے یا کھیتی کرے یا مکان بنائے یا کنواں کھودے غیر کی زمین میں ناحق اور بغیر شبہ کے اور جو یہ کہا کہ اس باب میں جابر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے تو موصول کیا اس کو احمد نے اور اس کے لفظ یہ ہیں کہ جو آباد کرے زمین مردہ کو پس واسطے اس کے اس میں ثواب ہے اور جو اس سے جانور کھائیں وہ اس کے واسطے صدقہ ہے اور ابن حبان نے اس زیادت سے یہ بات نکالی ہے کہ ذمی کافر مردہ زمین کے آباد کرنے سے مالک نہیں ہوتا اس دلیل سے کہ کافر کے واسطے اجر نہیں اور محب طبری نے اس کا تعاقب کیا ہے کہ کافر اگر خیرات کرے تو اس کا بدلہ اس کو دنیا میں ملتا ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے پس حمل کیا جائے گا اجر بیچ حق کافر کے اوپر ثواب دنیا کے اور مسلمان کے حق میں عام اس سے کہ دنیا کا ثواب ہو یا آخرت کا اور جو اس نے کہا حدیث اس کا احتمال رکھتی ہے لیکن جو ابن حبان نے کہا وہ ظاہر حدیث کے زیادہ تر موافق ہے اور نہیں متبادر ہے طرف فہم کی اطلاق اجر سے مگر اجر اخروی۔ (فتح)

۲۱۶۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْمَرَ أَرْضًا لَيْسَتْ لِأَحَدٍ فَهُوَ أَحَقُّ قَالَ عُرْوَةُ قَضٰى بِهِ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي خِلَافَتِهِ.

۲۱۶۷۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آباد کرے زمین کو جس کا کوئی مالک نہیں ہے تو وہی مالکی کے لائق ہے یعنی پھر اس زمین کا کوئی دعویٰ نہیں کر سکتا عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حکم کیا ساتھ اس کے عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں۔

فائدہ: عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو بے کار رکھے زمین کو تین برس اور اس

کو آباد نہ کرے اور غیر اس کو آباد کرے تو وہ اس کی ملک ہو جاتی ہے اور شاید کے مراد ساتھ تعطیل کے یہ ہے کہ اس کو گھیر رکھے اور اس کو مکان وغیرہ کے ساتھ آباد نہ کرے۔ (فتح)

بَابٌ

یہ باب ہے

فائدہ: یہ باب بجائے فصل کے ہے پہلے باب سے۔

۲۱۶۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيَ وَهُوَ فِي مُعَرَّسِهِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ فِي بَطْنِ الْوَادِي فَقِيلَ لَهُ إِنَّكَ بِبَطْحَاءَ مُبَارَكَةٍ فَقَالَ مُوسَى وَقَدْ أَنَاخَ بِنَا سَالِمٌ بِالْمُنَاخِ الَّذِي كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يُنِيخُ بِهِ يَتَحَرَّى مُعَرَّسَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ أَسْفَلُ مِنَ الْمَسْجِدِ الَّذِي بِبَطْنِ الْوَادِي بَيْنَهُ وَبَيْنَ الطَّرِيقِ وَسَطٌ مِنْ ذٰلِكَ.

۲۱۶۸۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دکھایا گیا اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے معرس میں تھے یعنی جس جگہ پچھلی رات کو آرام کے لیے اترے تھے ذوالحلیفہ میں نالے کے درمیان سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم میدان مبارک میں ہیں سو موسیٰ راوی نے کہا کہ اونٹ بٹھایا ساتھ ہمارے سالم نے اس جگہ جہاں عبداللہ اونٹ کو بٹھایا کرتے تھے اور قصد کرتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اترنے کی جگہ کو اور وہ جگہ نیچے ہے اس مسجد سے جو نالے کے درمیان ہے جو نالے اور راہ کے درمیان میں ہے۔

۲۱۶۹۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّيْلَةَ أَتَانِي آتٍ مِنْ رَبِّي وَهُوَ بِالْعَقِيقِ أَنْ صَلِّ فِي هٰذَا الْوَادِي الْمُبَارَكِ وَقُلْ عُمْرَةٌ فِي حَجَّةٍ.

۲۱۶۹۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آیا میرے پاس ایک آنے والا میرے رب کی طرف سے اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عقیق نالے میں تھے تو اس نے کہا کہ نماز پڑھ اس مبارک نالے میں اور کہہ عمرہ حج میں داخل ہوا یعنی حج اور عمرہ ساتھ ہیں ایک احرام سے ادا کو۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی تنبیہ کرنی ہے اس پر کہ تحقیق بطحا جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پچھلی رات کو اترے تھے اور اس میں نماز پڑھنے کا حکم ہوا تھا نہیں داخل ہوتی وہ زمین مردہ میں جو آباد کی جاتی ہے اور ملک ہو جاتی ہے اس واسطے کہ نہیں واقع ہوا اس میں مکان بنانا وغیرہ آباد کرنے کی وجہ سے یا مراد یہ ہے کہ وہ

لاحق ہوتی ہے ساتھ حکم آباد کرنے کے واسطے اس چیز کے کہ ثابت ہوئی اس میں خصوصیت تصرف کی بیچ اس کے ساتھ اس کے پس ہوگئی گویا کہ چھوڑی گئی ہے واسطے مسلمانوں کے مانند منیٰ کی تو نہیں جائز ہے کسی کو یہ کہ اس میں مکان بنائے اور اس کو گھیرے اس واسطے کہ عام مسلمانوں کا حق اس کے متعلق ہے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ نالہ مذکور اگرچہ مردہ زمین کی جنس ہے لیکن تعریس کی جگہ اس سے مستثنیٰ ہے واسطے ہونے اس کے حقوق عامہ سے پس نہیں ہے جائز گھیرنا اس کا کسی کو اگرچہ عمل کرے اس میں ساتھ شرط آباد کے اور یہ حکم اس جگہ کے ساتھ خاص نہیں جس میں حضرت ﷺ اترے تھے بلکہ ہر وہ چیز جو پائی جائے اس سے پس وہ اس کے معنی میں ہے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا قَالَ رَبُّ الْأَرْضِ أُقِرُّكَ مَا أَقَرَّكَ اللّٰهُ وَلَمْ يَذْكُرْ أَجَلًا مَعْلُوْمًا فَهُمَا عَلٰى تَرَاضِيْهِمَا.

جب زمین کا ملک عامل کو کہے کہ برقرار رکھوں گا میں تجھ کو جب تک کہ اللہ تجھ کو برقرار رکھے اور مدت معلوم کو ذکر نہ کرے تو دونوں اپنی رضا مندی پر ہیں یعنی دونوں میں سے ہر ایک مختار ہے جب چاہے چھوڑ دے یا چھوڑا لے۔

۲۱۷۰۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى أَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَجْلَى الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى مِنْ أَرْضِ الْحِجَازِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا ظَهَرَ عَلٰى خَيْبَرَ أَرَادَ إِخْرَاجَ الْيَهُوْدِ مِنْهَا وَكَانَتِ الْأَرْضُ حِيْنَ ظَهَرَ عَلَيْهَا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ وَأَرَادَ إِخْرَاجَ الْيَهُوْدِ مِنْهَا فَسَأَلَتِ الْيَهُوْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُقِرَّهُمْ بِهَا أَنْ يَّكْفُوْا عَمَلَهَا وَلَهُمْ

۲۱۷۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہود ونصاریٰ کو حجاز کی زمین سے نکال دیا اور جب حضرت ﷺ خیبر پر غالب ہوئے تھے تو ارادہ کیا تھا کہ یہود کو اس سے نکال دیں اور جب حضرت ﷺ اس پر غالب ہوئے تو ہوگئی وہ زمین ملک واسطے اللہ تعالیٰ کے اور اس کے رسول کے اور واسطے مسلمانوں کے سو حضرت ﷺ نے چاہا کہ یہود کو اس سے نکال دیں تو یہود نے حضرت ﷺ سے سوال کیا کہ ان کو اس سے زمین دینی ٹھہرائیں اس شرط پر کہ اس کی محنت پر کفایت کریں یعنی محنت سے کفایت کریں یعنی محنت صرف وہی کریں اور ان کو آدھا میوہ ملے گا اور حضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ٹھہرائیں گے ہم تم کو اس میں جب تک کہ ہم چاہیں پس ٹھہرائی گئی یہاں تک کہ جلاوطن کیا ان کو عمر رضی اللہ عنہ نے طرف تیما اور اریحا کی۔

نِصْفُ الثَّمَرِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُقِرُّكُمْ بِهَا عَلٰى ذٰلِكَ مَا شِئْنَا فَقَرُّوْا بِهَا حَتّٰى أَجْلَاهُمْ عُمَرُ إِلٰى تَيْمَاءَ وَأَرِيْحَاءَ.

فائدہ: یہ دونوں جگہیں مشہور ہیں نزدیک شہروں طے کے دریا پر بیچ اول راہ شام کے مدینے سے اور زمین حجاز کی وہ ہے جو تہامہ اور نجد کے درمیان ہے اور ایک روایت میں ہے کہ تھی زمین جب کہ غالب ہوئے اوپر اس کے واسطے یہود کے اور واسطے رسول ﷺ کے اور مسلمانوں کے اور تطبیق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ پہلی روایت اس حال پر محمول ہے جس پر امر نے صلح کے بعد قرار پایا اور دوسری روایت اس حال پر محمول ہے جو صلح سے پہلے تھا اور یہ اس واسطے ہے کہ بعض خیبر کا صلح سے فتح ہوا تھا اور بعض غلبے سے سو جو غلبے سے فتح ہوا تھا وہ تمام اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے واسطے تھا اور جو صلح سے فتح ہوا وہ یہود کے واسطے تھا پھر صلح کے ساتھ مسلمانوں کے واسطے ہوا (فتح) اور مطابقت حدیث کی ساتھ باب کے ظاہر ہے۔

بَابُ مَا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوَاسِيْ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فِي الزِّرَاعَةِ وَالثَّمَرَةِ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ تھے اصحاب رضی اللہ عنہم حضرت ﷺ کے سلوک اور رفاقت کرتے بعض بعض سے کھیتی اور میوے میں۔

فائدہ: مواساۃ کے معنی شریک کرنا ہے مال میں بغیر عوض کے۔ (فتح)

٢١٧١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ أَبِي النَّجَاشِيِّ مَوْلٰى رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ سَمِعْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ عَمِّهِ ظُهَيْرِ بْنِ رَافِعٍ قَالَ ظُهَيْرٌ لَقَدْ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَمْرٍ كَانَ بِنَا رَافِقًا قُلْتُ مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ حَقٌّ قَالَ دَعَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا تَصْنَعُوْنَ بِمَحَاقِلِكُمْ قُلْتُ نُؤَاجِرُهَا عَلَى الرُّبُعِ

٢١٧١۔ ظہیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ البتہ منع کیا ہم کو رسول اللہ ﷺ نے ایک امر سے کہ تھا ساتھ ہمارے صاحب رفاقت کا میں نے کہا کہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا سو حق ہے اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو بلایا اور فرمایا کہ تم اپنی کھیتیوں کے ساتھ کیا کرتے ہو میں نے کہا کہ کرائے دیتے ہیں ہم زمین کو نالے پر یعنی شرط کر لیتے ہیں کہ جو نالے پر پیدا ہوگا سو ہم لیں گے اور کرائے دیتے ہیں اس کو کھجور اور جو کے چند وسقوں پر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایسا نہ کیا کرو خود کھیتی کرو یا کسی سے کرا دو یا اس کو روک رکھو کہ خالی پڑی رہے رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ ہم نے سنا اور مانا (اور

وَعَلَى الْاَوْسُقِ مِنَ التَّمْرِ وَالشَّعِيْرِ قَالَ لَا تَفْعَلُوْا اِزْرَعُوْهَا اَوْ اَزْرِعُوْهَا اَوْ اَمْسِكُوْهَا قَالَ رَافِعٌ قُلْتُ سَمْعًا وَّطَاعَةً.

محاقلت مزارعت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ بیچنا کھیتی کا ہے ساتھ گیہوں کے۔)

۲۱۷۲۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى اَخْبَرَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَآءٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانُوْا يَزْرَعُوْنَهَا بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالنِّصْفِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهٗ اَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا اَوْ لِيَمْنَحْهَا فَاِنْ لَّمْ يَفْعَلْ فَلْيُمْسِكْ اَرْضَهٗ.

۲۱۷۲۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں اصحاب رضی اللہ عنہم تہائی اور چوتھائی اور نصف پر کھیتی کیا کرتے تھے یعنی زمین بٹائی پر دیتے تھے تہائی یا چوتھائی وغیرہ ٹھہرا لیتے تھے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس کے پاس زمین ہو تو چاہیے کہ اس میں کھیتی کرے یا اپنے بھائی مسلمان کو عاریتاً دے کہ وہ کھیتی کرے اور اگر ایسا نہ کرے تو چاہیے کہ اپنی زمین کو روک رکھے۔

فائدہ: اعتراض کیا گیا ہے اوپر اس حدیث کے اس طرح کہ زمین کے بے کار روک رکھنے میں بغیر کھیتی کرنے کے اس کی منفعت کا باطل کرنا ہے پس یہ مال ضائع کرنے کے قبیل سے ہوگا اور تحقیق ثابت ہو چکی ہے نہی ضائع کرنے مال کے سے اور جواب یہ ہے کہ مراد نہی سے ضائع کرنا ذات مال کا ہے یا ایسے منفعت کا کہ پیچھے نہ رہے اس واسطے کہ اگر زمین خالی بغیر کھیتی کے چھوڑی جائے تو اس کی منفعت ضائع نہیں ہوتی اس واسطے کہ تحقیق وہ گھاس اور لکڑی وغیرہ کو اگاتی ہے جو چرانے وغیرہ میں فائدہ دے اور اگر بالفرض کچھ بھی نہ اگائے تو بھی اس میں کھیتی نہ کرنے سے اس کی اصلاح ہو جاتی ہے یعنی اگر اس میں ایک یا دو سال کھیتی نہ کی جائے تو زمین کی قوت بہت بڑھ جاتی ہے اور آئندہ سال میں اس میں اناج بہت پیدا ہوتا ہے اور یہ سب توجیہ اس وقت ہے جب کہ نہی کو عموم پر حمل کیا جائے کہ زمین کو کسی طرح کرائے دینا درست نہیں نہ قطعہ معین پر اور نہ ساتھ جز اس چیز کے کہ اس سے پیدا ہو اور اگر حمل کیا جائے کرائے کو اس چیز پر کہ ان میں مروج تھا کرائے دینا زمین کے سے ساتھ جز اس چیز کے کہ اس سے پیدا ہو خاص کر اس وقت جبکہ وہ خبر معلوم نہ ہو تو یہ اس کو مستلزم نہیں کہ اس سے کھیتی میں کسی طرح نفع نہ ہو بلکہ کرائے دے اس کو ساتھ چاندی یا سونے کے جیسا کہ مقرر ہو چکا ہے واللہ اعلم یا مراد نہی سے نہی تنزیہی ہے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اوپر گزرا ہے لیکن جمہور کے نزدیک مزارعت یعنی زمین تہائی یا چوتھائی پیداوار پر کرائے دینی درست ہے کما مر بیانہ سابقا (مترجم)

وَقَالَ الرَّبِيْعُ بْنُ نَافِعٍ اَبُوْ تَوْبَةَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس کے پاس زمین ہو تو چاہیے کہ اس میں خود کھیتی کرے یا

هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهٗ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ لِيَمْنَحْهَا أَخَاهُ فَإِنْ أَبٰى فَلْيُمْسِكْ أَرْضَهٗ.

اپنے بھائی مسلمان کو عاریتا دے اور اگر یہ بات نہ کرے تو چاہیے کہ اپنی زمین کو روک رکھے۔

۲۱۷۳۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ ذَكَرْتُهٗ لِطَاوُسٍ فَقَالَ يُزْرِعُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَنْهَ عَنْهُ وَلٰكِنْ قَالَ أَنْ يَّمْنَحَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ أَنْ يَّأْخُذَ شَيْئًا مَّعْلُوْمًا.

۲۱۷۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزارعت سے منع نہیں فرمایا یعنی اس کو حرام نہیں کیا لیکن فرمایا کہ منفعت دینا مرد کا اپنی زمین اپنے بھائی مسلمان کو بہتر ہے اس کے حق میں اس پر معین محصول لینے سے۔

۲۱۷۴۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَّافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يُكْرِيْ مَزَارِعَهٗ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَّعُثْمَانَ وَصَدْرًا مِّنْ إِمَارَةِ مُعَاوِيَةَ ثُمَّ حُدِّثَ عَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ كِرَآءِ الْمَزَارِعِ فَذَهَبَ ابْنُ عُمَرَ إِلٰى رَافِعٍ فَذَهَبْتُ مَعَهٗ فَسَأَلَهٗ فَقَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كِرَآءِ الْمَزَارِعِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَدْ عَلِمْتَ أَنَّا كُنَّا نُكْرِيْ مَزَارِعَنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا عَلَى الْأَرْبِعَاءِ وَبِشَيْءٍ مِّنَ التِّبْنِ

۲۱۷۴۔ نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما کرایہ دیتے اپنی زمین کو بیچ زمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے اور ابتداء خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پھر کسی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کے کرائے دینے سے منع فرمایا ہے سو ابن عمر رضی اللہ عنہما رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور میں بھی ان کے ساتھ گیا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے پوچھا تو رافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کرائے دینے سے منع فرمایا ہے تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو جانتا ہے کہ ہم اپنی زمین کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نالوں پر کی پیداوار اور کچھ گھاس پر کرائے دیا کرتے تھے یعنی اصحاب رضی اللہ عنہم کا فعل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہی تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص اس صورت سے منع فرمایا مطلق کرائے دینے سے منع نہیں فرمایا۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے مدد لی ہے واسطے حدیث رافع رضی اللہ عنہ کے ساتھ حدیث جابر رضی اللہ عنہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے

واسطے رد کرنے کے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ رافع رضی اللہ عنہ کی حدیث مضطرب ہے اور اشارہ کیا کہ اس کی حدیث کے دونوں طریق صحیح ہیں جو اس نے خود بلا واسطہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے وہ بھی صحیح ہے اور جو اس نے اپنے چچا کے واسطے سے روایت کی وہ بھی صحیح ہے اور اشارہ کیا جو روایت اس کی بے واسطہ ہے اس میں مطلق کرائے زمین کے منع ہونے کا ذکر ہے اور جو اس نے اپنے چچا کے واسطہ سے روایت کی ہے وہ مفسر ہے واسطے مراد اس کی کے اور وہ مراد وہ ہے جس کو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنی روایت میں بیان کیا ہے کہ مراد اس سے اپنے بھائی مسلمان کے ساتھ رفاقت کرے اور یہ کہ نہی اس سے واسطے حرمت کے نہیں۔ (فتح)

۲۱۷۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ أَعْلَمُ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْأَرْضَ تُكْرٰى ثُمَّ خَشِيَ عَبْدُ اللهِ أَنْ يَّكُوْنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَحْدَثَ فِيْ ذٰلِكَ شَيْئًا لَّمْ يَكُنْ يَعْلَمُهُ فَتَرَكَ كِرَآءَ الْأَرْضِ.

۲۱۷۵۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں جانتا تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں زمین کرائے دی جاتی ہے پھر عبداللہ نے خوف کیا کہ ممکن ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس باب میں کوئی نیا حکم جاری کیا ہو سو اس نے زمین کو کرائے دینا چھوڑ دیا۔

فائدہ: اس حدیث میں مطلق کرائے دینے کا ذکر ہے لیکن مراد وہ ہے جو نالیوں کے کنارے پر ہو جیسا کہ پہلی روایت میں ہے۔ (ت)

بَابُ كِرَاءِ الْأَرْضِ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ
سونے اور چاندی سے زمین کو کرائے دینا

فائدہ: شاید مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس باب کے اشارہ کرنا ہے طرف اس کی کہ زمین کے کرائے دینے سے جو نہی وارد ہوئی تو وہ محمول ہے اس حالت پر جب کہ مجہول چیز پر کرائے دی جائے یعنی معلوم نہ ہو اور یہ مراد نہیں کہ زمین کو سونے چاندی کے ساتھ کرائے دینا منع ہے اور مبالغہ کیا ہے ربیعہ نے سو کہا اس نے کہ نہیں جائز ہے کرائے دینا زمین کا مگر ساتھ سونے اور چاندی کے اور مخالفت کی ہے اس میں طاؤس اور ایک تھوڑی جماعت نے سو انہوں نے کہا کہ زمین کو کرائے دینا مطلق درست نہیں اور یہی مذہب ہے ابن حزم کا اور قوی کیا اس کو اور دلیل پکڑی گئی ہے واسطے اس کے ساتھ حدیثوں مطلقہ کے جو اس باب میں وارد ہوئی ہے اور باب کی حدیث دلالت کرتی ہے جمہور کے مذہب پر اور تحقیق مطلق ذکر کیا ابن منذر نے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے اس پر کہ جائز ہے کرائے دینا زمین کا ساتھ چاندی اور سونے کے اور نقل کیا ابن بطال نے اتفاق فقہاء شہروں کا اوپر اس کے اور ابو داؤد نے سعد بن ابی

وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ تھے زمینوں والے کرائے دیتے زمینوں کو ساتھ اس چیز کے کہ ہو نالیوں پر کھیتی سے سو لوگ اس میں جھگڑے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس کے ساتھ کرائے دینے سے منع کیا اور فرمایا کہ سونے اور چاندی دے کرائے دو اور اس کے راوی معتبر ہیں اور ترمذی میں روایت ہے کہ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے کہا کہ زمین کو درہموں سے کرائے دینا منع ہے لیکن یہ حدیث معلول ہے یعنی ضعیف ہے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّ أَمْثَلَ مَا أَنْتُمْ صَانِعُوْنَ أَنْ تَسْتَأْجِرُوا الْأَرْضَ الْبَيْضَآءَ مِنَ السَّنَةِ إِلَى السَّنَةِ.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سب چیزوں میں جو تم کرتے ہو بہتر یہ ہے کہ کرائے لو تم زمین سفید کو یعنی جس میں کوئی درخت نہ ہو سال سے سال تک۔

٢١٧٦۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمَّايَ أَنَّهُمْ كَانُوْا يُكْرُوْنَ الْأَرْضَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا يَنْبُتُ عَلَى الْأَرْبِعَآءِ أَوْ شَيْءٍ يَسْتَثْنِيْهِ صَاحِبُ الْأَرْضِ فَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقُلْتُ لِرَافِعٍ فَكَيْفَ هِيَ بِالدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ فَقَالَ رَافِعٌ لَيْسَ بِهَا بَأْسٌ بِالدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ وَقَالَ اللَّيْثُ وَكَانَ الَّذِيْ نُهِيَ عَنْ ذٰلِكَ مَا لَوْ نَظَرَ فِيْهِ ذَوُو الْفَهْمِ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ لَمْ يُجِيْزُوْهُ لِمَا فِيْهِ مِنَ الْمُخَاطَرَةِ.
قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ مِنْ هٰهُنَا قَوْلُ اللَّيْثِ وَكَانَ الَّذِيْ نُهِيَ عَنْ ذٰلِكَ.

٢١٧٦۔ رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے دو چچوں نے مجھ کو حدیث بیان کی کہ لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں زمین کو کرائے دیا کرتے تھے ساتھ اس چیز کے کہ نالیوں کے کناروں پر پیدا ہو یا ساتھ اس چیز کے کہ مستثنیٰ کرے اس کو مالک زمین کا واسطے اپنی کھیتی سے یعنی کرائے دیتے تھے اس شرط پر کہ زراعت کرے عامل اور جو کچھ کہ نالیوں کے کناروں پر اگے گا وہ مالک کے لیے ہوگا اجرت اس کی زمین کی یا اس شرط پر کہ جو کچھ قطعہ معین میں پیدا ہوگا وہ مالک کے واسطے ہوگا اور باقی عامل کے لیے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اس سے منع فرمایا سو میں نے رافع رضی اللہ عنہ سے کہا کہ زمین کو درہم اور دینا پر کرائے دینے کا کیا حکم ہے تو رافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کو درہم اور دینار کے ساتھ کرایہ دینے کا کچھ ڈر نہیں اور گویا کہ جو چیز کہ منع کیا گیا ہے اس سے وہ چیز ہے کہ اگر حلال اور حرام کو سمجھنے والے اس میں نظر کریں تو اس کو جائز نہ رکھیں اس واسطے کہ اس میں خطرہ ہے ہلاکت کا کہ ہو یا نہ ہو اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ کان الذین سے آخر تک لیث کا قول ہے یعنی یہ حدیث کا لفظ نہیں۔

فائدہ: یہ کلام لیث کے موافق ہے واسطے مذہب جمہور کے کہ زمین کو کرائے دینے کی نہی محمول ہے اس وجہ پر کہ

دھوکے اور جہالت کی طرف پہنچائے مطلق کرائے دینے سے نہی واقع نہیں ہوئی یہاں تک کہ سونے اور چاندی کے ساتھ بھی منع ہو پھر جمہور کو اختلاف ہے اس میں کہ جائز ہے کرایہ دینا زمین کا ساتھ جز اس چیز کے کہ اس سے پیدا ہو یا نہیں سو جو اس کو جائز رکھتا ہے وہ کہتا ہے کہ نہی کی حدیثیں نہی تنزیہی پر محمول ہیں اور اس پر دلالت کرتا ہے قول ابن عباس رضی اللہ عنہ کا جو پہلے باب میں گزر چکا ہے کہ لیکن ارادہ کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ بعض بعض کے ساتھ سلوک کریں اور جو کہتا ہے کہ جز پیداوار کے ساتھ زمین کو کرایہ دینا درست نہیں تو وہ کہتا ہے کہ نہی کرائے اس کے سے محمول ہے اس پر جب کہ شرط کرے مالک زمین کا ایک طرف کو زمین سے یا یہ شرط کرے کہ جو نہر کے کنارے پر پیدا ہوگی وہ مالک کے لیے ہوگا اس واسطے کہ سبب میں دھوکا اور جہالت ہے اور امام مالک نے کہا کہ نہی محمول ہے اس پر جب کہ واقع ہو کرایہ اس کا ساتھ اناج اور کھجور کے تا کہ نہ ہو بیع اناج کی ساتھ اناج کے ابن منذر نے کہا کہ لائق ہے یہ کہ حمل کیا جائے قول مالک کا جب کہ اناج کرلے یہ اس زمین کی پیداوار کی جُو ہو لیکن جب کہ کرائے دے اس کو ساتھ اناج معلوم کے کہ کرایہ لینے والے کے ذمہ ہو یا ساتھ اناج حاضر کے کہ قبض کرے اس کو مالک تو نہیں ہے کوئی مانع جواز سے اور یہ جو رافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ درہم اور دینار سے زمین کو کرائے دینا درست ہے تو احتمال ہے کہ رافع رضی اللہ عنہ نے یہ بات اپنے اجتہاد سے کہی ہو اور احتمال ہے کہ معلوم کیا ہو اس کو بطور تنصیص کے اس کے جواز پر یا معلوم کیا ہو کہ زمین کے کرائے دینے کی نہی مطلق نہیں بلکہ مقید ہے ساتھ اس کے جب کہ ہو ساتھ کسی چیز مجہول کے اور مانند اس کی پس استنباط کیا اس سے کہ چاندی سونے کے ساتھ زمین کو کرائے دینا جائز ہے۔ (فتح)

بَابٌ

یہ باب ہے

فائدہ: اس باب میں ترجمہ نہیں اور یہ بجائے فصل کے ہے پہلے باب سے۔

۲۱۷۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا هِلَالٌ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَوْمًا يُحَدِّثُ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ أَنَّ رَجُلًا مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ فِي الزَّرْعِ فَقَالَ لَهُ أَلَسْتَ فِيْمَا

۲۱۷۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن حدیث بیان کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک گنوار تھا کہ ایک بہشتی مرد نے اپنے رب سے کھیتی کرنے کی اجازت مانگی تو اللہ نے فرمایا کہ کیا تجھ کو حاصل نہیں جو تیرا جی چاہتا ہے، اس نے کہا کہ کیوں نہیں سب کچھ ہے لیکن کھیتی ہی کرنا بہت بھاتا ہے، سو اس نے بیج بویا سو اس کے اگنے اور زور پکڑنے اور کٹنے نے پلک جھپکنے سے بھی جلدی کی یعنی ہنوز پلک نہ جھپکی تھی کہ یہ سب کام ہو گئے اور اس کا ہر دانہ

شِئْتَ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنِّيْ أُحِبُّ أَنْ أَزْرَعَ قَالَ فَبَذَرَ فَبَادَرَ الطَّرْفَ نَبَاتُهُ وَاسْتِوَاؤُهُ وَاسْتِحْصَادُهُ فَكَانَ أَمْثَالَ الْجِبَالِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ دُوْنَكَ يَا ابْنَ آدَمَ فَإِنَّهُ لَا يُشْبِعُكَ شَيْءٌ فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ وَاللّٰهِ لَا تَجِدُهُ إِلَّا قُرَشِيًّا أَوْ أَنْصَارِيًّا فَإِنَّهُمْ أَصْحَابُ زَرْعٍ وَأَمَّا نَحْنُ فَلَسْنَا بِأَصْحَابِ زَرْعٍ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

پہاڑ کی مانند تھا سو اللہ فرمائے گا اس کو کہ لے اے آدم کے بیٹے تیرے پیٹ کو کوئی چیز نہ بھر سکے گی تو گنوار نے کہا کہ نہیں پائے گا تو اس کو مگر قریشی یا انصاری اس واسطے کہ وہ اصحاب کھیتی کے ہیں سو حضرت ﷺ نے تبسم فرمایا۔

فائدہ: اور مناسبت حدیث کی ساتھ باب کے اس گنوار کے اس قول میں ہے کہ وہ اصحاب کھیتی کے ہیں، اور ابن منیر نے کہا کہ وجہ اس کی یہ ہے کہ اس نے تنبیہ کی ہے اس پر کہ کرائے زمین کے نہی کی حدیثیں نہی تنزیہی پر محمول ہیں نہ ایجاب پر یعنی نہ حرمت پر اس واسطے کہ عادت اس چیز میں کہ حرص کرتا ہے اس پر آدمی یہ کہ دوست رکھتا ہے اس کو کہ اس کے ساتھ ہمیشہ فائدہ اٹھاتا رہے اور باقی رہنا حرص اس مرد کا کھیتی پر یہاں تک کہ بہشت میں بھی دلیل ہے اس کی کہ وہ اس پر مرا تھا اور اس کو اس کے حرام ہونے کا اعتقاد ہوتا تو اس کی حرص نہ کرتا تا کہ اس کے ذہن میں اس قدر ثبوت نہ ہوتا اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ بہشتیوں کو بہشت میں جس کام کی خواہش ہوگی اس کا ہونا اس میں ممکن ہے اور اس میں وصف ہے لوگوں کی ساتھ غالب عادتوں اپنی کے اور یہ کہ نفس دنیا کی بہت جمع کرنے پر پیدا ہوئے ہیں اور اس میں اشارہ ہے طرف فضیلت قناعت کی اور مذمت حرص کی اور یہ کہ اللہ نے بہشتیوں کو دنیا کی محنت سے بے پرواہ کیا ہے۔ (فتح، ق)

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْغَرْسِ

چیز کے بونے کا بیان

۲۱۷۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ إِنَّا كُنَّا نَفْرَحُ بِيَوْمِ الْجُمُعَةِ كَانَتْ لَنَا عَجُوْزٌ تَأْخُذُ مِنْ أُصُوْلِ سِلْقٍ لَنَا كُنَّا نَغْرِسُهُ فِيْ أَرْبِعَائِنَا فَتَجْعَلُهُ فِيْ قِدْرٍ لَهَا فَتَجْعَلُ فِيْهِ حَبَّاتٍ مِنْ شَعِيْرٍ لَا أَعْلَمُ إِلَّا

۲۱۷۸۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک ہم جمعہ کے دن کے ساتھ خوش ہوا کرتے تھے کہ ہماری ایک بوڑھی عورت تھی وہ چقندر کی جڑیں لیتی تھی جس کو ہم اپنی نالیوں پر بوتے تھے پھر ان کو اور کچھ جو کے دانے اپنی ہانڈی میں ڈالتی تھی نہیں جانتا میں مگر کہ سعد نے کہا کہ اس میں چربی اور چکنائی نہ تھی سو جب ہم جمعہ کی نماز سے فارغ ہوتے تھے تو اس کی ملاقات کو جاتے تھے سو وہ چقندر کو ہمارے پاس

أَنَّهُ قَالَ لَيْسَ فِيْهِ شَحْمٌ وَّلَا وَدَكٌ فَإِذَا صَلَّيْنَا الْجُمُعَةَ زُرْنَاهَا فَقَرَّبَتْهُ إِلَيْنَا فَكُنَّا نَفْرَحُ بِيَوْمِ الْجُمُعَةِ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ وَمَا كُنَّا نَتَغَدّٰى وَلَا نَقِيْلُ إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ.

لاتی تھی سو ہم اس سبب سے جمعہ کے دن کے ساتھ خوش ہوتے تھے اور نہ ہم کھانا کھاتے تھے اور نہ ہم قیلولہ کرتے تھے مگر بعد جمعہ کے۔

فائدہ: مراد اس جگہ اس حدیث سے یہ ہے کہ ہم اس کو اپنی نالیوں میں بوتے تھے۔

۲۱۷۹۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ يَقُوْلُوْنَ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يُكْثِرُ الْحَدِيْثَ وَاللّٰهُ الْمَوْعِدُ وَيَقُوْلُوْنَ مَا لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ لَا يُحَدِّثُوْنَ مِثْلَ أَحَادِيْثِهِ وَإِنَّ إِخْوَتِيْ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ وَإِنَّ إِخْوَتِيْ مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَ يَشْغَلُهُمْ عَمَلُ أَمْوَالِهِمْ وَكُنْتُ امْرَأً مِسْكِيْنًا أَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مِلْءِ بَطْنِيْ فَأَحْضُرُ حِيْنَ يَغِيْبُوْنَ وَأَعِيْ حِيْنَ يَنْسَوْنَ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا لَنْ يَّبْسُطَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ ثَوْبَهُ حَتّٰى أَقْضِيَ مَقَالَتِيْ هٰذِهِ ثُمَّ يَجْمَعَهُ إِلٰى صَدْرِهِ فَيَنْسٰى مِنْ مَقَالَتِيْ شَيْئًا أَبَدًا فَبَسَطْتُ نَمِرَةً لَيْسَ عَلَيَّ ثَوْبٌ غَيْرُهَا حَتّٰى قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهُ ثُمَّ جَمَعْتُهَا إِلٰى صَدْرِيْ فَوَالَّذِيْ بَعَثَهُ بِالْحَقِّ مَا نَسِيْتُ مِنْ مَقَالَتِهِ تِلْكَ إِلٰى يَوْمِيْ هٰذَا وَاللّٰهِ لَوْلَا آيَتَانِ فِيْ

۲۱۷۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بہت حدیثیں بیان کرتے ہیں یعنی بدگمانی کرتے ہیں کہ شاید جھوٹی حدیثیں بیان کرتے ہیں اور اللہ کے نزدیک ہے جگہ وعدے کی یعنی اللہ قیامت کے دن خود حساب کرے گا اگر میں جھوٹ کہتا ہوں تو مجھ کو سزا دے گا اور نہیں تو جو میرے حق میں بدگمانی کرتے ہیں ان کو سزا دے گا اور کہتے ہیں کہ کیا حال ہے مہاجرین اور انصار کا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرح حدیثیں بیان نہیں کرتے؟ اور حال یہ ہے کہ میرے بھائی مہاجرین تو بازار میں خرید و فروخت میں مصروف رہتے تھے اور میرے بھائی انصاری وہ اپنے مالوں کے کام میں مصروف رہتے تھے اور میں محتاج آدمی تھا ہر وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود رہتا تھا اپنے پیٹ کے سوا مجھ کو اور کچھ فکر نہ تھی سو میں حاضر ہوتا تھا جب کہ وہ غائب ہوتے تھے اور میں یاد رکھتا تھا جب کہ وہ بھول جاتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا کہ نہیں پھیلائے رہے گا کوئی اپنا کپڑا جب تک کہ میں اپنی یہ بات تمام کر چکوں پھر اپنے کپڑے کو سمیٹ کر اپنے سینے سے لگا لے تو میری بات سے کبھی کوئی چیز نہ بھولے گا سو میں نے اپنی چادر پھیلائی کہ اس کے سوا مجھ پر کوئی کپڑا نہ تھا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بات کو تمام کر چکے پھر میں نے اس کو اپنے سینے کی طرف سمیٹ لیا سو قسم ہے اس

كِتَابَ اللّٰهِ مَا حَدَّثْتُكُمْ شَيْئًا أَبَدًا ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿الرَّحِيْمُ﴾.

ذات کی جس نے حضرت ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا کہ میں اس روز سے آج کے دن تک آپ ﷺ کی اس کلام سے کوئی چیز نہیں بھولا قسم ہے اللہ کی اگر قرآن میں دو آیتیں نہ ہوتیں تو میں تم کو کبھی کوئی حدیث نہ بتلاتا کہ جو لوگ چھپاتے ہیں جو کچھ ہم نے اتاری صاف حکم اور راہ کے نشان بعد اس کے کہ ہم ان کو کھول چکے واسطے لوگوں کے کتاب میں تو ان کو لعنت دیتا ہے اللہ اور لعنت دیتے ہیں سب لعنت دینے والے...... الرحیم تک۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے اس جگہ یہ قول ہے کہ میرے بھائی انصاری مالوں کے عمل میں مصروف رہتے تھے اس واسطے کہ مراد ساتھ عمل کے زمینوں میں مشغول ہونا ساتھ کھیتی کرنے اور درخت بونے کے پس مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْمُسَاقَاتِ
کتاب ہے پانی دینے کے بیان میں

بَابٌ فِي الشُّرْبِ
باب ہے پانی پلانے کے بیان میں

فائدہ: عیاض نے کہا کہ مراد ساتھ پانی کے تقسیم کرنے کا حکم ہے اور اصل میں مراد شرب سے پانی کا حصہ ہے۔ (فتح) اور شریعت میں عبارت ہے اس سے کہ باری کے ساتھ پانی سے فائدہ اٹھائے یعنی باری کے ساتھ اپنی کھیتی کو دے اور اپنے جانوروں کو پلائے۔

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ أَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ﴾

اور اس آیت کا بیان کہ کی ہم نے پانی سے ہر چیز جو زندہ ہے کیا پس کیوں نہیں ایمان لاتے؟

فائدہ: مراد وہ حیوان ہے جو پانی کے ساتھ جیتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اس سے پانی نطفے کا ہے یعنی ہم نے ہر چیز منی سے پیدا کی اور بعض کل شیء حیا پڑھتے ہیں اس صورت میں اس میں جمادات یعنی بے جان چیزیں بھی داخل ہو جاتی ہیں مانند درخت اور پتھر وغیرہ کے اس واسطے کہ اس کی زندگی یعنی سبز ہونا نہیں ہوتا مگر ساتھ پانی کے (فتح)

وَقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿أَفَرَأَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ أَأَنْتُمْ أَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ لَوْ نَشَاءُ جَعَلْنَاهُ أُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ﴾ ثَجَّاجًا مُنْصَبًّا اَلْمُزْنُ السَّحَابُ وَالْأُجَاجُ الْمُرُّ فُرَاتًا عَذْبًا.

اور اس آیت کا بیان کہ بھلا دیکھو تو پانی جو تم پیتے ہو کیا تم نے اس کو بادل سے اتارا ہے یا ہم اتارنے والے؟ اگر ہم چاہیں تو اس کو کھارا کر دیں پھر تم کیوں نہیں شکر کرتے اور ثجاجا (جو سورۂ عم میں ہے) کے معنی پانی گرایا گیا اور مزن کے معنی سحاب ہیں یعنی بادل اور اجاج کے معنی مر ہیں یعنی کڑوہ پانی اور فرات کے معنی جو سورہ مرسلات میں عذبا ہیں یعنی میٹھا پانی۔

بَابٌ فِي الشُّرْبِ وَمَنْ رَأٰى صَدَقَةَ

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو اعتقاد کرتا ہے کہ

الْمَآءِ وَهِبَتِهٖ وَوَصِيَّتِهٖ جَائِزَةٌ مَّقْسُوْمًا كَانَ أَوْ غَيْرَ مَقْسُوْمٍ.

پانی کا صدقہ کرنا اور ہبہ کرنا اور اس کے ساتھ وصیت کرنی جائز ہے۔

فائدہ: اور مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس باب کے رد کرنا ہے اس شخص پر جو کہتا ہے پانی ملک نہیں ہوتا۔ (فتح)

وَقَالَ عُثْمَانُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّشْتَرِيْ بِئْرَ رُوْمَةَ فَيَكُوْنُ دَلْوُهٗ فِيْهَا كَدِلَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ فَاشْتَرَاهَا عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

اور عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ہے کہ رومہ کے کنویں کو مول لے پھر اس کا ڈول اس کنویں میں ایسا ہو جیسے اور مسلمانوں کے ڈول یعنی اس کو مول لے کر اللہ کی راہ میں وقف کر دے اپنی ملکیت میں نہ رکھے سو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو خرید کر وقف کر دیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پانی کو صدقہ کرنا درست ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو خرید کر اللہ کی راہ میں وقف کیا اور معلوم ہوا کہ پانی ملک ہو جاتا ہے وفیہ المطابقة للترجمة اور ابن بطال نے کہا کہ وقف کرنے والے کو اپنے وقف سے نفع اٹھانا درست ہے جبکہ اس کی شرط کر لے اور اگر کنویں کو لوگوں کے واسطے وقف کرے تو اس کو خود بھی اس سے پانی پینا جائز ہے۔ (فتح)

۲۱۸۰۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ يَّمِيْنِهٖ غُلَامٌ أَصْغَرُ الْقَوْمِ وَالْأَشْيَاخُ عَنْ يَّسَارِهٖ فَقَالَ يَا غُلَامُ أَتَأْذَنُ لِيْ أَنْ أُعْطِيَهُ الْأَشْيَاخَ قَالَ مَا كُنْتُ لِأُوْثِرَ بِفَضْلِيْ مِنْكَ أَحَدًا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ.

۲۱۸۰۔ سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پیالہ لایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں ایک لڑکا تھا جو سب سے چھوٹا تھا اور بوڑھے مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لڑکے کیا تو مجھ کو اجازت دیتا ہے کہ میں پیالہ بوڑھوں کو دوں تو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جوٹھے کے ساتھ کسی کو اپنے اوپر مقدم نہ کروں گا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پیالہ اس لڑکے کو دیا۔

۲۱۸۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهَا حُلِبَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ دَاجِنٌ وَّهِيَ فِيْ

۲۱۸۱۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک بکری گھر میں رہنے والی دوہی گئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انس رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھے اور ملایا گیا دودھ اس کا ساتھ پانی اس کنویں کے جو انس رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

دَارِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَّشِيْبَ لَبَنُهَا بِمَآءٍ مِنَ الْبِئْرِ الَّتِيْ فِيْ دَارِ أَنَسٍ فَأَعْطَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَدَحَ فَشَرِبَ مِنْهُ حَتّٰى إِذَا نَزَعَ الْقَدَحَ مِنْ فِيْهِ وَعَلٰى يَسَارِهٖ أَبُوْ بَكْرٍ وَّعَنْ يَمِيْنِهٖ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ عُمَرُ وَخَافَ أَنْ يُّعْطِيَهُ الْأَعْرَابِيَّ أَعْطِ أَبَا بَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عِنْدَكَ فَأَعْطَاهُ الْأَعْرَابِيَّ الَّذِيْ عَنْ يَمِيْنِهٖ ثُمَّ قَالَ الْأَيْمَنَ فَالْأَيْمَنَ.

پیالہ دیا گیا سو حضرت ﷺ نے اس سے پیا یہاں تک کہ جب پیالے کو اپنے منہ سے ہٹایا اور آپ ﷺ کے بائیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے اور دائیں ایک گنوار تھا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اور حالانکہ اس نے خوف کیا تھا اس سے کہ حضرت ﷺ وہ پیالہ گنوار کو دیں کہ یا حضرت ﷺ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو دیجیے کہ آپ ﷺ کے نزدیک ہے تو حضرت ﷺ نے وہ پیالہ گنوار کو دیا جو آپ ﷺ کی داہنی طرف تھا پھر فرمایا کہ داہنی طرف کا آدمی مقدم ہے پس داہنی طرف کا آدمی مقدم ہے یعنی بائیں والے پر اگرچہ بائیں والا دائیں والے سے افضل ہو۔

فائدہ: اور مناسبت دونوں حدیثوں کی ساتھ باب کے قسمت پانی کے مشروع ہونے کی جہت سے ہے اس واسطے کہ پہلے داہنی طرف والے کو دینا اس پر دلالت کرتا ہے اور ابن منیر نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ پانی ملک ہو جاتا ہے اسی واسطے حضرت ﷺ نے بعض سے اذن چاہا جو اس میں شریک تھے اور مرتب کیا قسمت کو دائیں اور بائیں اور اگر اپنے اباحت پر باقی ہوتا تو اس میں کسی کی ملک داخل نہ ہوتی لیکن سہل کی حدیث میں یہ بیان نہیں کہ اس پیالے میں پانی تھا بلکہ کتاب الاشربہ میں مفسر آچکا ہے کہ اس میں دودھ تھا اور اس کو جواب یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے وارد کیا ہے اس کو تا کہ بیان کرے کہ تحقیق امر جاری ہوا ہے بیچ بانٹنے پانی کے جس کے ساتھ دودھ ملایا گیا تھا جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ بیچ جگہ جاری ہونے خالص دودھ کے جس کا بیان سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے پس معلوم ہوا کہ نہیں فرق ہے بیچ اس کے درمیان دودھ کے اور پانی کے پس حاصل ہوگا ساتھ اس کے رد اس شخص پر جو کہتا ہے کہ پانی کسی کا ملک نہیں ہوتا۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قَالَ إِنَّ صَاحِبَ الْمَآءِ أَحَقُّ بِالْمَآءِ حَتّٰى يَرْوٰى لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَآءِ.

جو کہتا ہے کہ پانی والا لائق تر ہے ساتھ پانی کے یہاں تک کہ سیراب ہو جائے واسطے فرمانے حضرت ﷺ کے کہ نہ روکا جائے زیادہ پانی۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ نہیں اختلاف ہے درمیان علماء کے کہ پانی والا زیادہ تر حق دار ہے ساتھ پانی کے یہاں تک کہ سیراب ہو میں کہتا ہوں کہ اتفاق تو اس پر ہے کہ پانی ملک ہو جاتا ہے اور شاید کہ جن لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ پانی ملک ہوتا ہے وہی ہیں جن کو اس میں اختلاف نہیں اور وہ جمہور ہیں۔ (فتح)

۲۱۸۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُمْنَعَ بِهِ الْكَلَأُ.

۲۱۸۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ روکا جائے زیادہ پانی تا کہ اس کے حیلے سے زیادہ چارہ روکا جائے۔

۲۱۸۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمْنَعُوا فَضْلَ الْمَاءِ لِتَمْنَعُوا بِهِ فَضْلَ الْكَلَإِ.

۲۱۸۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ روکو زیادہ پانی کو تا کہ اس کے حیلے سے زیادہ چارہ روکو۔

فائدہ: یعنی اگر تمہارا کنواں یا تالاب یا حوض ہو اور تم اس سے اپنا کام کر چکے ہو تو لوگوں کو اس کے باقی پانی سے نہ روکو اور مراد زیادہ پانی سے وہ پانی ہے جو حاجت سے زیادہ ہو اور جمہور کے نزدیک محمول ہے اس کنویں کے پانی پر جو مالکی کی زمین میں کھودا گیا ہو اور یہی حکم ہے اس کنویں کا کہ ویران زمین میں ہو جب کہ نہ ہو ساتھ قصد مالک ہونے کے اور صحیح نزدیک شافعیہ کے اور نص کی اس پر شافعی نے قدیم میں اور حرملہ نے یہ ہے کہ کنواں کھودنے والا اس کے پانی کا مالک ہو جاتا ہے اور اوپر کہ جو کنواں کہ کھودا گیا ہو زمین ویران میں واسطے قصد سلوک اور رفاقت کے ساتھ لوگوں کے نہ واسطے مالک ہونے کے تو کھودنے والا اس کے پانی کا مالک نہیں ہوتا بلکہ ہوتا ہے وہ زیادہ حق دار ساتھ اس کے یہاں تک کہ اس جگہ سے کوچ کرے اور دونوں صورتوں میں واجب ہے اس پر خرچ کرنا پانی کا جو حاجت سے زیادہ ہو اور مراد حاجت سے حاجت نفس اپنے کی اور عیال اپنے کی اور کھیتی اپنی کی اور مویشی اپنے کی سے یہی ہے صحیح نزدیک شافعیہ کے اور خاص کیا ہے مالکیہ نے اس حکم کو ساتھ مردہ زمین کے یعنی واجب ہے خرچ کرنا زیادہ پانی کا اور کھیتی میں کہ جو کنواں اپنی مالکی کی زمین میں ہو اس کے زیادہ پانی کا خرچ کرنا واجب نہیں اور جو پانی کہ برتن میں محفوظ ہو اس کے زیادہ کا خرچ کرنے کا غیر مضطر کے واسطے صحیح قول پر واجب نہیں اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بیچنا پانی کا اس واسطے کہ زیادہ پانی کا روکنا منع ہے نہ اصل کا اور اس سے معلوم ہوا کہ محل نہی کا وہ ہے جب کہ نہ پائے مامور ساتھ خرچ کرنے کے واسطے اس کے سوا اس پانی کے اور مراد یہ ہے کہ مویشی والوں کو پانی پر قدرت دی کہ وہ اس سے مویشی کو پانی پلائیں اور نہیں قائل ہے کوئی کہ واجب ہے پانی

والے پر پانی پلانا غیر کے مویشی کو اپنے ہاتھ سے باوجود قدرت مالک کے اور یہ جو فرمایا کہ تا کہ رد کے ساتھ اس کے گھاس کو تو اس کے معنی یہ ہیں کہ کنویں کے گرد گھاس ہو اور اس کے سوائے اس کے نزدیک اور پانی نہ ہو اور مویشی والے لوگ اس کو چرا نہ سکیں مگر جب کہ مویشی کو اس کنویں سے پانی پلا سکیں تا کہ چرنے کے بعد پیاس کے ساتھ ضرر نہ پائیں پس پانی سے منع کرنے چارے سے منع کرنا لازم آئے گا اور یہی تفسیر ہے نزدیک جمہور کے اور اس بنا پر خاص ہو گا خرچ کرنا پانی کا ساتھ اس شخص کے جس کے پاس مویشی ہوں اور ملحق ہے ساتھ اس کے چرواہے جب کہ پانی پلانے کی طرف محتاج ہوں اس واسطے کہ جب پانی پلانے سے منع کیے جائیں تو اس جگہ چرانے سے باز رہیں گے اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ ممکن ہے ان کو اٹھانا پانی کا واسطے جانوروں اپنے کے واسطے قلیل ہونے اس چیز کے کہ محتاج ہیں طرف اس کے اس سے بخلاف چارپایوں کے تو ان کے واسطے پانی کا خرچ کرنا لازم ہو گا اور صحیح پہلا قول ہے اور ملحق ہے ساتھ اس کے کھیتی نزدیک مالک کے اور صحیح نزدیک شافعیہ کے اور یہی قول ہے حنفیہ کا کہ حکم خاص ہے ساتھ مویشی کے اور شافعیہ نے مویشی اور کھیتی کے درمیان فرق کیا ہے اس طرح کہ مویشی جاندار ہیں پیاس سے ان کے مر جانے کا خوف ہے بخلاف کھیتی کے اور ساتھ اسی کے جواب دیا ہے نووی وغیرہ نے اور استدلال کیا گیا ہے واسطے مالک کے ساتھ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے جو مسلم میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ پانی کے بیچنے سے منع فرمایا لیکن وہ مطلق ہے پس محمول ہو گا مقید پر جو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اور اس بنا پر اگر وہاں چرانے کی گھاس نہ ہو تو منع کرنا منع نہیں یعنی منع کرنا درست ہے واسطے دور ہونے علت کے خطابی نے کہا کہ نہی جمہور کے نزدیک واسطے تنزیہ کے ہے پس حاجت کی جاتی ہے طرف دلیل کی کہ واجب کرے پھیرنے اس کے کو ظاہر سے اور نیز ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ واجب ہے خرچ کرنا اس کا مفت بغیر قیمت کے اور یہی قول ہے جمہور کا اور بعض کہتے ہیں کہ جائز ہے مالک کو طلب کرنا قیمت کا محتاج الیہ کے جیسا کہ کھانے مضطر کے ہے اور تعاقب کیا گیا ہے اس طرح کہ لازم آتا ہے اس سے جواز منع کا وقت باز رہنے محتاج کے خرچ کرنے قیمت کے سے اور رد کیا گیا ہے ساتھ منع کرنے ملازمہ کے یعنی یہ ایک دوسرے کو لازم نہیں پس جائز ہے یہ کہ کہا جائے کہ واجب ہے اس پر خرچ کرنا اور مرتب ہوتی ہے واسطے اس کے قیمت بیچ ذمہ مبذول لہ کے تا کہ جائز ہو اس کو قیمت لینی اس سے جیسا ممکن ہو ہاں مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ زیادہ پانی نہ بیچا جائے پس اگر واجب ہوتا واسطے اس کے عوض تو البتہ جائز ہوتی واسطے اس کے بیع اور استدلال کیا ہے ابن حبیب مالکی نے اس پر کہ کنواں جیسا دو مالکوں کے درمیان مشترک ہو اور اس میں پانی ہو اور ان میں سے ایک اپنی باری میں بے پرواہ ہو جائے تو جائز ہے اس سے دوسرے کو کہ اس سے پانی پلائے اس واسطے کہ وہ پانی ہے جو اس کے ساتھی کی حاجت سے زیادہ ہے اور عموم حدیث کا اس کے واسطے گواہی دیتا ہے اگرچہ جمہور اس کے مخالف ہیں اور استدلال

کیا ہے ساتھ اس کے بعض مالکیہ نے واسطے سد ذرائع کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے پانی کے روکنے سے منع فرمایا ہے تاکہ اس کے ذریعہ سے گھاس نہ روکی جائے لیکن باب کی حدیثوں میں بعض طریقوں میں صریح آچکا ہے کہ گھاس کا روکنا منع ہے صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نہ روکو زیادہ پانی کو نہ گھاس کو پس دبلا ہوگا مال اور بھوکا رہے گا عیال اور مراد ساتھ گھاس کے وہ ہے جو ویران زمین میں اگے اس واسطے کہ سب لوگ اس میں برابر ہیں اور ابن ماجہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تین چیزیں نہ منع کی جائیں پانی اور گھاس اور آگ اور اس کی اسناد صحیح ہے خطابی نے کہا کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ گھاس ویران زمین میں اگتا ہے اور جو پانی ان جگہوں میں بہتا ہے جو کسی کے ساتھ خاص نہیں اور مراد ساتھ آگ کے وہ پتھر ہے جس کے ساتھ آگ جلائی جاتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ آگ کے حقیقی آگ ہے اور مراد یہ ہے کہ نہ منع کیا جائے جو اس سے آگ جلائے یا چراغ جلائے اور بعض کہتے ہیں مراد یہ ہے کہ جب جنگل کی مباح لکڑیوں میں آگ جلائے تو نہیں جائز اس کو روکنا اس شخص کا کہ اس سے فائدہ اٹھائے بخلاف اس کے جب کہ اپنی ملکیت کی لکڑیوں میں آگ جلائے تو اس وقت اس کو اس سے روکنا درست ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ حَفَرَ بِئْرًا فِيْ مِلْكِهٖ لَمْ يَضْمَنْ

اگر کوئی زمین میں کنواں کھودے اور کوئی اس میں گر کر مر جائے تو وہ اس کے خون کا ضامن نہیں ہوتا

۲۱۸۴۔ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ إِسْرَائِيْلَ عَنْ أَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَّالْبِئْرُ جُبَارٌ وَّالْعَجْمَاءُ جُبَارٌ وَّفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ.

۲۱۸۴۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی کان میں گر کر مر جائے تو معاف ہے یعنی کان والے پر اس کا بدلہ نہیں اور اگر کوئی کنویں میں گر کر مر جائے تو کنویں والے پر اس کو بدلہ نہیں اور جانور کے مارنے کا بدلہ نہیں یعنی اگر کسی کو جانور بلا تعدی مالک کے کسی کو مار ڈالے یا زخمی کر ڈالے تو اسکے مالک پر اس کی ڈانٹ نہیں اور دفن شدہ خزانے میں پانچواں حصہ بیت المال کا ہے۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ حدیث مطلق ہے اور ترجمہ باب کا مقید ہے ساتھ ملک کے اور وہ مطلق کی صورتوں میں سے ایک ہے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ ضمان ساقط ہے اس واسطے کہ جب غیر ملک میں کنواں کھودنے میں بدلہ نہیں تو جو اپنے ملک میں کھودے اس میں بطریق اولی بدلہ نہیں آئے گا اور جمہور کہتے ہیں کہ اپنے ملک اور غیر ملک میں کنواں کھودنے میں فرق ہے اور کوفیوں نے اس میں اختلاف کیا ہے اور اس کی تفصیل کتاب الدیات میں آئے گی انشاء اللہ تعالی۔ (فتح)

بَابُ الْخُصُوْمَةِ فِي الْبِئْرِ وَالْقَضَآءِ فِيهَا

کنویں میں جھگڑنا اور اس میں حکم کرنا

۲۱۸۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ هُوَ عَلَيْهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾ الْآيَةَ فَجَآءَ الْأَشْعَثُ فَقَالَ مَا حَدَّثَكُمْ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِيَّ أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ كَانَتْ لِيْ بِئْرٌ فِيْ أَرْضِ ابْنِ عَمٍّ لِّيْ فَقَالَ لِيْ شُهُوْدَكَ قُلْتُ مَا لِيْ شُهُوْدٌ قَالَ فَيَمِيْنُهُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِذًا يَّحْلِفَ فَذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ تَصْدِيْقًا لَّهُ.

۲۱۸۵۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کسی بات پر قسم کھائے کہ اس کے ساتھ کسی مسلمان کا مال چھین لے اور وہ اس قسم میں جھوٹا ہو تو وہ اللہ سے ملے گا اس حالت میں کہ اللہ اس پر نہایت غضبناک ہو گا سو اللہ نے اس کی تصدیق کے واسطے یہ آیت اتاری یعنی جو لوگ اللہ کو درمیان دے کر اور جھوٹی قسمیں کھا کر تھوڑا سا مال دنیا لیتے ہیں ان لوگوں کو آخرت میں کچھ حصہ نہیں اور اللہ ان سے بات نہ کرے گا اخیر آیت تک سو اشعث آیا تو کہا کہ جو حدیث کہ ابو عبدالرحمٰن یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تم سے بیان کرتے ہیں یہ آیت میرے حق میں اتری ہے اور اس کا بیان یہ ہے کہ میرا ایک کنواں میرے چچیرے بھائی کی زمین میں تھا یعنی اور وہ مجھ کو نہ دیتا تھا تو ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑتے ہوئے آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو فرمایا کہ اپنے گواہ لا میں نے کہا کہ میرے پاس گواہ نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی قسم لے میں نے کہا کہ وہ اس وقت قسم کھا جائے گا تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث فرمائی پھر اس کی تصدیق کے واسطے اللہ نے یہ آیت اتاری۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کنویں میں جھگڑا پڑے تو اس طور سے فیصلہ کرنا چاہیے۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ مَّنَعَ ابْنَ السَّبِيْلِ مِنَ الْمَآءِ

جو مسافر کو پانی سے منع کرے اس کو کیا گناہ ہے

فائدہ: یعنی جو پانی کہ حاجت سے زیادہ ہو اور دلالت کرتا ہے اس پر قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا باب کی حدیث میں کہ ایک تو وہ مرد ہے جس کے پاس راہ میں حاجت سے زیادہ پانی ہو اور مسافر کو اس پانی سے روکے ابن بطال نے کہا کہ اس میں دلالت ہے اس پر کہ حاجت کے وقت کنویں کا مالک مسافر سے اولیٰ ہے اور جب وہ اپنی حاجت کے موافق اس سے پانی لے لے تو نہیں جائز اس کو منع کرنا مسافر کا باقی پانی سے۔ (فتح)

۲۱۸۶۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا

۲۱۸۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ رَجُلٌ كَانَ لَهُ فَضْلُ مَاءٍ بِالطَّرِيْقِ فَمَنَعَهُ مِنِ ابْنِ السَّبِيْلِ وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِدُنْيَا فَإِنْ أَعْطَاهُ مِنْهَا رَضِيَ وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ مِنْهَا سَخِطَ وَرَجُلٌ أَقَامَ سِلْعَتَهُ بَعْدَ الْعَصْرِ فَقَالَ وَاللّٰهِ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ لَقَدْ أَعْطَيْتُ بِهَا كَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهُ رَجُلٌ ثُمَّ قَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾.

فرمایا کہ تین شخص ہیں کہ جن کی طرف اللہ قیامت میں نہ دیکھے گا اور نہ ان کو گناہ سے پاک کرے گا اور ان کے لیے عذاب درد ناک ہے ایک تو وہ مرد جس کے پاس راہ میں حاجت سے زیادہ پانی ہو اور وہ اس کو مسافر سے روکے اور دوسرا وہ مرد ہے جس نے ایک امام سے بیعت کی اور اس نے بیعت نہیں کی مگر دنیا ہی کے واسطے سو اگر امام نے دنیا سے اس کو کچھ دیا تو اس نے عہد پورا کیا اور اگر اس نے اس کو دنیا سے کچھ نہ دیا تو اس نے عہد پورا نہ کیا اور تیسرا وہ مرد ہے کہ اس نے عصر کے بعد اپنے اسباب کو بازار میں کھڑا کیا پھر کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں کہ میں نے اس کو اتنے اتنے سے لیا یا مجھ کو اس کی اتنی اتنی قیمت ملتی تھی میں نے نہیں دیا پس سچا جانا اس کو کسی مرد نے پھر حضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی کہ جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت میں بیچ ڈالتے ہیں آخر تک یعنی ابھی اوپر گزری۔

بَابُ سَكْرِ الْأَنْهَارِ

نہروں کے بند کرنے کا حکم

٢١٨٧ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ شِرَاجِ الْحَرَّةِ الَّتِيْ يَسْقُوْنَ بِهَا النَّخْلَ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ سَرِّحِ الْمَاءَ يَمُرُّ فَأَبٰى عَلَيْهِ فَاخْتَصَمَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٢١٨٧ـ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری مرد نے حضرت ﷺ کے پاس پتھریلی زمین کی ایک نالی میں زبیر رضی اللہ عنہ سے جھگڑا کیا جس سے لوگ کھجوروں کے درختوں کو پانی پلاتے تھے سو انصاری نے کہا کہ پانی کو چھوڑ دے کہ گزرے یعنی تاکہ پہلے میں اپنے درختوں کو پانی دوں سو زبیر نے اس کا کہا نہ مانا وہ دونوں حضرت ﷺ کے پاس جھگڑتے ہوئے آئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے زبیر! تو اپنے درختوں کو پانی دے لے پھر پانی کو اپنے ہمسائے کی طرف چھوڑ دے سو انصاری غصے ہوا اور کہنے لگا کہ تم زبیر کو اس

وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ اَسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ اَرْسِلِ الْمَآءَ إِلٰى جَارِكَ فَغَضِبَ الْاَنْصَارِيُّ فَقَالَ أَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ احْبِسِ الْمَآءَ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلَى الْجَدْرِ فَقَالَ الزُّبَيْرُ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَاَحْسِبُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِيْ ذٰلِكَ ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾.

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ لَيْسَ اَحَدٌ يَذْكُرُ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ إِلَّا اللَّيْثُ فَقَطْ.

واسطے مجھ پر مقدم کرنے کا حکم کرتے ہو کہ وہ تمہاری پھوپھی کے بیٹے ہیں تو حضرت مَلَّاتِیْم کا چہرہ متغیر ہوا یعنی نہایت غصے ہوئے پھر فرمایا کہ اے زبیر! اپنے درختوں کو پانی سینچ لے پھر اس کو روک یعنی اس کی طرف پانی نہ چھوڑ یہاں تک کہ پہنچے منڈیر تک یعنی جو مینڈے کے پانی روکنے کے واسطے کھجور کے درختوں کے درمیان بنائی جاتی ہے سو زبیر نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی میں گمان کرتا ہوں کہ یہ آیت اس قصے پر اتری سو قسم ہے تیرے رب کی ان کو ایمان نہ ہوگا جب تک تجھی کو منصف نہ جانیں اس جھگڑے میں جو ان کے درمیان واقع ہو۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہر کو بند کرنا درست نہیں بلکہ جیسے اپنے کھیت یا درخت کو پانی دے لے تو باقی پانی کو نیچے کے کھیتوں کی طرف چھوڑ دے۔

بَابُ شُرْبِ الْاَعْلٰى قَبْلَ الْاَسْفَلِ

پانی پلانا اوپر والے کا پہلے نیچے والے کے یعنی جس کا کھیت یا درخت پانی کے قریب ہو وہ پہلے پانی دے پھر جو اس کے پاس ہو وہ پانی دے۔

فائدہ: علماء کہتے ہیں کہ پانی دینا نہر یا نالے سے جو کسی کے ملک نہ ہو مقدم کیا جائے اوپر والا پھر اوپر والا اور نہیں حق ہے واسطے نیچے والے کے یہاں تک کہ اوپر والے کو حاجت نہ رہے اور اس کی حد یہ ہے کہ پانی زمین کو ڈھانک لے یہاں تک کہ نہ پیے اس کو اور منڈیر کی طرف پھرے پھر اس کو چھوڑ دے۔ (فتح)

٢١٨٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا زُبَيْرُ اسْقِ ثُمَّ اَرْسِلْ فَقَالَ الْاَنْصَارِيُّ إِنَّهُ ابْنُ عَمَّتِكَ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اسْقِ يَا زُبَيْرُ حَتّٰى يَبْلُغَ الْمَآءُ الْجَدْرَ ثُمَّ اَمْسِكْ فَقَالَ الزُّبَيْرُ فَاَحْسِبُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ

٢١٨٨۔ عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد انصاری نے زبیر رضی اللہ عنہ سے جھگڑا کیا تو حضرت مَلَّاتِیْم نے فرمایا کہ اے زبیر! اپنے درختوں کو پانی دے پھر اپنے ہمسائے کی طرف چھوڑ دے تو انصاری نے کہا کہ یہ آپ کی پھوپھی کا بیٹا ہے سو حضرت مَلَّاتِیْم نے فرمایا کہ اے زبیر رضی اللہ عنہ پانی پلا اپنے درختوں کو یہاں تک کہ منڈیر کو پہنچے پھر اس کو روک رکھ زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ یہ آیت اس قصے میں اتری

نَزَلَتْ فِيْ ذٰلِكَ ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾.

ہے فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك آخر تک۔

فائدہ: خطابی نے کہا کہ حضرت ﷺ نے حالت غصب میں حکم کیا اس کے باوجود حاکم کو غصب کی صورت میں حکم کرنا منع ہے اس واسطے کہ نہی کی علت یہ ہے کہ مبادا حاکم سے حکم خطاء اور غلطی نہ ہو جائے اور حضرت ﷺ خطاء سے معصوم ہیں حالت غصب میں ان سے خطاء نہیں ہوسکتی۔ (فتح الباری)

بَابُ شِرْبِ الْاَعْلٰى إِلَى الْكَعْبَيْنِ

اوپر والا ٹخنوں تک پانی دے

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ اندازہ کیا ہے اس کو زہری نے کما سیاتی فی آخر الباب۔ (فتح)

۲۱۸۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيْدَ الْحَرَّانِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ فِيْ شِرَاجٍ مِنَ الْحَرَّةِ يَسْقِيْ بِهَا النَّخْلَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْقِ يَا زُبَيْرُ فَأَمَرَهُ بِالْمَعْرُوْفِ ثُمَّ أَرْسِلْ إِلٰى جَارِكَ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ أَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اسْقِ ثُمَّ احْبِسْ يَرْجِعَ الْمَاءُ إِلَى الْجَدْرِ وَاسْتَوْعٰى لَهُ حَقَّهُ فَقَالَ الزُّبَيْرُ وَاللّٰهِ إِنَّ هٰذِهِ الْآيَةَ أُنْزِلَتْ فِيْ ذٰلِكَ ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾ قَالَ لِيْ ابْنُ شِهَابٍ فَقَدَّرَتِ الْأَنْصَارُ وَالنَّاسُ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْقِ ثُمَّ احْبِسْ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلَى الْجَدْرِ وَكَانَ ذٰلِكَ إِلَى الْكَعْبَيْنِ.

۲۱۸۹۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری مرد نے زبیر رضی اللہ عنہ سے جھگڑا کیا بیچ نالی پتھریلی زمین کے جس سے کھجور کے درختوں کو پانی پلایا جاتا تھا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے زبیر رضی اللہ عنہ اپنے درختوں کو پانی پلا سو حکم کیا اس کو موافق دستور کے یعنی جس قدر پانی دینے کا رواج ہے پھر اپنے ہمسائے کی طرف چھوڑ دے تو انصاری نے کہا کہ وہ آپ کی پھوپھی کے بیٹے ہیں سو حضرت ﷺ کا چہرہ متغیر ہوا فرمایا کہ پانی دے پھر روک رکھ یہاں تک کہ پانی منڈیر تک پہنچے تو حضرت ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ کو اپنا حق پورا دلوایا سو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ یہ آیت اس قصے میں اتری فلا وربک الخ تو ابن شہاب نے کہا کہ انصار اور سب لوگوں نے حضرت ﷺ کے اس قول کا اندازہ کیا کہ پانی دے پھر اس کو روک رکھ یہاں تک کہ منڈیر کو پہنچے تو اس پانی کا اندازہ ٹخنوں تک تھا۔

فائدہ: یعنی جب کہ انہوں نے دیکھا کہ منڈیریں مختلف ہوتی ہیں ساتھ دراز اور کمی کے یعنی کوئی اونچی ہوتی ہے اور کوئی نیچی تو قیاس کیا انہوں نے اس زمین کو جس میں یہ قصہ واقع ہوا تھا تو اس کو ٹخنوں تک پایا تو ٹھہرایا انہوں نے اس کو کسوٹی واسطے استحقاق کے پس مقدم ہوگا اول پھر اول اور مراد ساتھ اول کے یہاں وہ ہے جس کی طرف سے پانی بہنا شروع ہوتا ہو اور بعض شافعیہ متاخرین کہتے ہیں کہ مراد اول سے وہ ہے جس نے پہلے زمین آباد کی ہو پھر وہ جس نے اس کے بعد آباد کی ہو اور اسی طرح لگاتار اور ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اول وہ ہے کہ پانی کے نالے سے قریب ہو اور یہ مراد نہیں اور ابن تین نے کہا کہ جمہور اس پر ہیں کہ حکم یہ ہے کہ پانی کو ٹخنوں تک روکے اور خاص کیا ہے اس کو ابن کنانہ نے ساتھ کھجوروں اور دوسرے درختوں کے اور لیکن کھیتیاں پس اس میں سب لوگ شریک ہیں اور طبری نے کہا کہ زمینیں مختلف ہیں پس روکے واسطے ہر ایک کے جو کفایت کرے اس کو اس واسطے کے جو زبیر کے قصے میں واقع ہوا ہے وہ خاص ایک واقعہ کا ذکر ہے اور مالک کے اصحاب کو اختلاف ہے کہ کیا چھوڑ دے پہلا بعد پورا لینے تمام پانی کے یا چھوڑے اس سے وہ چیز کہ زیادہ ہو ٹخنوں پر اور اول قول زیادہ تر ظاہر ہے اور محل اس کا وہ ہے جب کہ اس کے واسطے حاجت نہ رہے اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ جو پہلے پہنچے طرف کسی چیز کی پانی جنگلوں اور سیل کے سے جو کسی کے ملک نہیں پس وہ زیادہ تر حقدار ہے ساتھ اس کے لیکن جب اس کو حاجت نہ ہو تو اس کو جائز نہیں کہ پانی کو اپنے پاس والے سے روکے اور یہ کہ جائز ہے واسطے حاکم کے یہ کہ اشارہ کرے ساتھ صلح کے درمیان دو جھگڑنے والوں کے اور حکم کرے ساتھ اس کے اور راہ دکھائے طرف اس کی اور نہ لازم کرے ان کو ساتھ اس کے مگر جب کہ راضی ہوں اور یہ کہ حاکم پورا لے واسطے صاحب حق کے حق اس کا جب کہ دونوں آپس میں راضی نہ ہوں اور یہ کہ حاکم کرے ساتھ حق کے واسطے اس شخص کے جو متوجہ ہو واسطے اس کے اگرچہ نہ سوال کرے اس سے صاحب حق کا اور اس میں اکتفا ہے مخاصم سے ساتھ اس چیز کے جو سمجھا جائے اس سے مقصود اس کا بغیر مبالغہ کے بیچ تنصیص کے دعوی پر اور نہ معین کرنے مدعی کے اور نہ حصر کرنے اس کے ساتھ تمام صفتوں اس کی کے اور یہ کہ جائز ہے جھڑکنا اس شخص کو جو ظلم کرے حاکم پر اور سزا دینے اس کو اور ممکن ہے یہ کہ استدلال کیا جائے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے امام کو یہ کہ معاف کرے تعزیر سے جو متعلق ہو ساتھ اس کے لیکن محل اس کا یہ ہے کہ جب حرمت شرع کی ہتک لازم نہ آئے اور حضرت ﷺ نے جو اس کو سزا نہ دی تو اس واسطے نہ دی کہ آپ ﷺ کو تالیف قلوب بہت منظور تھی جیسا کہ بہت منافقوں کے حق میں فرمایا کہ لوگ چرچا نہ کریں کہ محمد ﷺ اپنے یاروں کو قتل کرتے ہیں سو کسی سے ایسی بات حضرت ﷺ کے حق میں صادر ہو یا بیچ شریعت آپ کی کے تو اس کو زندیق کی طرح قتل کیا جائے اور نقل کیا ہے نووی نے مانند اس کی علماء سے۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ سَقْيِ الْمَآءِ

پانی پلانے کی فضیلت کا بیان یعنی اس کے واسطے جس کو حاجت ہو

۲۱۹۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا رَجُلٌ يَمْشِيْ فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ فَنَزَلَ بِئْرًا فَشَرِبَ مِنْهَا ثُمَّ خَرَجَ فَإِذَا هُوَ بِكَلْبٍ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرٰى مِنَ الْعَطَشِ فَقَالَ لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا مِثْلُ الَّذِيْ بَلَغَ بِيْ فَمَلَأَ خُفَّهُ ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِفِيْهِ ثُمَّ رَقِيَ فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ أَجْرًا قَالَ فِيْ كُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ تَابَعَهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَالرَّبِيْعُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ.

۲۱۹۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس حالت میں کہ ایک مرد چلا جاتا تھا تو اس کو سخت پیاس لگی تو وہ ایک کنویں میں اترا سو اس نے پانی پیا پھر نکلا تو ناگہاں اس نے دیکھا کہ ایک کتے نے زبان باہر نکالی ہے کہ پیاس کے مارے کیچڑ کھاتا ہے تو اس نے کہا کہ مجھ کو پیاس پہنچی تھی اسی طرح اس کو پہنچی ہے سو وہ کنویں میں اترا اور اپنا موزہ پانی سے بھرا پھر اس کو اپنے منہ سے پکڑ رکھا پھر اوپر چڑھا اور کتے کو پانی پلایا سو اللہ نے اس کی محنت ٹھکانے لگائی پھر اس کو بخش دیا تو اصحاب نے کہا کہ یا حضرت! کیا ہمارے واسطے چوپایوں کے احسان میں ثواب ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر جگر تر کے پانی پلانے میں ثواب ہے۔

فائدہ: یعنی ہر جاندار کے احسان میں ثواب ہے اور وہ عام ہے سب جانوروں میں اور عبدالملک نے کہا کہ یہ حدیث بنی اسرائیل میں تھی اور اپر اسلام سو اس میں یہ حکم نہیں اس واسطے کہ اس میں کتوں کے مار ڈالنے کا حکم ہوا ہے اور یہ جو فرمایا کہ ہر جگر میں تو یہ مخصوص ہے ساتھ بعض چوپایوں کے جن میں ضرر نہیں اس واسطے کہ جس چیز کے مار ڈالنے کا حکم ہے مانند سور کی اس کو قوت دینی جائز نہیں تاکہ اس کا ضرر زیادہ نہ ہو اور اسی طرح نووی نے کہا کہ عموم اس کا مخصوص ہے ساتھ جانور تعظیم والے کے اور وہ جانور وہ ہے جس کے مارنے کا حکم نہیں سو اس کے پانی پلانے سے ثواب حاصل ہوگا اور ملحق ہے ساتھ اس کے کھلانا اس کا اور سوائے اس کے اور وجہوں سے احسان سے اور ابن تین نے کہا کہ نہیں منع ہے جاری کرنا اس کا اپنے عموم پر یعنی پس پہلے اس کو پانی پلایا جائے پھر اس کو مار ڈالا جائے اس واسطے کہ ہم کو حکم ہوا کہ ہم اچھی طرح سے قتل کریں اور ہم کو مثلہ سے منع ہوا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ کتے کا جوٹھا پاک ہے اور اس کی بحث کتاب الطہارت میں گزر چکی ہے اور اس چیز سے کہ کہا گیا بیچ رد کے اس شخص پر جو استدلال کرتا ہے ساتھ اس کے یہ ہے کہ وہ فعل بعض لوگوں کا ہے اور نہیں معلوم

ہے یہ کہ اس کی پیروی کی جاتی ہے یا نہیں اور جواب یہ ہے کہ ہم محض فعل مذکور سے حجت نہیں پکڑتے بلکہ جب ہم کہیں کہ پہلے نبیوں کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے پس تحقیق ہم نہیں پکڑتے ساتھ ہر چیز کے کہ وارد ہو ان سے بلکہ جب بیان کریں اس کو امام شرع ہماری کے مدح کی جگہ میں جب کہ معلوم ہو اور نہ مقید کریں اس کو ساتھ کسی قید کے تو صحیح ہوتا ہے استدلال ساتھ اس کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے سفر کرنا تنہا اور بغیر خرچ کے اور محل اس کا ہماری شرع میں اس وقت ہے جب کہ اپنی جان کے ہلاک ہونے کا خوف نہ کرے اور اس میں رغبت دلانا ہے اوپر احسان کرنے کی ساتھ لوگوں کے اس واسطے کہ جب کتے کے پانی پلانے سے مغفرت حاصل ہوئی تو مسلمان کے پانی پلانے میں زیادہ تر ثواب ہوگا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ جائز ہے دینا صدقہ نفلی کا واسطے مشرکین کے اور لائق ہے کہ ہو محل اس کا جب کہ وہاں مسلمان نہ پایا جائے اور اسی طرح جب کہ دائر ہو امر درمیان چوپائے اور آدمی حرمت والے کے اور دونوں کی حاجت برابر ہو تو آدمی زیادہ تر حق دار ہے۔ (فتح)

۲۱۹۱۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِیْ مَرْیَمَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِیْ مُلَیْكَةَ عَنْ أَسْمَآءَ بِنْتِ أَبِیْ بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰی صَلَاةَ الْكُسُوْفِ فَقَالَ دَنَتْ مِنِّیَ النَّارُ حَتّٰی قُلْتُ أَیْ رَبِّ وَأَنَا مَعَهُمْ فَإِذَا امْرَأَةٌ حَسِبْتُ أَنَّهٗ قَالَ تَخْدِشُهَا هِرَّةٌ قَالَ مَا شَأْنُ هٰذِهٖ قَالُوْا حَبَسَتْهَا حَتّٰی مَاتَتْ جُوْعًا.

۲۱۹۱۔ اسماء ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے سورج گرہن کی نماز پڑھی سو فرمایا کہ مجھ سے دوزخ کی آگ قریب ہوئی یہاں تک کہ میں نے کہا کہ اے میرے رب کیا میں بھی دوزخیوں کے ساتھ ہوں تو ناگہاں میں نے ایک عورت دیکھی کہ بلی اس کی کھال کو نوچ رہی تھی فرمایا کیا حال ہے اس عورت کا؟ تو فرشتوں نے کہا کہ اس نے بلی کو باندھ رکھا تھا یہاں تک کہ وہ بھوک سے مر گئی۔

۲۱۹۲۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُذِّبَتِ امْرَأَةٌ فِیْ هِرَّةٍ حَبَسَتْهَا حَتّٰی مَاتَتْ جُوْعًا فَدَخَلَتْ فِیْهَا النَّارَ قَالَ فَقَالَ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ لَا أَنْتِ أَطْعَمْتِهَا وَلَا سَقَیْتِهَا حِیْنَ حَبَسْتِیْهَا وَلَا أَنْتِ أَرْسَلْتِهَا فَأَكَلَتْ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ.

۲۱۹۲۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عذاب ہوا ایک عورت کو بلی کے مقدمے میں اس نے بلی کو باندھ رکھا تھا یہاں تک کہ بھوک سے مر گئی تو وہ عورت اس کے سبب سے دوزخ میں داخل ہوئی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ خوب جانتا ہے کہ نہ تو نے اس کو کھلایا نہ پلایا جب کہ تو نے اس کو باندھ رکھا تھا اور نہ تو نے اس کو چھوڑا کہ زمین کے کیڑے کھاتی۔

فائدہ: اور مناسبت اس حدیث کی ساتھ ترجمہ باب سے یہ ہے کہ عورت کو عذاب ہوا اس پر کہ اس نے بلی کو پانی نہ پلایا تو اس سے معلوم ہوا کہ اگر وہ اس کو پانی پلاتی تو اس کو عذاب نہ ہوتا ابن منیر نے کہا کہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ جس چیز کو پیاس سے مارنا درست نہیں اس کا قتل کرنا حرام ہے اگرچہ بلی ہو اور باقی شرح اس کے بدء الخلق میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ رَّاٰی اَنَّ صَاحِبَ الْحَوْضِ وَالْقِرْبَةِ اَحَقُّ بِمَآءِہٖ

جو کہتا ہے کہ حوض والا اور مشک والا زیادہ تر حق دار ہے ساتھ پانی اپنے کے اور مقدم ہے ساتھ خرچ کرنے اس کے کے اپنی حاجتوں میں۔

٢١٩٣۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ فَشَرِبَ وَعَنْ يَّمِيْنِهٖ غُلَامٌ هُوَ أَحْدَثُ الْقَوْمِ وَالْاَشْيَاخُ عَنْ يَّسَارِهٖ قَالَ يَا غُلَامُ اَتَاْذَنُ لِيْ أَنْ أُعْطِيَ الْاَشْيَاخَ فَقَالَ مَا كُنْتُ لِاُوْثِرَ بِنَصِيْبِيْ مِنْكَ أَحَدًا يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ.

٢١٩٣۔ سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پیالہ لایا گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داہنی طرف ایک لڑکا تھا جو سب حاضرین سے چھوٹا تھا اور بوڑھے لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لڑکے کیا تو اجازت دیتا ہے کہ میں بوڑھوں کو دوں؟ تو لڑکے نے کہا کہ نہیں ہوں میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوٹھے پر کسی کو اپنے اوپر مقدم کروں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پیالہ اس کو دیا۔

فائدہ: اور اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور مناسبت اس کی ساتھ ترجمہ کے ظاہر ہے واسطے لاحق کرنے حوض اور مشک کے ساتھ پیالے کے تو پیالے والا زیادہ تر حق دار ہے ساتھ تصرف کے بیچ اس کے از روئے پینے کے اور پلانے کے اور تحقیق پوشیدہ رہی یہ وجہ اوپر مہلب کے پس کہا کہ نہیں ہے حدیث میں مگر یہ کہ داہنی طرف والا زیادہ تر حق دار ہے ساتھ پیالے کے اپنے غیر سے اور ابن منیر نے جواب دیا اس طرح کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ جب داہنی طرف والا محض بیٹھنے کی وجہ سے پیالے کا حق دار ہوا تو کس طرح نہ خاص ہو گا ساتھ اس کے صاحب ہاتھ کا اور سبب بنانے والا بیچ تحصیل کرنے اس کے کی۔ (فتح)

٢١٩٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ

٢١٩٤۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ میں ہانکوں گا کچھ مردوں کو اپنے حوض کوثر سے جیسے کہ حوض سے غیر کے اونٹ ہانکے جاتے ہیں۔

لَأَذُوْدَنَّ رِجَالًا عَنْ حَوْضِيْ كَمَا تُذَادُ الْغَرِيْبَةُ مِنَ الْإِبِلِ عَنِ الْحَوْضِ.

فائدہ: اور مناسبت اس کی باب کے ساتھ اس طور سے ہے کہ حضرت ﷺ نے ذکر کیا کہ حوض والا غیر کے اونٹ اپنے حوض سے ہانکتا ہے تو آپ ﷺ نے اس سے انکار نہ کیا تو معلوم ہوا کہ جائز ہے اور اس کی مناسبت کی وجہ بھی مہلب پر پوشیدہ رہی سو کہا اس نے کہ مناسبت کی وجہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے حوض کوثر کو اپنی طرف نسبت کیا اور آپ ﷺ زیادہ تر حق دار تھے ساتھ اس کے اور تعاقب کیا اس کا ابن منیر نے پس کہا کہ احکام تکالیفیہ آخرت کے وقائع پر نہیں اتارے جاتے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے تو اس لفظ سے استدلال کیا ہے کہ جیسے غیر کے اونٹ ہانکے جاتے ہیں پس حوض والے کو غیر کے اونٹ ہانکنا جائز نہیں مگر اس کی وجہ سے کہ وہ زیادہ تر حق دار ہے ساتھ حوض اپنے کے۔ (فتح)

٢١٩٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوْبَ وَكَثِيْرِ بْنِ كَثِيْرٍ يَزِيْدُ أَحَدُهُمَا عَلَى الْآخَرِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللّٰهُ أُمَّ إِسْمَاعِيْلَ لَوْ تَرَكَتْ زَمْزَمَ أَوْ قَالَ لَوْ لَمْ تَغْرِفْ مِنَ الْمَآءِ لَكَانَتْ عَيْنًا مَعِيْنًا وَأَقْبَلَ جُرْهُمُ فَقَالُوْا أَتَأْذَنِيْنَ أَنْ نَنْزِلَ عِنْدَكِ قَالَتْ نَعَمْ وَلَا حَقَّ لَكُمْ فِي الْمَآءِ قَالُوْا نَعَمْ.

٢١٩٥۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ رحم کرے اسمعیل کی ماں پر یعنی ہاجرہ پر اگر زمزم کو چھوڑتی یا یوں فرمایا چلو نہ بھرتی زمزم سے تو زمزم ایک چشمہ جاری ہو جاتا اور جرہم کا قبیلہ آیا اور انہوں نے کہا کہ کیا تو اجازت دیتی ہے کہ ہم تیرے پاس اتریں اور گھر بنا کر گاؤں آباد کریں؟ تو اس نے کہا کہ ہاں اجازت ہے لیکن تم کو پانی میں حق نہیں انہوں نے کہا ہاں پانی میں ہمارا کچھ حق نہیں ہوگا۔

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب الانبیاء میں آئے گی اور مناسبت اس کی ساتھ باب کے اس وجہ سے ہے کہ ہاجرہ نے ان لوگوں کو کہا جو اس کے پاس اترے تھے کہ پانی میں تمہارا کچھ حق نہ ہوگا تو انہوں نے کہا کہ ہاں تو حضرت ﷺ نے اس کو برقرار رکھا اور خطابی نے کہا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو جنگل میں پانی نکالے وہ اس کا مالک ہو جاتا ہے اور کوئی غیر اس کو اس میں شریک نہیں ہوتا مگر اس کی رضامندی سے مگر جب اس کو حاجت نہ ہو تو زیادہ پانی سے نہ روکے اور ہاجرہ نے تو یہ شرط ان پر اس واسطے کی تھی تا کہ اس کے مالک نہ ہو جائیں۔

٢١٩٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا

٢١٩٦۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے

سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِيْ صَالِحِ السَّمَّانِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ رَجُلٌ حَلَفَ عَلٰى سِلْعَةٍ لَقَدْ أُعْطِيَ بِهَا أَكْثَرَ مِمَّا أَعْطٰى وَهُوَ كَاذِبٌ وَّرَجُلٌ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ كَاذِبَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ وَّرَجُلٌ مَّنَعَ فَضْلَ مَاءٍ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ الْيَوْمَ أَمْنَعُكَ فَضْلِيْ كَمَا مَنَعْتَ فَضْلَ مَا لَمْ تَعْمَلْ يَدَاكَ قَالَ عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ غَيْرَ مَرَّةٍ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ أَبَا صَالِحٍ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فرمایا کہ تین شخص ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے قیامت کے دن نہ بولے گا اور نہ ان کو دیکھے گا اور ایک وہ مرد جس نے اپنے اسباب پر قسم کھائی کہ البتہ دیا ہے میں نے اکثر اس چیز سے کہ دیا تھا یعنی کم قیمت کو لیا تھا اور کہا کہ میں نے زیادہ قیمت سے لیا ہے اور حالانکہ وہ قسم میں جھوٹا ہے اور دوسرا وہ شخص جس نے جھوٹی بات پر قسم کھائی عصر کے بعد تاکہ چھین لے ساتھ اس کے مال مرد مسلمان کا اور تیسرا وہ مرد ہے جس نے زیادہ پانی سے مسافر کو روکا تو اللہ فرمائے گا کہ میں آج کے دن تجھ کو اپنے زیادہ پانی سے روکوں گا جیسا کہ تو نے زیادہ پانی کو روکا جس کے واسطے تیرے دونوں ہاتھوں نے محنت نہ کی تھی یعنی اگرچہ آدمی محنت سے کنواں کھودتا ہے لیکن پانی محض اللہ ہی کی قدرت سے نکلتا ہے اس واسطے کہ بعض وقت محنت سے بھی نہیں نکلتا۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے بھی گزر چکی ہے اور مناسبت اس کی واسطے ترجمہ کے اس جہت سے ہے کہ سزا زیادہ پانی کے منع کرنے پر واقع ہوئی ہے پس معلوم ہوا کہ وہ زیادہ ترحق دار ہے ساتھ اصل کے اور نیز آپ کے قول مالم تعمل یداک سے بھی پکڑی جاتی ہے اس واسطے کہ مفہوم اس کا یہ ہے کہ اگر اس کو اپنی محنت سے نکالتا تو ہوتا زیادہ ترحق دار ساتھ اس کے غیر اپنے کے۔ (فتح)

بَابُ لَا حِمٰى إِلَّا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نہیں ہے روند یعنی راکھ مگر واسطے اللہ کے اور اس کے رسول کے

۲۱۹۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ الصَّعْبَ بْنَ جَثَّامَةَ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا حِمٰى إِلَّا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ.

۲۱۹۷۔ صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ہے راکھ مگر واسطے اللہ کے اور اس کے رسول کے۔

فائدہ: یعنی واسطے ان گھوڑوں کے جن سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا جاتا ہے اور واسطے ان اونٹوں کے جن پر اللہ کی راہ میں بوجھ اٹھایا جاتا ہے امام شافعی نے کہا کہ اس حدیث کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ نہیں جائز ہے کسی کو یہ کہ راکھ رکھے واسطے مسلمانوں کے مگر جو حضرت ﷺ نے رکھی اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ مگر اس طرح پر جس طرح پر کہ حضرت ﷺ نے راکھ رکھی پس پہلے معنی کی بنا پر نہیں جائز ہے واسطے کسی کے حاکموں سے بعد آپ کے یہ کہ راکھ رکھے اور دوسرے معنی کی بنا پر خاص ہے راکھ رکھنی ساتھ اس شخص کے جو حضرت ﷺ کے قائم مقام ہو اور وہ خاص خلیفہ ہے اور حمی منع کرنا ہے مویشی چرانے سے بیچ زمین خاص کے مباحات کے پس ٹھہرائے اس کو امام خاص واسطے چرانے جانوروں صدقہ کے مثلا اور اصل حمی کی عرب کے نزدیک یہ ہے کہ ان میں سے کوئی رئیس جب کسی جگہ گھاس کے اترتا تھا تو ایک بلند مقام پر اپنا کتا بھونکاتا تھا تو اس کی ہر طرف سے جس جگہ اس کے آواز پہنچتی تھی وہاں تک راکھ رکھتا تھا پس اس میں کسی غیر کا جانور نہ چراتا تھا اور وہ اپنے غیروں کے ساتھ راکھ کے سوائے اور جگہوں میں چراتا تھا اور وہ مکان حمی ہے اور وہ خلاف مباح کے ہے اور راجح نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ راکھ خاص ہے ساتھ خلیفہ کے یعنی صرف اسی کو راکھ رکھنی جائز ہے اور کو نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ملکوں کے حاکم بھی اس کے ساتھ ملحق ہیں اور محل جواز مطلق کا یہ ہے کہ تمام مسلمانوں کو اس سے ضرر نہ پہنچے اور استدلال کیا ہے طحاوی نے ساتھ اس کے واسطے مذہب اپنے کے بیچ شرط ہونے اجازت امام کے ویران زمین کے زندہ کرنے میں اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ فرق کے درمیان ان دونوں کے اس واسطے کہ راکھ رکھنی خاص ہے آباد کرنے سے اور جوزی نے شافعیہ سے کہا کہ نہیں دونوں حدیثوں میں تعارض پس راکھ رکھنی منع ہے کہ روکے مردہ زمین سے وہ چیز جس میں بہت گھاس ہو خاص واسطے نفس اپنے کے اور آباد کرنا جائز وہ ہے جس میں مسلمانوں کا فائدہ شامل نہ ہو (فتح)

وَقَالَ بَلَغَنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمَى النَّقِيعَ وَأَنَّ عُمَرَ حَمَى السَّرَفَ وَالرَّبَذَةَ.

اور زہری نے کہا کہ پہنچی ہم کو یہ خبر کہ حضرت ﷺ نے نقیع کو راکھ رکھا اور عمر رضی اللہ عنہ نے شرف اور ربذہ کو راکھ رکھا۔

فائدہ: نقیع ایک جگہ کا نام ہے بیس میل مدینے سے اور شرف بھی ایک جگہ ہے پاس مکے کے اور ربذہ ایک جگہ کا نام ہے درمیان مکے اور مدینے کے

بَابُ شُرْبِ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ مِنَ الْأَنْهَارِ

پانی پینا آدمیوں کا اور چوپایوں کا نہروں سے

فائدہ: مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس ترجمہ کے یہ ہے کہ جو نہریں کہ راہوں میں ہیں ان میں سے پانی پینا کسی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ سب لوگ اس میں شریک ہیں۔ (فتح)

۲۱۹۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ لِرَجُلٍ أَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلٰى رَجُلٍ وِزْرٌ فَأَمَّا الَّذِيْ لَهٗ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَأَطَالَ بِهَا فِيْ مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ فَمَا أَصَابَتْ فِيْ طِيَلِهَا ذٰلِكَ مِنَ الْمَرْجِ أَوِ الرَّوْضَةِ كَانَتْ لَهٗ حَسَنَاتٍ وَلَوْ أَنَّهُ انْقَطَعَ طِيَلُهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ آثَارُهَا وَأَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَهٗ وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهَرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ أَنْ يَّسْقِيَ كَانَ ذٰلِكَ حَسَنَاتٍ لَّهٗ فَهِيَ لِذٰلِكَ أَجْرٌ وَّرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا وَّتَعَفُّفًا ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِيْ رِقَابِهَا وَلَا ظُهُوْرِهَا فَهِيَ لِذٰلِكَ سِتْرٌ وَّرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَّرِيَاءً وَّنِوَاءً لِّأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَهِيَ عَلٰى ذٰلِكَ وِزْرٌ وَّسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمُرِ فَقَالَ مَا أُنْزِلَ عَلَيَّ فِيْهَا شَيْءٌ إِلَّا هٰذِهِ الْآيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ.

۲۱۹۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑا ایک مرد کے واسطے تو ثواب ہے اور ایک مرد کے واسطے پردہ ہے یعنی باعزت رہا ذلت سے بچا اور ایک مرد پر وبال ہے سو لیکن جس کو ثواب ہے تو وہ مرد ہے جس نے گھوڑے کو اللہ کی راہ میں یعنی جہاد کے واسطے باندھ رکھا پھر اس کو لمبی رسی میں باندھا کسی چراگاہ یا باغ میں سو وہ اپنی اس رسی کے اندر چراگاہ یا باغ میں جہاں تک کہ پہنچے اور جتنی گھاس کہ چرے تو اس مرد کے واسطے اتنی نیکیاں ہوں گی اور اگر گھوڑے کی رسی ٹوٹ گئی پھر اس نے ایک بار یا دو بار چھلانگ ماری تو اس مرد کے واسطے اس کی ٹاپوں کی مٹی اور اس کی لید نیکیاں ہوں گی اور اگر وہ کسی دریا پر گزرے اور اس سے پانی پیے اگرچہ مالک نے اس کے پلانے کا قصد نہ کیا ہو تو یہ بھی اس کے واسطے نیکیاں ہوں گی تو ایسا گھوڑا اس مرد کے واسطے ثواب کا سبب ہے اور جس مرد نے کہ گھوڑے کو باندھا اس نیت سے کہ اس کی سوداگری سے فائدہ اٹھائے اور بیگانی سواری مانگنے سے بچے پھر اللہ کے حق کو جو گھوڑے کی گردن اور پیٹھ میں ہے نہ بھولے یعنی اس کی زکوۃ ادا کیا کرے اور ضعیفوں کو اس کی سواری سے نہ روکے تو ایسا گھوڑا اس مرد کے واسطے پردہ ہے اور جو مرد کہ گھوڑے کو باندھے اترانے اور نام ونمود کے لیے اور اہل اسلام کی بدخواہی اور عداوت کے واسطے یعنی کفر کی مدد کو تو ایسا گھوڑا اس مرد پر وبال ہے اور کسی نے حضرت ﷺ سے گدھوں کا حکم پوچھا کہ ان میں بھی زکوۃ ہے یا نہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں اتاری گئی مجھ پر ان کے حق میں کوئی چیز خاص کر مگر یہ آیت جو جامع ہے یعنی شامل ہے تمام چیزوں کو اور کمیاب ہے یعنی

قلت الفاظ میں اور کثرت معانی میں اور وہ آیت یہ ہے کہ جس نے ذرہ بھر بھلائی کی وہ دیکھ لے گا اس کو اور جس نے ذرہ بھر برائی کی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

فائدہ: اور مقصود یہاں اس حدیث سے یہ قول ہے کہ اگر وہ کسی نہر پر گزرے اور اس سے پانی پیے اگرچہ مالک نے اس کے پلانے کا قصد نہ کیا ہو پس تحقیق یہ مشعر ہے ساتھ اس بات کے کہ چوپایوں کی شان سے پانی کا طلب کرنا ہے اور اس کے مالک نے اس کا ارادہ نہیں کیا پس جب بغیر قصد کے اس پر ثواب دیا جاتا ہے تو قصد کے ساتھ بطریق اولی ثواب دیا جائے گا پس ثابت ہوا ثبوت اباحت مطلق سے۔ (فتح)

٢١٩٩۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ اعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَآءَهَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ جَآءَ صَاحِبُهَا وَإِلَّا فَشَأْنَكَ بِهَا قَالَ فَضَالَّةُ الْغَنَمِ قَالَ هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيْكَ أَوْ لِلذِّئْبِ قَالَ فَضَالَّةُ الْإِبِلِ قَالَ مَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا تَرِدُ الْمَآءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتّٰى يَلْقَاهَا رَبُّهَا.

٢١٩٩۔ زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گری پڑی چیز کا حکم پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی تھیلی اور سر بند کو پہچان رکھ پھر اس کو ایک سال لوگوں میں مشہور کر سو اگر اس کا مالک آئے تو اس کو دے نہیں تو اس کو اپنے خرچ میں لا تو اس نے کہا کہ بکری گم ہوئی کا کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ وہ واسطے تیرے ہے یا واسطے بھائی تیرے کے یا واسطے بھیڑیے کے پھر اس نے کہا کہ پس گم ہوئے اونٹ کا کیا حکم ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھ کو اس سے کیا کام ہے یعنی اس کو چھوڑ دے اور نہ لے کہ اس کے لینے کی حاجت نہیں اور وہ ضائع نہیں ہوتا اور اس کے ساتھ مشک اس کی ہے اور موزے اس کے وارد ہوتا ہے پانی پر اور کھاتا ہے درخت کو یہاں تک کہ اس کا مالک اس کو ملے۔

فائدہ: اور مقصود اس سے یہ قول ہے اس کے ساتھ مشک اس کی ہے اور موزے اس کے پانی پر آتا ہے اور درخت کو کھاتا ہے۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الْحَطَبِ وَالْكَلَإِ

لکڑی اور گھاس کا بیچنا

فائدہ: اور موقع اس ترجمہ کا کتاب الشرب سے مشترک ہونا پانی اور لکڑی اور چراگاہ کا ہے بیچ جائز ہونے انتفاع لوگوں کے ساتھ مباحات کے اس سے ابن بطال نے کہا کہ اباحت لکڑی کے کاٹنے کی مباحات میں اور زمین کے

سبزوں کے کاٹنے کی متفق علیہ ہے یہاں تک کہ یہ مملوکہ زمین واقع ہو پس اباحت دور ہو گی اور وجہ اس کی یہ ہے کہ جب وہ لکڑی اور گھاس کاٹنے سے اس کا مالک ہو جاتا ہے تو آباد کرنے سے بطریق اولیٰ مالک ہو گا۔ (فتح)

۲۲۰۰۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَأَنْ يَّأْخُذَ أَحَدُكُمْ أَحْبُلًا فَيَأْخُذَ حُزْمَةً مِّنْ حَطَبٍ فَيَبِيْعَ فَيَكُفَّ اللّٰهُ بِهٖ وَجْهَهٗ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ يَّسْأَلَ النَّاسَ أُعْطِيَ أَمْ مُنِعَ.

۲۲۰۰۔ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی رسیاں لے سو اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھہ لائے پھر اس کو بیچے سو اللہ اس کے سبب سے اس کی آبرو رکھے تو یہ اس کے حق میں کسی سے سوال کرنے سے بہتر ہے کہ اس کو دے یا نہ دے۔

۲۲۰۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ عُبَيْدٍ مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهٗ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ يَّحْتَطِبَ أَحَدُكُمْ حُزْمَةً عَلٰى ظَهْرِهٖ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ أَنْ يَّسْأَلَ أَحَدًا فَيُعْطِيَهٗ أَوْ يَمْنَعَهٗ.

۲۲۰۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھہ لائے تو یہ اس کے حق میں بہتر ہے کسی سے سوال کرنے سے کہ اس کو دے یا نہ دے۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں میں ترغیب ہے بیچ کسب کرنے کے ساتھ لکڑیاں لانے کے۔ (فتح)

۲۲۰۲۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِيْ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيْهِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَنَّهٗ قَالَ أَصَبْتُ شَارِفًا مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَغْنَمٍ يَّوْمَ بَدْرٍ قَالَ وَأَعْطَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَارِفًا أُخْرٰى فَأَنَخْتُهُمَا يَوْمًا عِنْدَ بَابِ رَجُلٍ مِّنَ

۲۲۰۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ بدر کے دن غنیمت میں ایک جوان اونٹنی کو پہنچا یعنی غنیمت میں سے مجھ کو ہاتھ آئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ایک اور اونٹنی بھی دی تو میں نے ان دونوں کو ایک دن ایک انصاری مرد کے دروازے پر بٹھایا اور میں ارادہ کرتا تھا کہ ان پر اذخر کی گھاس لادوں تا کہ اس کو بیچوں اور میرے ساتھ بنی قینقاع قبیلے کا ایک سنار تھا سو میں اس کے ساتھ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ولیمہ پر مدد لوں اور حمزہ بن عبدالمطلب اس کے گھر میں شراب پیتا تھا اور اس کے ساتھ ایک لونڈی گانے

الْاَنْصَارِ وَاَنَا اُرِيْدُ اَنْ اَحْمِلَ عَلَيْهِمَا اِذْخِرًا لِاَبِيْعَهُ وَمَعِيَ صَائِغٌ مِّنْ بَنِيْ قَيْنُقَاعَ فَاَسْتَعِيْنَ بِهٖ عَلٰى وَلِيْمَةِ فَاطِمَةَ وَحَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَشْرَبُ فِيْ ذٰلِكَ الْبَيْتِ مَعَهُ قَيْنَةٌ فَقَالَتْ اَلَا يَا حَمْزُ لِلشُّرُفِ النِّوَآءِ فَثَارَ اِلَيْهِمَا حَمْزَةُ بِالسَّيْفِ فَجَبَّ اَسْنِمَتَهُمَا وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا ثُمَّ اَخَذَ مِنْ اَكْبَادِهِمَا قُلْتُ لِابْنِ شِهَابٍ وَّمِنَ السَّنَامِ قَالَ قَدْ جَبَّ اَسْنِمَتَهُمَا فَذَهَبَ بِهَا قَالَ ابْنُ شِهَابٍ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَنَظَرْتُ اِلٰى مَنْظَرٍ اَفْظَعَنِيْ فَاَتَيْتُ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهٗ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ فَاَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَ فَخَرَجَ وَمَعَهٗ زَيْدٌ فَانْطَلَقْتُ مَعَهٗ فَدَخَلَ عَلٰى حَمْزَةَ فَتَغَيَّظَ عَلَيْهِ فَرَفَعَ حَمْزَةُ بَصَرَهٗ وَقَالَ هَلْ اَنْتُمْ اِلَّا عَبِيْدٌ لِّاٰبَائِيْ فَرَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَهْقِرُ حَتّٰى خَرَجَ عَنْهُمْ وَذٰلِكَ قَبْلَ تَحْرِيْمِ الْخَمْرِ.

والی تھی سو اس نے لونڈی سے کہا کہ خبر دار ہو اے حمزہ واسطے موٹی اونٹنیوں کے یعنی اس لونڈی نے اشعار پڑھے اور حمزہ کو اس کے ذبح کرنے کی ترغیب دلائی سو حمزہ ان کی طرف کھڑا ہوا اور ان کی کوہانوں کو کاٹا اور ان کی کوہانوں کو پھاڑ ڈالا پھر ان کے جگر لیے میں نے ابن شہاب سے کہا کہ کیا اس نے کوہان کاٹ ڈالی تھی اس نے کہا کہ وہ ان کی کوہان کاٹ کر لے گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ایک چیز کی طرف دیکھا جس نے مجھ کو ڈرایا یعنی واسطے ضرر پانے اس کے کے ساتھ تاخیر واخل ہونے کے فاطمہ رضی اللہ عنہا پر بہ سبب فوت ہونے اس چیز کے کہ مدد لی ساتھ اس کے سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بیٹھا تھا سو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر بتلائی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زید رضی اللہ عنہ تھے سو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حمزہ کے پاس گئے اور اس پر غصے ہوئے تو حمزہ نے اپنی آنکھ اٹھائی اور کہا کہ نہیں تم مگر غلام میرے باپوں کے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پچھلے پاؤں پیچھے ہٹے یعنی بغیر اس کے کہ پیٹھ پھیریں یہاں تک کہ ان کے پاس سے نکلے اور یہ واقعہ شراب کے حرام ہونے سے پہلے تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الجہاد میں آئے گی اور شاھد اس سے یہ قول ہے کہ میں ارادہ کرتا ہوں کہ ان پر اذخر کی گھاس لاد کر لاؤں تا کہ اس کو بیچوں اس واسطے کہ وہ دلالت کرتا ہے ترجمہ باب پر کہ جائز ہے کاٹنا لکڑی کا اور گھاس کا۔ (فتح)

بَابُ الْقَطَائِعِ — جاگیر دینے کا بیان

فائدہ: مراد قطائع سے وہ چیز ہے کہ خاص کرے ساتھ اس کے امام بعض رعیت اپنی کو زمین ویران سے یعنی ویران زمین سے کچھ زمین کسی کو جاگیر دے پس خاص ہو جاتا وہ ساتھ اس کے اور ہوتا زیادہ ترحق دار ساتھ آباد کرنے اس کے کے اس شخص سے کہ نہیں سبقت کی اس نے طرف آباد کرنے اس کے کی اور خاص ہونا جاگیر کا

ساتھ ویران زمین کے متفق علیہ ہے بیچ کلام شافعیہ کے یعنی جاگیر آباد زمین سے نہ دی جائے اور عیاض نے کہا کہ قطائع یہ ہے کہ امام اللہ کے مال میں سے کوئی چیز کسی کو دے جس کو اس کے لائق دیکھے اور اس کے اکثر استعمال زمین میں آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ نکالے زمین میں سے واسطے اس شخص کے کہ دیکھے اس کو لائق وہ چیز کہ گھیرے اس کو یا تو اس طرح کہ اس کو اس کا مالک کر دے اور یا اس کو ایک مدت تک اس کی پیداوار دے اور سبکی نے کہا کہ دوسری وجہ یہی ہے جس کو ہمارے زمانے میں جاگیر کہا جاتا ہے اور ہمارے اصحاب میں سے کسی نے اس کو ذکر نہیں کیا اور ظاہر یہ ہے کہ جاگیر جاگیردار کے ساتھ خاص ہو جاتی ہے لیکن وہ جاگیر دینے سے زمین کے اصل رقبے کا مالک نہیں ہوتا اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے محب طبری نے اور دعوی کیا ہے اوزاعی نے نفی خلاف کا بیچ جواز تخصیص امام کے بعض لشکر کو ساتھ اناج زمین کے جب کہ اس کا مستحق ہو۔ (فتح)

۲۲۰۲۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقْطِعَ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ حَتّٰى تُقْطِعَ لِإِخْوَانِنَا مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ مِثْلَ الَّذِيْ تُقْطِعُ لَنَا قَالَ سَتَرَوْنَ بَعْدِيْ أَثَرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ.

۲۲۰۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارادہ کیا حضرت ﷺ نے یہ کہ انصار کو ملک بحرین سے جاگیر دیں تو انصار نے کہا کہ ہم جاگیر نہیں لیتے یہاں تک کہ آپ ﷺ ہمارے بھائی مہاجرین کو بھی ہمارے برابر جاگیر دیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب ہے کہ تم میرے بعد اپنے اوپر اوروں کو مقدم دیکھو گے یعنی تمہارے سوائے اور لوگوں کو حکومت ملے گی سو تم صبر کرتے رہو اس وقت تک کہ تم حوض کوثر پر مجھ سے ملو یعنی قیامت تک۔

فائدہ: یعنی اگر تم نہیں لیتے تو میرے بعد بھی حکومت کا حوصلہ نہ کرنا اور اس کی مراد میں اختلاف ہے خطابی نے کہا کہ احتمال ہے کہ مراد ویران زمین ہو تا کہ آباد کرنے سے وہ اس کے مالک ہو جائیں اور احتمال ہے کہ مراد آباد زمین ہو لیکن اپنے حق میں پانچویں حصے سے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کی زمین کھلی چھوڑی ہوئی تھی اس کو تقسیم نہیں کیا تھا اور تعاقب کیا ہے اس طرح کہ وہ صلح سے فتح ہوا تھا کما سیاتی پس احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ آپ ﷺ نے ارادہ کیا ہو کہ ان کو خاص کریں ساتھ لینے جزیہ اس کے کے اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے اسمعیل قاضی نے اور ابن بطال نے اس کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ صلح کی زمین تقسیم نہیں ہوتی پس نہ ملک ہوگی اور ابن تین نے کہا کہ جاگیر اس کو کہتے ہیں کہ جو زمین یا باغ سے دی جائے اور سوائے اس کے نہیں کہ مالِ فے سے جاگیر دی جاتی ہے یعنی جو ملک کی صلح سے فتح ہوا ہو اور نہیں جاگیر دی جاتی حق مسلمان کے سے اور نہ عہد والے کافر سے اور جاگیر کبھی ملک ہو جاتی ہے اور کبھی نہیں ہوتی اور ثانی وجہ پر محمول ہوگا جاگیر دینا حضرت ﷺ کا گھروں کو مدینے

میں اور ظاہر یہ بات ہے کہ ارادہ کیا تھا حضرت ﷺ نے یہ کہ خاص کریں انصار کو ساتھ اس چیز کے کہ حاصل ہو بحرین سے اور جو حاضر تھا اس دن سو جزیہ تھا اس واسطے کہ بحرین کے لوگوں نے جزیہ پر صلح کی ہوئی تھی اور لیکن اس کے بعد جب ملک فتح ہوئے اور زمین کا خراج بھی اور تحقیق واقع ہوا یہ معاملہ کئی زمینوں میں بعد فتح ہونے ان کے کے اور پہلے فتح ہونے ان کے کے ان میں سے ایک تو جاگیر دینا حضرت ﷺ کا تمیم داری کو گھر ابراہیم کا پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ملک فتح ہوئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو تمیم کے واسطے جاری رکھا اور وہ اس کی اولاد کے ہاتھ میں ہمیشہ ہے اور ان کے پاس حضرت ﷺ کا خط تھا اور اس کا قصہ مشہور ہے اور اس حدیث میں نشانی ہے نبوت کی یہ کہ جیسا حضرت ﷺ نے فرمایا اسی کے مطابق واقع ہوا کہ قریش میں سے حاکم ہوئے کہ اپنے واسطے انہوں نے انصار سے زیادہ مال جمع کیا اور عطا میں اوروں پر انصار کو فضیلت دی۔ (فتح)

بَابُ كِتَابَةِ الْقَطَائِعِ — جاگیروں کے لکھنے کا بیان

فائدہ: یعنی تاکہ جاگیردار کے واسطے وثیقہ اور سند ہو واسطے دور کرنے جھگڑے کے۔ (فتح)

وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْصَارَ لِيُقْطِعَ لَهُمْ بِالْبَحْرَيْنِ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ فَعَلْتَ فَاكْتُبْ لِإِخْوَانِنَا مِنْ قُرَيْشٍ بِمِثْلِهَا فَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِيْ أَثَرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ.

اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے انصار کو بلایا تاکہ ان کو ملک بحرین سے جاگیر دیں تو انصار نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اگر آپ لکھتے ہیں تو مہاجرین کو بھی اتنی زمین لکھ دیجیے تو یہ بات حضرت ﷺ کو پسند نہ آئی یعنی اس واسطے کی حضرت ﷺ نے مہاجرین کو بنی نضیر کی زمین جاگیر دی تھی یا یہ معنی کہ بحرین میں اور زمین نہ تھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ تم میرے بعد اپنے سوائے اوروں کو مقدم دیکھو گے تو صبر کرتے رہنا یہاں تک کہ تم مجھ سے ملو۔

فائدہ: اور اعتراض کیا گیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ پر ساتھ اس کے کہ نیت کی روایت میں جاگیر لکھنے کا ذکر نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ شق ثانی میں مذکور ہے یعنی مہاجرین کے واسطے اس طرح کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت قدیمہ کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ اس کے بعض طریقوں میں لکھنے کا ذکر آچکا ہے اور اس حدیث میں فضیلت ظاہر ہے واسطے انصار کے واسطے توقف کرنے ان کے کے مقدم ہونے سے ساتھ کسی چیز کے دنیا سے سوائے مہاجرین کے اور تحقیق صفت کی ہے ان کی اللہ نے اس طرح کہ مقدم کرتے ہیں اپنی جانوں پر اوروں کو اگرچہ حاجت ہو تو ان کو فضیلت کے تین درجے حاصل ہیں ایک غیروں کو اپنے اوپر مقدم کرنا اور دوسروں سے سلوک کرنا اور طلب

کرنے تقدیم کی اوپر اپنے اور باقی کلام کتاب الجزیہ میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ حَلَبِ الْإِبِلِ عَلَى الْمَآءِ
پانی پر اونٹوں کا دوہنا

٢٢٠٤۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ عَمْرَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ حَقِّ الْإِبِلِ أَنْ تُحْلَبَ عَلَى الْمَآءِ.

۲۲۰۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹوں کے حق سے ہے یہ کہ پانی پر دوہے جائیں۔

فائدہ: یعنی واسطے نفع محتاجوں کے کہ وہاں حاضر ہوں اور نیز اس واسطے کہ اس میں اونٹوں کا بھی فائدہ ہے۔

بَابُ الرَّجُلِ يَكُوْنُ لَهٗ مَمَرٌّ أَوْ شِرْبٌ فِيْ حَائِطٍ أَوْ فِيْ نَخْلٍ
باب ہے اس شخص کا کہ اس کو باغ میں گزرنے کا حق ہو یا کھجوروں میں حصہ ہو

فائدہ: اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس کو آنے سے منع نہیں کرنا چاہیے۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَاعَ نَخْلًا بَعْدَ أَنْ تُؤَبَّرَ فَثَمَرَتُهَا لِلْبَائِعِ فَلِلْبَائِعِ الْمَمَرُّ وَالسَّقْيُ حَتّٰى يَرْفَعَ وَكَذٰلِكَ رَبُّ الْعَرِيَّةِ.

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بیچے درخت کھجور کا بعد پیوند ہونے کے تو اس کا پھل بائع کے واسطے ہے اور بائع کو جائز ہے کہ وہاں آئے اور اس کو پانی پلائے یہاں تک کہ میوہ موقوف ہو اور اسی طرح عریہ والے کو بھی وہاں آنا اور پانی پلانا جائز ہے۔

فائدہ: یہ سب امام بخاری رحمہ اللہ کا کلام ہے جس کو اس نے باب کی حدیثوں سے نکالا ہے اور ابن منیر نے کہا ہے کہ وجہ داخل ہونے اس ترجمہ کی فقہ میں تنبیہ ہے اوپر ممکن ہونے اجتماع حقوق کے ایک چیز میں کہ ایک کی ملک ہو اور دوسرے کو اس سے فائدہ اٹھانا جائز ہو اور وہ ماخوذ ہے استحقاق بائع کے سے واسطے پہلے کے سوائے اصل کے پس ہوگا واسطے حق راہ لینے کا واسطے کاٹنے پھل کے بیچ زمین کے جو غیر کے ہے اور اسی طرح صاحب عریہ کا حکم ہے اور ہمارے نزدیک خلاف ہے اس کے حق میں جو عریہ کو پانی دے کہ کیا پانی دینا بخشنے والے پر ہے یا اس کو جس کو عریہ بخشی گئی اور اسی طرح پانی پلانا اس میوے کا جو بیع میں مستثنیٰ ہو بعض کہتے ہیں کہ بائع پر ہے کہ خریدار پر پس نہ مغرور ہو نقل ابن بطال کی اجماع کو اوپر اس کے۔ (فتح)

٢٢٠٥۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا

۲۲۰۵۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے

اللَّيْثُ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ ابْتَاعَ نَخْلًا بَعْدَ أَنْ تُؤَبَّرَ فَثَمَرَتُهَا لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ وَمَنِ ابْتَاعَ عَبْدًا وَّلَهُ مَالٌ فَمَالُهُ لِلَّذِي بَاعَهُ إِلَّا أَنْ يَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ وَعَنْ مَّالِكٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ فِي الْعَبْدِ.

حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ جو خریدے درخت کھجور کا بعد پیوند ہونے کے تو اس کا پھل بائع کے واسطے ہے مگر یہ کہ خریدار شرط کر لے اور جو غلام خریدے اور اس کے پاس مال ہو تو اس کے مال کا مالک بائع ہے مگر یہ کہ خریدار شرط کر لے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور ابن دقیق نے کہا کہ استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے امام مالک کے اس پر کہ غلام اپنے مال کا مالک ہوتا ہے واسطے منسوب ہونے ملک کے طرف اس کی ساتھ لام (الف، لام) کے اور وہ ظاہر ہے ملک میں اور اس کے غیر نے کہا کہ اس سے پکڑا جاتا ہے کہ جب مالک اپنے غلام کو کچھ مال ملک کر دے تو غلام اس کا مالک ہو جاتا ہے اور یہی قول ہے مالک کا اور یہی قدیم قول ہے شافعی کا لیکن اگر اس کے بعد وہ اس کو بیچ ڈالے تو اس کا مال مالک کی طرف پھر آتا ہے مگر یہ کہ خریدار شرط کر لے اور امام ابو حنیفہ نے کہا کہ غلام بالکل کسی چیز کا مالک نہیں ہو سکتا اور یہی ہے جدید قول شافعی کا اور اضافت واسطے اختصاص کے ہے اور اس کے مفہوم سے پکڑا جاتا ہے کہ جو غلام کو بیچے اور اس کے پاس مال ہو اور خریدار اس کی شرط کر لے تو بیع صحیح ہے لیکن یہ شرط ہے کہ سودی مال نہ ہو پس نہیں جائز ہے بیع غلام کی اور ساتھ اس کے درہم ہوں بدلے درہموں کے یہ قول شافعی کا ہے اور مالک سے روایت ہے کہ یہ منع نہیں یعنی اس کی بیع ہر طرح سے جائز ہے اگرچہ اس کے ساتھ سودی مال ہو واسطے مطلق ہونے حدیث کے اور عقد تو صرف غلام پر واقع ہوتا ہے اور جو مال کے اس کے ساتھ ہے اس کو عقد میں کچھ دخل نہیں اور جب مال کپڑے ہوں تو اس میں اختلاف ہے اور صحیح تر یہ ہے کہ اس کا حکم بھی مال کا حکم ہے اور بعض کہتے ہیں کہ کپڑے اس میں داخل ہوتے ہیں واسطے عمل کرنے کے رواج پر اور بعض کہتے ہیں کہ جو ستر کو ڈھانکے صرف وہی اس میں داخل ہوتا ہے اور باجی نے کہا کہ اگر اس کو مشتری غلام کے واسطے شرط کرے تو مطلق صحیح ہے اور اگر بعض کو شرط کرے یا اپنے واسطے شرط کرے تو اس میں دو روایتیں ہیں اور مازری نے کہا کہ اگر دور ہو ملک مالک کی غلام اپنے سے ساتھ بیع کے یا معاوضہ کے تو مال مالک کا بھی ہے مگر یہ کہ خریدار شرط کر لے اور بعض تابعین سے مانند حسن کی روایت ہے کہ وہ مال غلام کے تابع ہے اور حدیث حجت ہے اوپر اس کے اور دور ہو ملک اس کی ساتھ آزاد کرنے کے اور مانند اس کی کے تو مال غلام کا ہے مگر یہ کہ مالک شرط کر

لے اور اگر ہبہ وغیرہ سے اس کی ملک دور ہو تو اس میں دو قول ہیں زیادہ تر راجح یہ ہے کہ ہبہ بیع کے ساتھ ملحق ہے اور اسی طرح اگر سپرد کرے اس کو کسی قصور میں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے کرنا شرط کا جو عقد کے منافی نہ ہو اور یہی حال ہے کھیتی کا یعنی زمین بوئی ہوئی کا سو جو بوئی ہوئی زمین کو بیچے اور اس میں کھیتی ہو تو کھیتی واسطے بائع کے ہے اور اختلاف کی ہے کھجور کے درخت میں اور اس سے پکڑا جاتا ہے کہ جو زمین کو اجارے دے اور اس میں اس کی کھیتی ہو تو وہ کھیتی اجارہ دینے والے کے واسطے ہے نہ واسطے اجارہ لینے والے کے اگر فرض کی جائے صورت اجارے کی۔ (فتح)

۲۲۰۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُبَاعَ الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا تَمْرًا.

۲۰۰۶۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رخصت دی حضرت ﷺ نے یہ کہ بیچی جائیں عرایا یعنی پھل عرایا کے ساتھ اندازہ کرنے ان کے کے حالت خشک ہونے میں۔

۲۲۰۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُخَابَرَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَعَنِ الْمُزَابَنَةِ وَعَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا وَأَنْ لَا تُبَاعَ إِلَّا بِالدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ إِلَّا الْعَرَايَا.

۲۰۰۷۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے مخابرت سے اور محاقلت سے اور مزابنت سے اور کچے پھل کے بیچنے سے اور یہ کہ نہ بیچا جائے میوہ مگر ساتھ دینار اور درہم کے مگر عرایا کا میوہ خشک کھجور کے بدلے بیچنا جائز ہے۔

فائدہ: مخابرت اور محاقلت اور مزابنت کے معنی پہلے گزر چکے ہیں۔

۲۲۰۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ مَوْلَى ابْنِ أَبِي أَحْمَدَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا مِنَ التَّمْرِ فِيمَا دُوْنَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ أَوْ فِي خَمْسَةِ

۲۲۰۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے عرایا کے پھلوں کے بیچنے کی اجازت دی ساتھ اندازہ کرنے اس کے کے خشک کھجوروں سے اس چیز میں کہ پانچ وسق سے کم ہو یا پانچ وسق میں داؤد راوی کو اس میں شک ہے۔

أَوْسُقٍ شَكَّ دَاوُدُ فِيْ ذٰلِكَ.

فائدہ: یہ حدیث بھی اپنے باب میں گزر چکی ہے۔

۲۲۰۹۔ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي الْوَلِيْدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ بُشَيْرُ بْنُ يَسَارٍ مَوْلٰى بَنِيْ حَارِثَةَ أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ وَسَهْلَ بْنَ أَبِيْ حَثْمَةَ حَدَّثَاهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ بَيْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ إِلَّا أَصْحَابَ الْعَرَايَا فَإِنَّهُ أَذِنَ لَهُمْ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِيْ بُشَيْرٌ مِثْلَهُ

۲۲۰۹۔ رافع رضی اللہ عنہ اور سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنت یعنی خشک کھجور کے بدلے درخت پر کے میوے بیچنے سے منع فرمایا مگر عرایا والوں کو کہ ان کو اجازت دی۔

فائدہ: ان تمام حدیثوں کی شرح کتب البیوع میں پہلے گزر چکی ہے، رجوع کیا جائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابٌ فِي الْإِسْتِقْرَاضِ وَأَدَاءِ الدُّيُوْنِ وَالْحَجْرِ وَالتفلِيْسِ

کتاب ہے بیچ بیان قرض لینے کے او رادا کرنے دینوں کے یعنی اس چیز کے کہ ذمہ میں ہے برابر ہے کہ قرض کے سبب سے ہو یا کسی اور سبب سے ذمہ میں واجب ہو مانند مہر وغیرہ کے اور تصرف سے روکنے کے اور مفلس کرنے حاکم کی کسی کو کہ اس کے ذمہ میں مطالبہ ہے۔

فائدہ: اور جمع کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ان تین امروں کو واسطے کم ہونے حدیثوں کے جو اس باب میں وارد ہیں اور واسطے متعلق ہونے بعض کے ساتھ بعض کے۔ (فتح)

بَابُ مَنِ اشْتَرٰى بِالدَّيْنِ وَلَيْسَ عِنْدَهٗ ثَمَنُهٗ أَوْ لَيْسَ بِحَضْرَتِهٖ

اگر کوئی کسی چیز کو ادھار خریدے اور اس کا مول اس کے پاس نہ ہو یا اس کے پاس اس وقت موجود نہ ہو

فائدہ: تو یہ جائز ہے اور شاید کہ یہ اشارہ ہے طرف ضعیف ہونے اس حدیث کی جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں خریدتا میں وہ چیز جس کا مول میرے پاس نہ ہو اور اس کے موصول ہونے اور مرسل ہونے میں اختلاف ہے۔ (فتح)

۲۲۱۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْمُغِيْرَةِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَيْفَ تَرٰى بَعِيْرَكَ أَتَبِيْعُنِيْهِ قُلْتُ نَعَمْ فَبِعْتُهٗ إِيَّاهُ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ غَدَوْتُ إِلَيْهِ بِالْبَعِيْرِ

۲۲۱۰۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یعنی پلٹتے وقت کہ کیا حال ہے تیرے اونٹ کا کیا تو اس کو میرے ہاتھ بیچتا ہے؟ میں نے کہا ہاں سو میں نے اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ بیچ ڈالا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں آئے تو میں اگلے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اونٹ لے گیا تو

فَأَعْطَانِي ثَمَنَهُ. حضرت ﷺ نے مجھ کو اس کی قیمت دی۔

فائدہ: یہ حدیث ترجمہ کے دوسرے رکن کے مطابق ہے کہ اس وقت مول وہاں حاضر نہ تھا۔

۲۲۱۱۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ تَذَاكَرْنَا عِنْدَ إِبْرَاهِيمَ الرَّهْنَ فِي السَّلَمِ فَقَالَ حَدَّثَنِي الْأَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرَى طَعَامًا مِنْ يَهُودِيٍّ إِلَى أَجَلٍ وَرَهَنَهُ دِرْعًا مِنْ حَدِيدٍ.

۲۲۱۱۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک یہودی سے ایک مدت معلوم کے وعدے سے اناج خریدا اور اپنی لوہے کی زرہ اس کے پاس رہن رکھی۔

فائدہ: یہ حدیث ترجمہ کے پہلے رکن کے مطابق ہے یعنی مول آپ ﷺ کے پاس بالکل نہ تھا نہ حاضر نہ غائب اور ابن منیر نے کہا کہ وجہ دلالت کی اس سے یہ ہے کہ اگر حضرت ﷺ کے پاس مول حاضر ہوتا تو اس کو موخر نہ کرتے اور اسی طرح مول اناج کا اگر آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوتا تو آپ ﷺ کے ذمہ میں قرض مرتب نہ ہوتا واسطے اس کے کہ آپ ﷺ کی عادت شریف سے معلوم ہے کہ جو چیز آپ ﷺ کے ذمہ لازم ہوتی تھی اس کے ادا کرنے میں نہایت جلدی کرتے تھے اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث شروط میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيدُ أَدَاءَهَا أَوْ إِتْلَافَهَا

جو لوگوں کے مال لے ادا کرنے کے ارادے پر یا برباد کرنے کے ارادے پر

فائدہ: حذف کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے جواب کو اس بے پرواہ ہونے کے ساتھ اس چیز کے کہ حدیث میں واقع ہوئی ہے ابن منیر نے کہا کہ یہ ترجمہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ جو باب اس سے پہلا ہے وہ مقید ہے ساتھ اس کے کہ ادا کرنے کی قدرت کا علم ہو اس واسطے کہ جس کو معلوم ہو کہ میں ادا کرنے سے عاجز ہوں تو اس نے لیا نہ ادا کرنے کے ارادے پر مگر بہ طور تمنا اور آرزو کے اور تمنا خلاف ارادے کے ہے میں کہتا ہوں کہ اس میں نظر ہے اس واسطے کہ جب اس نے ادا کی نیت کی اس چیز سے کہ اللہ اس پر کشادگی کرے گا تو تحقیق حدیث کلام کرنے والی ہے ساتھ اس کے کہ اللہ اس کا قرض ادا کر دے گا یا تو دنیا میں اس پر کشادگی کر دے گا اور یا آخرت میں اس کی طرف سے ضامن ہوگا پس نہیں متعین ہے تقیید ساتھ قدرت کے حدیث میں اور اگر اس کا قول مانا جائے تو اس جگہ ایک تیسرا درجہ بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کو نہ معلوم ہو کہ ادا کر سکے گا یا کہ نہیں۔ (فتح)

۲۲۱۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ ثَوْرِ

۲۲۱۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگوں کے مال لے یعنی بطور قرض کے ادا کرنے

بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيْدُ أَدَائَهَا أَدَّى اللَّهُ عَنْهُ وَمَنْ أَخَذَ يُرِيْدُ إِتْلَافَهَا أَتْلَفَهُ اللَّهُ.

کے ارادے پر تو اللہ اس سے ادا کر دے گا یعنی ادا کرنے کا سامان کر دے گا اور جو ان کے مال برباد کرنے کے ارادے پر لے تو اللہ اس کو برباد کر ڈالے گا۔

فائدہ: اور ابن ماجہ نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ کوئی مسلمان نہیں کہ قرض لے اس حال میں کہ اللہ جانتا ہو کہ وہ ادا کا ارادہ رکھتا ہے مگر کہ اللہ اس سے دنیا میں ادا کر دیتا ہے اور ظاہر اس حدیث کا محال ٹھہراتا ہے مسئلے مشہور کو اس شخص کے جو ادا کرنے سے پہلے مر جائے بغیر اس کے کہ اس کی طرف سے کچھ قصور ہو جیسا کہ مثلاً تنگ دست ہو جائے یا اچانک مر جائے اور اس کے پاس مال ہو پوشیدہ اور اس کی نیت ادا کرنے کی ہو اور اس کی طرف سے دنیا میں قرض ادا نہ ہو یعنی ابن ماجہ کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا ممکن نہیں اور ممکن ہے محمول کرنا حدیث میمونہ رضی اللہ عنہا کا غالب پر یعنی اکثر اوقات تو ایسا ہی ہوتا ہے کہ اس کا قرض دنیا میں ادا ہو جاتا ہے اور کبھی نہیں بھی ہوتا اور ظاہر یہ ہے کہ جو شخص ایسا ہو اس پر آخرت میں عذاب نہیں اور حالانکہ حالت یہ ہو اس طرح کہ قرض خواہ کے واسطے اس کی نیکیاں لی جائیں بلکہ اللہ تعالیٰ قرض خواہ کے واسطے قرض دار کی طرف سے ضامن ہو جائے گا جیسا کہ باب کی حدیث اس پر دلالت کرتی ہے اگرچہ مخالفت کی اس میں ابن عبدالسلام نے اور یہ جو فرمایا کہ اللہ اس کو برباد کر ڈالے گا تو ظاہر اس کا یہ ہے کہ یہ بربادی اس کے واسطے دنیا میں واقع ہوگی اور یا اس کی روزی میں واقع ہوگی یا اس کی جان میں اور یہ ایک نشانی ہے نبوت کی نشانیوں سے واسطے اس چیز کے کہ دیکھتے ہیں اس کو ساتھ مشاہدے کے اس شخص سے جو دونوں امروں میں سے کسی چیز کے ساتھ لین دین کرتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد بربادی سے عذاب آخرت کا ہے اور ابن بطال نے کہا کہ اس میں رغبت دلانی ہے بیچ ترک کھانے مال لوگوں کے اور ترغیب ہے اس میں کہ اچھی طرح ان کی طرف ادا کرے اور یہ کہ جزا کبھی جنس عمل سے ہوتی ہے اور اس میں ترغیب ہے بیچ اچھی کرنے نیت کے اور ڈرانا ہے ضد اس کی سے اور یہ کہ مدار اعمال کی نیت پر ہے اور اس میں رغبت دلانی ہے قرض لینے میں اس شخص کو جس کی نیت ادا کرنے کی ہو اور تحقیق اخذ کیا ہے ساتھ اس کے عبداللہ بن جعفر نے بیچ اس چیز کے کہ روایت کی اس سے ابن ماجہ اور حاکم نے عبداللہ بن جعفر سے کہ وہ قرض لیتے تھے یعنی بلا حاجت تو کسی نے کہا کہ تم بلا حاجت قرض کیوں لیتے ہو تو اس نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ اللہ قرض دار کے ساتھ ہے یہاں تک کہ قرض ادا کرے اور اس کی اسناد حسن ہے یعنی میں بھی چاہتا ہوں کہ اللہ میرے ساتھ ہو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی چیز کو ادھار خریدے اور اس میں تصرف

کرے اور اس نے ظاہر کیا کہ اس کے ادا کرنے پر قادر ہے پھر امر اس کے برخلاف ظاہر ہو تو وہ بیع رد نہیں ہوتی یعنی پھر نہیں سکتی بلکہ انتظار کی جائے ساتھ اس کے وعدے کے آنے تک واسطے اقتصار کرنے حضرت ﷺ کے اوپر بد دعا کرنے کے اوپر اس کے اور نہ لازم کیا اس کو ساتھ پھیرنے بیع کے۔ (فتح)

بَابُ أَدَآءِ الدُّيُوْنِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلٰى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ إِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا﴾.

باب ہے ادا کرنے قرضوں کے بیان میں اور اللہ نے فرمایا کہ اللہ تم کو حکم فرماتا ہے کہ پہنچاؤ امانتیں امانت والوں کو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے لگو تو فیصلہ کرو انصاف سے اللہ اچھی نصیحت کرتا ہے تم کو اللہ ہے سنتا دیکھتا۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ داخل کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے دین کو امانت میں واسطے ثابت ہونے حکم کے ساتھ ادا کرنے اس کے کے اس واسطے کہ آیت میں امانت سے مراد وہ چیز ہے جو آیت انا عرضنا الامانة علی السموات والارض میں اس سے مراد ہے اور تفسیر کی گئی ہے اس جگہ امانت ساتھ رد امر اور نواہی کے پس داخل ہوں گی اس میں وہ تمام چیزیں جو ذمہ میں متعلق ہیں اور جو متعلق نہیں انتہی اور احتمال ہے کہ امانت سے مراد ظاہر معنی ہوں یعنی جو چیز کسی کے پاس امانت رکھی جائے اور جب کہ اللہ نے اس کے ادا کرنے کا حکم کیا اور اس کے فاعل کی مدح کی اور حالانکہ وہ ذمہ میں متعلق نہیں تو جو چیز کہ ذمہ میں ہو اس کا حال اولیٰ ہے اور اکثر مفسرین اس پر ہیں کہ یہ آیت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ دربان کعبے کے حق میں اتری اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حاکموں کے حق میں اتری اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ سب امانتوں میں عام ہے۔ (فتح)

۲۲۱۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا أَبُوْ شِهَابٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أَبْصَرَ يَعْنِيْ أُحُدًا قَالَ مَا أُحِبُّ أَنَّهٗ يُحَوَّلُ لِيْ ذَهَبًا يَمْكُثُ عِنْدِيْ مِنْهُ دِيْنَارٌ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا دِيْنَارًا أُرْصِدُهٗ لِدَيْنٍ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الْأَكْثَرِيْنَ هُمُ الْأَقَلُّوْنَ إِلَّا مَنْ قَالَ بِالْمَالِ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَأَشَارَ أَبُوْ شِهَابٍ بَيْنَ يَدَيْهِ

۲۲۱۳۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ تھا سو جب حضرت ﷺ نے احد پہاڑ کو دیکھا سو فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کہ پہاڑ احد میرے واسطے بدل کر سونا ہو جائے اور اس میں سے کوئی دینار میرے پاس تین دن سے زیادہ رہے مگر ایک دینار کہ میں اس کو ادائے قرض کے واسطے مہیا رکھوں پھر فرمایا کہ جو بہت مال دار ہیں وہی قیامت میں ثواب سے مفلس ہیں پر جس نے مال کو خرچ کیا اس طرح اور اس طرح اور اشارہ کیا ابو شہاب نے اپنے آگے اور اپنے داہنے اور بائیں یعنی اپنے آگے اور دائیں اور بائیں سب

وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ وَقَالَ مَكَانَكَ وَتَقَدَّمَ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَسَمِعْتُ صَوْتًا فَأَرَدْتُّ أَنْ آتِيَهُ ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَهُ مَكَانَكَ حَتَّى آتِيَكَ فَلَمَّا جَآءَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الَّذِيْ سَمِعْتُ أَوْ قَالَ الصَّوْتُ الَّذِيْ سَمِعْتُ قَالَ وَهَلْ سَمِعْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ أَتَانِيْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَام فَقَالَ مَنْ مَّاتَ مِنْ أُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَإِنْ فَعَلَ كَذَا وَكَذَا قَالَ نَعَمْ.

طرف خوب یا اور تھوڑے ہیں ایسے لوگ اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنی جگہ میں ٹھہرا رہ اور تھوڑا سا آگے بڑھے اور میں نے ایک آواز سنی سو میں نے چاہا کہ آپ ﷺ کے پاس جاؤں پھر میں نے آپ ﷺ کا قول یاد کیا کہ اپنی جگہ میں ٹھہرا رہ یہاں تک کہ میں تیرے پاس آؤں سو جب حضرت ﷺ تشریف لائے تو میں نے کہا کہ کیا آواز تھی جو میں نے سنی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو نے کوئی آواز سنی ہے میں نے کہا کہ ہاں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے تھے تو اس نے کہا کہ جو تیری امت سے مرے گا اس طرح پر کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ جانتا ہو تو وہ بہشت میں داخل ہوگا میں نے کہا کہ جو ایسا ایسا کرے یعنی حرام کاری کرے فرمایا ہاں اگرچہ ایسا ایسا کرے۔

فائدہ: اور غرض اس جگہ آپ ﷺ کے اس قول سے یہ ہے کہ مگر ایک دینار جس کو میں ادائے قرض کے واسطے رکھوں اس حدیث میں اشارہ ہے اس طرف کہ بہت قرض نہ اٹھائے بلکہ تھوڑے پر اقتصار کرے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے صرف ایک ہی دینار کو ذکر کیا زیادہ کا نام نہ لیا اور اگر حضرت ﷺ پر مثلا سو دینار قرض ہوتے تو نہ مہیا رکھتے واسطے ادا کرنے اس کے کی ایک دینار اور نہیں پوشیدہ ہے جو اس استدلال میں ہے شبہ سے اور اس سے معلوم ہوا کہ ادا قرض میں بہت کوشش کرے اور یہی معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ نہایت تارک الدنیا تھے۔ (فتح)

۲۲۱۴۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ شَبِيْبِ بْنِ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ يُوْنُسَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ لِيْ مِثْلُ أُحُدٍ ذَهَبًا مَّا يَسُرُّنِيْ أَنْ لَّا يَمُرَّ عَلَيَّ ثَلَاثٌ وَعِنْدِيْ مِنْهُ شَيْءٌ إِلَّا شَيْءٌ أُرْصِدُهُ لِدَيْنٍ رَوَاهُ صَالِحٌ وَعُقَيْلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

۲۲۱۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہوتا تو مجھ کو نہ خوش لگتا یہ کہ تین دن مجھ پر گزریں اور اس میں سے کچھ میرے باقی ہوتا مگر وہ چیز جو قرض ادا کرنے کے واسطے رکھوں۔

بَابُ اِسْتِقْرَاضِ الْاِبِلِ
یعنی اونٹ کے قرض لینے کے بیان میں

فائدہ: یعنی جائز ہونا اس کا تا کہ پھیر دے قرض لینے والا قرض خواہ کو مانند اس کی یا بہتر اس سے۔ (فتح)

۲۲۱۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بِمِنًى يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا تَقَاضٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَغْلَظَ لَهُ فَهَمَّ بِهِ أَصْحَابُهُ فَقَالَ دَعُوْهُ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا وَّاشْتَرُوْا لَهُ بَعِيْرًا فَأَعْطُوْهُ إِيَّاهُ وَقَالُوْا لَا نَجِدُ إِلَّا أَفْضَلَ مِنْ سِنِّهِ قَالَ اشْتَرُوْهُ فَأَعْطُوْهُ إِيَّاهُ فَإِنَّ خَيْرَكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً.

۲۲۱۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تقاضا کیا یعنی اونٹ کا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے لیا تھا تو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت کہا یعنی تقاضا میں بہت مبالغہ کیا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بے جا کلام کیا تو اصحاب نے اس کو ایذا پہنچانے کا قصد کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو اس واسطے کہ حق دار کو مطالبہ میں نہایت مبالغہ کرنا اور سختی کرنا جائز ہے اور اس کو اونٹ خرید دو تو اصحاب نے کہا ہم اونٹ نہیں پاتے مگر زیادہ تر اس کی عمر سے یعنی وہ اونٹ چھوٹا تھا اور یہ بڑا ہے فرمایا اس کو خرید دو اس واسطے کہ تم لوگوں میں بہتر آدمی وہ ہے جو قرض ادا کرنے میں بہتر ہے۔

فائدہ: احتمال ہے کہ اغلاظ سے مراد مطالبہ میں سختی کرنی ہو اور احتمال ہے کہ بے جا کلام مراد ہو اور حق دار کافر ہو اس واسطے کہ کہتے ہیں کہ وہ یہودی تھا اور پہلی وجہ اظہر ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے قرض خواہ کو طلب کرنا قرض کا جب کہ پہنچے وقت وعدے کا اور اس میں بیان ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن خلق کا اور بڑا ہونا آپ کے حلم اور تواضع کا اور انصاف کا اور یہ کہ جس پر قرض ہو اس کو قرض خواہ کی برابری کرنی لائق نہیں اور یہ کہ جو حاکم کی بے ادبی کرنی واجب ہے اس پر تعزیر مناسب حال کے مگر یہ کہ صاحب حق کا معاف کر دے اور یہ کہ جائز ہے قرض لینا اونٹ کا، وفيه المطابقة للترجمة اور ملحق ہیں ساتھ اونٹ کے تمام حیوانات یعنی سب جانوروں کا یہی حکم ہے کہ ان کا قرض لینا درست ہے اور یہی قول ہے اکثر اہل علم کا اور ثوری اور حنفیہ کہتے ہیں کہ جانور کا قرض لینا جائز نہیں اور ان کی دلیل یہ روایت ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ جانور کو جانور کے بدلے ادھار بیچنا منع ہے روایت کی یہ حدیث ابن حبان اور دارقطنی وغیرہ نے اور اس کے راوی معتبر ہیں لیکن حفاظ نے کہا راجح اس کا مرسل ہونا ہے اور روایت کیا اس کو ترمذی نے حسن کی حدیث سے اس نے روایت کی سمرہ رضی اللہ عنہ سے اور بیچ [illegible] حسن کے سمرہ سے اختلاف ہے اور فی الجملہ یہ حدیث حجت کی صلاحیت رکھتی ہے اور طحاوی نے دعویٰ کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث باب کی حدیث کی ناسخ ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کا اس کے کہ نسخ احتمال سے

ثابت نہیں ہوتا اور تطبیق دونوں حدیثوں میں ممکن ہے پس تطبیق دی ہے درمیان ان دونوں کے امام شافعی اور ایک جماعت نے ساتھ حمل کرنے نہی کے اس پر جب کہ دونوں طرف سے ادھار ہو اور بے شک ہے پھرنا طرف اس کی اس واسطے کہ تطبیق دونوں حدیثوں میں اولیٰ ہے ایک کے باطل کرنے سے ساتھ اتفاق کے اور جب حدیث سے یہ مراد ہوئی تو باقی رہی دلالت اس کی اس پر کہ جائز ہے قرض لینا جانور کا اور بیع سلم کرنی بیچ اس کے اور دلیل پکڑی ہے بائع نے اس طرح کہ جانوروں میں بہت اختلاف ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کے ہم مثل ہونے کی حقیقت پر واقفی نہیں ہوتی اور جواب دیا گیا ہے اس طرح کہ نہیں ہے کوئی مانع احاطہ کرنے سے ساتھ اس کے ساتھ وصف کے ساتھ اس چیز کے کہ دفع کرے تغائر کو اور تحقیق جائز رکھا ہے حنفیہ نے نکاح کرنے کو اور کتابت کو اوپر غلام کے جو موصوف ہو ذمہ میں اور یہ کہ جائز ہے ادا کرنا اس چیز کا کہ وہ افضل ہے مثل اس چیز سے کہ قرض کی گئی ہو جب کہ عقد بیع میں اس کی شرط واقع ہوئی ہو اس واسطے کہ اس وقت وہ بالاتفاق حرام ہے اور یہی قول ہے جمہور کا اور مالکیہ کے نزدیک زیادتی میں تفصیل ہے اگر وہ گنتی زیادتی کے ساتھ ہو تو یہ منع ہے اور اگر وصف کے ساتھ ہو تو یہ جائز ہے اور یہ کہ نیکی اور بندگی کے کام میں قرض لینا جائز ہے اور اسی طرح سب مباح کاموں میں اور یہ کہ جائز ہے امام کو یہ کہ قرض لے بیت المال پر واسطے حاجت بعض محتاجوں کے تا کہ ادا کرے اس کو مال صدقے سے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے شافعی نے اس پر کہ جائز ہے جلدی کرنی ساتھ زکوۃ کے اسی طرح حکایت کیا ہے ابن عبدالبر نے اور نہیں ظاہر ہوئی واسطے میرے توجیہ اس کی مگر یہ کہ ہو مراد وہ چیز کہ کہی گئی ہے بیچ سبب قرض لینے حضرت ﷺ کے اور یہ کہ اس کو حضرت ﷺ نے بعض محتاجوں کے واسطے قرض لیا تھا جو صدقہ کے مستحق تھے سو جب صدقہ آیا تو حضرت ﷺ نے صدقہ سے وہ قرض ادا کر دیا اور نہیں اعتراض کیا جاتا اس پر یہ کہ حضرت ﷺ نے اس کو صدقے کے مال سے اپنے حق سے زیادہ دیا واسطے اس احتمال کے کہ شاید قرض دینے والا بھی صدقہ کا مستحق ہو یا تو محتاجی کی وجہ سے اور یا الفت کی وجہ سے یا سوائے اس کے دونوں جہتوں سے اصل میں ادا کرنے کی جہت سے اور استحقاق کی وجہ سے زائد میں اور بعض کہتے ہیں کہ اس کا قرض آپ ﷺ کے ذمہ تھا سو جب وعدے کا وقت پہنچا اور ادا کرنے کے لیے آپ ﷺ نے کچھ نہ پایا تو ہو گئے آپ ﷺ ضامن پس جائز ہوا آپ کو ادا کرنا صدقہ سے اور احتمال ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اپنے نفس کے واسطے قرض لیا ہو سو جب وعدے کا وقت داخل ہوا تو صدقے کے اونٹوں سے ایک اونٹ خریدا اس شخص سے جو اس کا مستحق تھا یا کسی اور سے اس کو قرض لیا تھا یا صدقے کے مال سے لیا تھا تا کہ ادا کر دیں اس کو بعد اس کے اور اول احتمال قوی تر ہے۔ (فتح)

بَابُ حُسْنِ التَّقَاضِیْ

یعنی مستحب ہے تقاضا کرنا ساتھ اچھی طرح کے یعنی مستحب ہے کہ نرمی کے ساتھ تقاضا کرے سختی نہ کرے

۲۲۱۶۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَاتَ رَجُلٌ فَقِيْلَ لَهُ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ قَالَ كُنْتُ أُبَايِعُ النَّاسَ فَأَتَجَوَّزُ عَنِ الْمُوْسِرِ وَأُخَفِّفُ عَنِ الْمُعْسِرِ فَغُفِرَ لَهُ قَالَ أَبُوْ مَسْعُوْدٍ سَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۲۱۶۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ ایک شخص مر گیا تو اس کو کہا گیا کہ کیا تو کہا کرتا تھا یعنی کیا عمل کرتا تھا تو اس نے کہا کہ میں لوگوں سے خرید وفروخت کرتا تھا سو میں مال دار سے درگزر کرتا تھا یعنی اس کو مہلت دیتا تھا اور تنگدست سے تخفیف کرتا تھا یعنی اپنا کچھ مال چھوڑ دیتا تھا تو اللہ نے اس کو بخش دیا ابو مسعود نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو سنا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہ تقاضا اچھی طرح سے کرے یعنی نرمی کرے سختی نہ کرے۔

بَابٌ هَلْ يُعْطٰى أَكْبَرَ مِنْ سِنِّهِ

کیا قرض خواہ کو اپنے اونٹ سے بڑی عمر کا اونٹ دیا جائے یا نہیں

۲۲۱۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَقَاضَاهُ بَعِيْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطُوْهُ فَقَالُوْا مَا نَجِدُ إِلَّا سِنًّا أَفْضَلَ مِنْ سِنِّهِ فَقَالَ الرَّجُلُ أَوْفَيْتَنِيْ أَوْفَاكَ اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطُوْهُ فَإِنَّ مِنْ خِيَارِ النَّاسِ أَحْسَنَهُمْ قَضَاءً.

۲۲۱۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اونٹ کا تقاضا کرتا آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو اونٹ خرید دو تو انہوں نے کہا ہم اونٹ نہیں پاتے مگر زیادہ عمر اس کی سے یعنی اس کے اونٹ کے برابر عمر کا اونٹ نہیں ملتا بلکہ اس سے زیادہ عمر کا ملتا ہے تو اس مرد نے کہا کہ تو نے میرا حق پورا ادا کیا ہے اللہ تجھ کو تیرا حق پورا دے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو وہی اونٹ خرید دو اس واسطے کہ تم لوگوں میں بہتر وہی آدمی ہے جو قرض ادا کرنے میں بہتر ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے باب میں گزر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کم عمر کا اونٹ کسی سے قرض لے تو اس کے بدلے اس سے بڑی عمر کا اونٹ قرض خواہ کو دینا درست ہے۔

بَابُ حُسْنِ الْقَضَاءِ

اچھی طرح سے قرض ادا کرنے کا بیان یعنی مستحب ہے کہ قرض اچھی طرح سے ادا کرے

۲۲۱۸۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ

۲۲۱۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد کا ایک اونٹ معین عمر کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرض تھا سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ لِرَجُلٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِنٌّ مِّنَ الْإِبِلِ فَجَآءَهُ يَتَقَاضَاهُ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطُوْهُ فَطَلَبُوْا سِنَّهٗ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهٗ إِلَّا سِنًّا فَوْقَهَا فَقَالَ أَعْطُوْهُ فَقَالَ أَوْفَيْتَنِيْ أَوْفَى اللّٰهُ بِكَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ خِيَارَكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَآءً.

پر تقاضا کرتا آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اونٹ دو تو اصحاب نے اس کے اونٹ کے برابر عمر کا اونٹ تلاش کیا تو انہوں نے اونٹ نہ پایا مگر زیادہ عمر اس کی سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو وہی دے دو تو اس مرد نے کہا کہ تو نے میرا قرض پورا ادا کیا اللہ تجھ کو تیرا حق پورا دے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگوں میں بہتر وہی ہے جو قرض ادا کرنے میں بہتر ہو۔

فائدہ: یہ حدیث ترجمہ باب میں ظاہر ہے۔

۲۲۱۹۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ حَدَّثَنَا مُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ مِسْعَرٌ أُرَاهُ قَالَ ضُحًى فَقَالَ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ لِيْ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَقَضَانِيْ وَزَادَنِيْ.

۲۲۱۹۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ مسجد میں تھے چاشت کے وقت تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دو رکعتیں پڑھ لے اور میرا آپ ﷺ پر قرض تھا یعنی مول اس اونٹ کا جو جہاد سے پلٹتے وقت راہ میں حضرت ﷺ نے مجھ سے خریدا تھا سو حضرت ﷺ نے مجھ کو قرض ادا کر دیا اور کچھ زیادہ دیا۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے بھی کئی جگہ پر گزر چکی ہے اور بعض طریقوں میں زیادتی کے مقدار کا بیان آ چکا ہے کہ وہ ایک قیراط تھی اور پوری شرح اس کی کتاب الشروط میں آئے گی۔

بَابٌ إِذَا قَضٰى دُوْنَ حَقِّهٖ أَوْ حَلَّلَهٗ فَهُوَ جَائِزٌ

جب قرض دار قرض خواہ کے حق سے کم ادا کرے یعنی پورا قرض ادا نہ کرے بلکہ کچھ ادا کرے اور کچھ باقی رہے اور قرض خواہ اس کو معاف کر دے تو یہ جائز ہے۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ نہیں جائز ہے قرض دار کو رکھنا قرض میں سے کچھ بغیر معاف کرانے کے اور اگر قرض خواہ اپنا سب قرض معاف کر دے تو سب علماء کے نزدیک جائز ہے اور اسی طرح اگر قرض میں سے کچھ معاف کر دے تو بھی جائز ہے اور ابن منیر نے اس کی یہ توجیہ کی ہے کہ مراد یہ ہے کہ جب قرض خواہ کی رضامندی سے کچھ قرض ادا کرے اور کچھ ادا نہ کرے اور یا قرض خواہ اپنا سب حق معاف کر دے تو یہ جائز ہے پھر وارد کی امام بخاری رحمہ اللہ نے اس میں حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی بیچ بیان قرض باپ اس کے کی اور اس میں یہ ہے کہ میں نے ان سے سوال کیا کہ میرے باغ کی کھجوریں قبول کریں اور باقی میرے باپ کو معاف کر دیں اور یہی قدر مراد ہے حدیث

سے اس ترجمہ میں پس آئندہ آئے گا کہ حضرت ﷺ نے اس کے قرض خواہوں سے یہ بات چاہی اور پوری یہ حدیث کتاب الھبہ میں آئے گی۔ (فتح)

۲۲۲۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ شَهِيْدًا وَّعَلَيْهِ دَيْنٌ فَاشْتَدَّ الْغُرَمَآءُ فِيْ حُقُوْقِهِمْ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُمْ أَنْ يَّقْبَلُوْا تَمْرَ حَائِطِيْ وَيُحَلِّلُوْا أَبِيْ فَأَبَوْا فَلَمْ يُعْطِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَائِطِيْ وَقَالَ سَنَغْدُوْ عَلَيْكَ فَغَدَا عَلَيْنَا حِيْنَ أَصْبَحَ فَطَافَ فِي النَّخْلِ وَدَعَا فِيْ ثَمَرِهَا بِالْبَرَكَةِ فَجَدَدْتُهَا فَقَضَيْتُهُمْ وَبَقِيَ لَنَا مِنْ تَمْرِهَا.

۲۲۲۰۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میرا باپ جنگ اُحد کے دن شہید ہوا اور اس پر قرض تھا تو قرض خواہوں نے اپنے قرض کے واسطے سختی کی سو میں حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو حضرت ﷺ نے ان سے سوال کیا کہ اس کے باغ کا میوہ قبول کریں یعنی جو کہ موجود ہے اور باقی قرض میرے باپ کو معاف کریں تو انہوں نے نہ مانا تو حضرت ﷺ نے ان کو میرا باغ نہ دیا اور فرمایا کہ میں کل صبح کو تیرے پاس آؤں گا سو صبح کو حضرت ﷺ ہمارے پاس آئے تو حضرت ﷺ کھجوروں میں گھومے اور ان کے میوے میں برکت کی دعا کی پھر میں نے میوے کو کاٹا اور ان کو سب قرض ادا کر دیا اور ان کا کچھ میوہ ہمارے واسطے باقی رہا۔

بَابٌ إِذَا قَاصَّ أَوْ جَازَفَهُ فِي الدَّيْنِ فَهُوَ جَائِزٌ تَمْرًا بِتَمْرٍ أَوْ غَيْرِهِ

اگر بدل کرے یا قرض خواہ کو قرض میں اندازے سے دے تو یہ جائز ہے کھجوروں کے بدلے کھجور ہو یا کچھ اور

فائدہ: مہلب نے کہا کہ نہیں جائز ہے نزدیک کسی کے علماء سے یہ کہ لے وہ شخص کہ اس کے واسطے کھجوریں قرض ہوں قرض دار اپنے سے کھجوریں بطور اندازے کے بدلے قرض اپنے کے اس واسطے کہ اس میں جہالت اور دھوکہ ہے بلکہ اس کو تو صرف یہ جائز ہے کہ لے اندازے سے اپنے حق میں کمتر قرض اپنے سے جب کہ لینے والا اس کو جانے اور اس کے ساتھ راضی ہو اور گویا کہ مراد اس کی امام بخاری رحمہ اللہ کے ترجمہ پر اعتراض کرنا ہے اور مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی وہ ہے جس کو معترض نے ثابت کیا ہے نہ وہ چیز جس کی نفی کی ہے اور غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی بیان کرنا ہے اس کا کہ معاف کی جاتی ہے ادا کرنے میں وہ چیز جو نہیں معاف ہوتی ابتداء میں اس واسطے کہ بیع تر کھجور کے ساتھ خشک کھجور کی عرایا کے سوا اور جگہ میں جائز نہیں اور ادا کرنے کے وقت معاوضہ میں اس کا دینا جائز ہے اور یہ بات باب کی حدیث سے ظاہر ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کے قرض خواہ سے سوال کیا کہ باغ کا میوہ لے اور اس کی مقدار معلوم نہ تھی بدلے ان دستوں کے جو اس کے واسطے تھے اور ان کی مقدار معلوم تھی اور باغ

کامیوہ قرض سے کم تھا جیسا کہ واقع ہوئی ہے تصریح ساتھ اس کے بیچ کتاب الصلح کے اور طریق سے اور اس میں یہ ہے کہ انہوں نے نہ مانا اور دیکھا کہ اس سے تمام قرض ادا نہ ہوسکے گا۔ (فتح)

۲۲۲۱۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ تُوُفِّيَ وَتَرَكَ عَلَيْهِ ثَلَاثِيْنَ وَسْقًا لِرَجُلٍ مِنَ الْيَهُوْدِ فَاسْتَنْظَرَهُ جَابِرٌ فَأَبٰى أَنْ يُنْظِرَهُ فَكَلَّمَ جَابِرٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَشْفَعَ لَهُ إِلَيْهِ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَلَّمَ الْيَهُوْدِيَّ لِيَأْخُذَ ثَمَرَ نَخْلِهٖ بِالَّذِيْ لَهُ فَأَبٰى فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّخْلَ فَمَشٰى فِيْهَا ثُمَّ قَالَ لِجَابِرٍ جُدَّ لَهُ فَأَوْفِ لَهُ الَّذِيْ لَهُ فَجَدَّهُ بَعْدَمَا رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَوْفَاهُ ثَلَاثِيْنَ وَسْقًا وَفَضَلَتْ لَهُ سَبْعَةَ عَشَرَ وَسْقًا فَجَآءَ جَابِرٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُخْبِرَهُ بِالَّذِيْ كَانَ فَوَجَدَهُ يُصَلِّي الْعَصْرَ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَخْبَرَهُ بِالْفَضْلِ فَقَالَ أَخْبِرْ ذٰلِكَ ابْنَ الْخَطَّابِ فَذَهَبَ جَابِرٌ إِلٰى عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ لَقَدْ عَلِمْتُ حِيْنَ مَشٰى فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُبَارَكَنَّ فِيْهَا.

۲۲۲۱۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میرا باپ مر گیا اور ایک یہودی کی تیس وسق کھجوریں اپنے اوپر قرض چھوڑ گیا تا کہ آپ اس کے واسطے یہودی سے سفارش کریں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہودی کے پاس گئے اور اس سے کلام کیا کہ اپنے قرض کے بدلے اس کے باغ کا میوہ لے یہودی نہ مانا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھجوروں میں داخل ہوئے اور اس میں چلے پھر جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میوے کو کاٹ کر اس کا سب قرض ادا کر دے تو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر آنے کے بعد میوہ کاٹا اور اس کو تیس وسق کھجوریں ادا کیں اور اس کے واسطے سترہ وسق کھجوریں باقی بچیں سو جابر رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس معاملے سے خبر دے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عصر کی نماز پڑھتے پایا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے پھرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو برکت اور زیادتی کی خبر دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر دے سو جابر رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان کو اس حال سے خبر دی تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھجوروں میں چلے تو میں نے جان لیا تھا کہ البتہ ان میں برکت ہوگی۔

بَابُ مَنِ اسْتَعَاذَ مِنَ الدَّيْنِ

قرض سے پناہ مانگنے کا بیان

۲۲۲۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ

۲۲۲۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا

الزُّهْرِيِّ ح و حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ عَتِيْقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْ فِي الصَّلَاةِ وَيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ مَا أَكْثَرَ مَا تَسْتَعِيْذُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنَ الْمَغْرَمِ قَالَ إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَوَعَدَ فَأَخْلَفَ.

معمول تھا کہ نماز میں یہ دعا کیا کرتے تھے کہ الٰہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں گناہ اور قرض سے تو کسی کہنے والے نے آپ ﷺ سے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ ﷺ اکثر قرض سے پناہ مانگتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب آدمی قرض دار ہوتا ہے تو بات کہتا ہے سو جھوٹ بولتا ہے اور قول اقرار کرتا ہے پھر اس کے خلاف کرتا ہے۔

فائدہ: مہلب نے کہا کہ اس حدیث سے وسیلوں کا بند کرنا سمجھا جاتا ہے یعنی جو وسیلہ ناجائز امر کی طرف پہنچائے وہ جائز نہیں اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے قرض سے پناہ مانگی اس واسطے کہ وہ اکثر اوقات جھوٹ بولنے اور خلاف وعدہ کرنے کا ذریعہ ہے باوجود اس چیز کے کہ واسطے قرض خواہ کے ہے اوپر اس کے کلام سے اور احتمال ہے کہ قرض سے پناہ مانگنے سے اس کی طرف محتاج ہونے سے پناہ مانگنی مراد ہوتا کہ ان ہلاکتوں میں نہ پڑے یا اس کے ادا کرنے پر قادر نہ ہونے سے پناہ مانگنی مراد ہوتا کہ اس کا تقاضا باقی نہ ہے اور شاید کہ یہی بھید ہے ترجمہ کے مطلق چھوڑنے میں پھر میں نے ابن منیر کے حاشیہ میں دیکھا کہ نہیں تناقض ہے درمیان پناہ مانگنے کے قرض سے اور جواز قرض لینے کے اس واسطے کہ پناہ تو اس کی زیادتیوں سے مانگی گئی ہے اور جو قرض لے اور اس سے سلامت رہے تو اللہ نے اس کو پناہ دی اور فعل جائز کو کیا۔ (فتح)

بَابُ الصَّلَاةِ عَلٰى مَنْ تَرَكَ دَيْنًا

قرض دار کے جنازہ پڑھنے کا بیان یعنی قرض دار کا جنازہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ مراد اس ترجمہ سے یہ ہے کہ قرض دین میں خلل نہیں ڈالتا اور یہ کہ اس سے پناہ مانگی اس کی ذات کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کی زیادتیوں کے خوف سے ہے اور وارد کی اس میں یہ حدیث کہ جو قرض چھوڑ جائے تو چاہیے کہ میرے پاس آئے اور اشارہ کیا طرف باقی حدیث کی اور وہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ قرض دار کا جنازہ نہ پڑھا کرتے تھے سو جب ملک فتح ہوئے اور غنیمتیں ہاتھ لگیں تو پھر قرض دار کا جنازہ پڑھنے لگے یعنی اس کا قرض اپنے ذمے کر لیتے اور اس کا جنازہ پڑھتے اور یہ حدیث پوری کتاب الکفالہ میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

۲۲۲۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

۲۲۲۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے

عَدِیِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِیْ حَازِمٍ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهٖ وَمَنْ تَرَكَ كَلًّا فَإِلَیْنَا.

فرمایا کہ جو مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کے لیے ہے اور جو عیال چھوڑ جائے تو وہ ہماری طرف ہے یعنی اس کی پرورش ہمارے ذمے ہے۔

۲۲۲۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ حَدَّثَنَا فُلَیْحٌ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِیٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِیْ عَمْرَةَ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُّؤْمِنٍ إِلَّا وَأَنَا أَوْلٰی بِهٖ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ اِقْرَءُوْا إِنْ شِئْتُمْ ﴿اَلنَّبِیُّ أَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ﴾ فَأَیُّمَا مُؤْمِنٍ مَّاتَ وَتَرَكَ مَالًا فَلْیَرِثْهُ عَصَبَتُهٗ مَنْ كَانُوْا وَمَنْ تَرَكَ دَیْنًا أَوْ ضَیَاعًا فَلْیَأْتِنِیْ فَأَنَا مَوْلَاهُ.

۲۲۲۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی مسلمان نہیں مگر کہ میں اس سے قریب تر ہوں دنیا میں اور آخرت میں اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھو کہ پیغمبر قریب تر ہے ساتھ مسلمانوں کے ان کی جانوں سے یعنی ہر چیز میں امور دین اور دنیا سے شفقت اس کی ان پر بہت ہے شفقت ان کی سے اپنی جانوں پر یعنی دستور ہے کہ آدمی کو اپنی جان سب چیز سے زیادہ پیاری ہوتی ہے اور اس کو اس پر سب سے زیادہ شفقت ہے سو پیغمبر کی شفقت ان پر اس سے بھی زیادہ ہے سو جو مسلمان مرے اور مال چھوڑ جائے تو چاہیے کہ اس کے عصبے اس کے وارث ہوں جو ہوں اور جو قرض یا عیال چھوڑ جائے تو چاہیے کہ میرے پاس آئے کہ میں اس کا کارساز ہوں یعنی اس کا قرض ادا کروں گا اور اس کے عیال کی پرورش کروں گا۔

بَابُ مَطْلُ الْغَنِیِّ ظُلْمٌ

مالدار کا تاخیر کرنا ظلم ہے

۲۲۲۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰی عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ أَخِیْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ أَنَّهٗ سَمِعَ أَبَا هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَطْلُ الْغَنِیِّ ظُلْمٌ

۲۲۲۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مال دار کا تاخیر کرنا ظلم ہے یعنی اگر مال دار ہو کر بھی قرض ادا نہ کرے تو بڑا ستم ہے۔

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب الحوالہ میں گزر چکی ہے۔

بَابٌ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالٌ وَیُذْكَرُ عَنِ

حق دار کو سخت کلامی کرنی جائز ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَيُّ الْوَاجِدِ يُحِلُّ عُقُوبَتَهُ وَعِرْضَهُ قَالَ سُفْيَانُ عِرْضُهُ يَقُولُ مَطَلْتَنِيْ وَعُقُوبَتُهُ الْحَبْسُ.

مذکور ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تاخیر کرنا مال دار کا حلال کرتا ہے اس کے بے آبروئی کو اور سزا کو سفیان نے اس کی تفسیر میں کہا ہے کہ اس کی آبروریزی یہ ہے کہ کہے کہ تو نے مجھ سے میرے حق میں بہت دیر کی اور اس کی سزا قید کرنا ہے۔

۲۲۲۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ يَتَقَاضَاهُ فَأَغْلَظَ لَهُ فَهَمَّ بِهِ أَصْحَابُهُ فَقَالَ دَعُوْهُ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا.

۲۲۲۶۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس تقاضا کرتا آیا اور آپ ﷺ کو سخت کہا تو اصحاب نے اس کے ایذا دینے کا قصد کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو اس واسطے کہ حق دار کو سخت کلام کرنی جائز ہے۔

فائدہ: یہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی عنقریب گزر چکی ہے اور وہ نص ہے ترجمہ باب میں اور معلق حدیث کو اس واسطے ذکر کیا کہ اس میں مقال کی تفسیر ہے اور اسحاق نے کہا کہ سفیان نے عرض کی یہ تفسیر کی ہے کہ اس کو زبان سے ایذا دے اور وکیع نے کہا کہ عرض اس کی شکایت اس کی ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے قید کرنا قرض دار کا جب کہ ادا کرنے پر قادر ہو واسطے ادب دینے اس کے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا وَجَدَ مَالَهُ عِنْدَ مُفْلِسٍ فِي الْبَيْعِ وَالْقَرْضِ وَالْوَدِيعَةِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ.

جب پائے کوئی مال اپنا نزدیک مفلس کے بیع میں یا قرض میں یا امانت میں تو اس مال کا وہی زیادہ تر لائق ہے اپنے غیر سے۔

فائدہ: یعنی ایک شخص نے اپنا مال کسی کے ہاتھ بیچا اور مول اس کا ابھی دیا نہ تھا کہ مول لینے والا مفلس اور قرض دار ہو گیا قیمت نہیں دے سکتا یا کسی کو قرض دیا تھا اور قرض دار مفلس ہو گیا قرض ادا نہیں کر سکتا یا کسی کے پاس امانت رکھی تھی اور وہ مفلس ہو گیا اور اس کا مال ہو بہو اس کے پاس ہے تو اس مال کا وہی زیادہ تر لائق ہے اور قرض داروں کا اس میں حق نہیں اور مفلس شرع میں اس شخص کو کہتے ہیں جس کے پاس مال موجود تو ہو مگر اس کا قرض زیادہ ہو اس کا نام مفلس اس واسطے رکھا گیا کہ وہ پہلے درہم اور دینار کا مالک تھا پھر فلوس کا مالک ہوا یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ وہ نہیں مالک ہے مگر ادنی اور حقیر مال کا اور وہ فلوس ہیں یا اس واسطے اس کا نام مفلس رکھا گیا کہ وہ نہیں مالک ہے تصرف کا مگر حقیر چیز میں مانند فلوس کی اس واسطے کہ نہیں معاملہ کرتے تھے وہ ساتھ ان کے مگر

حقیر چیزوں میں یا اس واسطے کہ وہ ایسی حالت کی طرف پھرا کہ اس میں ایک فلس کا مالک نہیں اس بنا پر کہ ہمزہ واسطے سلب کے ہے اس واسطے کہ باب افعال کا ہمزہ کبھی سلب کے واسطے ہوتا ہے اور یہ کہ کہا کہ بیع میں تو یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی جو اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے اور یہ جو کہا کہ قرض تو وہ ساتھ قیاس کے ہے اوپر بیع کے یعنی قرض کو بیع پر قیاس کیا ہے اور یا اس واسطے کہ وہ حدیث کے عموم میں داخل ہے اور یہی قول ہے امام شافعی اور اور لوگوں کا اور مشہور مالکیہ سے یہ ہے کہ بیع اور قرض میں فرق ہے اور یہ جو کہا کہ امانت تو یہ بالا جماع ہے یعنی بالا جماع اس کا بھی یہی حکم ہے اور ابن منیر نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان تین حکموں کو اس باب میں داخل کیا ہے اس واسطے کہ حدیث مطلق ہے اور یا اس واسطے کہ حدیث بیع میں وارد ہے اور دونوں حکم بطریق اولیٰ اس میں داخل ہیں اس واسطے کہ ملک امانت کی منتقل نہیں ہوتی اور جو قرض دینے کے ساتھ بھلا کرے اس کے وفا پر محافظت کرنی مطلوب ہے۔ (فتح)

وَقَالَ الْحَسَنُ إِذَا أَفْلَسَ وَتَبَيَّنَ لَمْ يَجُزْ عِتْقُهُ وَلَا بَيْعُهُ وَلَا شِرَاؤُهُ.

اور حسن بصری نے کہا کہ کوئی مفلس ہو اور اس کا مفلس ہونا ظاہر ہو جائے تو نہیں جائز ہے آزاد کرنا اس کا غلام کو اور نہ بیچنا اس کا اور نہ خریدنا اس کا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اس کا افلاس ظاہر ہو جائے تو یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ وہ حاکم کے حکم سے پہلے تصرف سے منع نہیں ہوتا اور جب اس کو حاکم تصرف سے منع کر دے تو پھر اس کو مال میں تصرف کرنا جائز نہیں اور حاکم کے حکم کرنے سے پہلے وہ تصرف سے منع نہیں ہو سکتا اگرچہ وہ مفلس ہو جائے اور اوپر آزاد کرنا اس کا پس محل اس کا وہ ہے جب کہ قرض اس کے مال کو احاطہ کر لے پس نہیں جائز ہے آزاد کرنا اس کا اور نہ ہبہ کرنا اس کا اور نہ تمام احسانات اس کے اور اوپر بیع اور شراء پس صحیح قول علماء سے یہ ہے کہ اس کی بیع اور شراء بھی جاری نہیں ہوتی مگر جب کہ واقع ہو اس سے بیع واسطے پورا کرنے بیع کے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ موقوف رہے گی اور یہی قول ہے امام شافعی کا اور اس کے اقرار میں اختلاف ہے یعنی کسی کے حق کو اپنے اوپر ثابت کرے سو جمہور علماء کہتے ہیں کہ اس کا اقرار قول ہے اور شاید کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اثر حسن کے طرف معارضہ کرنے قول ابراہیم نخعی کی کہ مجبور کی بیع اور شراء جائز نہیں۔ (فتح)

وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ قَضٰى عُثْمَانُ مَنِ اقْتَضٰى مِنْ حَقِّهٖ قَبْلَ أَنْ يُفْلِسَ فَهُوَ لَهٗ وَمَنْ عَرَفَ مَتَاعَهٗ بِعَيْنِهٖ فَهُوَ أَحَقُّ بِهٖ.

اور سعید بن مسیب نے کہا کہ حکم کیا عثمان نے ساتھ اس کے کہ جو مفلس ہونے سے پہلے اپنا کچھ حق قرض دار یا خریدار وغیرہ سے لے لے تو وہ چیز اسی کے واسطے ہے یعنی کسی کا اس میں حق نہیں اور جو اپنا مال ہو بہو پہچانے

تو اس کا وہی زیادہ تر لائق ہے یعنی اس میں بھی کسی کا حق نہیں۔

۲۲۲۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ أَدْرَكَ مَالَهُ بِعَيْنِهِ عِنْدَ رَجُلٍ أَوْ إِنْسَانٍ قَدْ أَفْلَسَ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْ غَيْرِهِ.

۲۲۲۷۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو پائے اپنا مال ہو بہو کسی مرد مفلس کے پاس تو اس مال کا وہی زیادہ تر لائق ہے اپنے غیر سے یعنی اس میں اور کسی کا حق نہیں۔

فائدہ: استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ شرط استحقاق صاحب مال کے سوائے غیر اس کے کے یہ ہے کہ پائے اپنا مال ہو بہو نہ متغیر ہوا ہو نہ بدل ہوا ہو اور نہیں تو اگر متغیر ہوئی ہو چیز اپنی ذات میں ساتھ نقص کے مثلا یعنی اس کی ذات میں کچھ نقصان ہو گیا ہو یا اس کی صفت کم ہو گئی ہو تو وہ اور قرض داروں کے برابر ہے اور زیادہ تر صریح اس سے وہ حدیث ہے جو مسلم نے روایت کی ہے کہ جب پائے اپنا مال پاس اس کے اور حالانکہ اس نے اس کو جدا جدا نہ کیا ہو یعنی اس کو متغیر نہ کیا ہو اور ایک روایت میں ہے کہ جو مرد مال بیچے پھر خریدار مفلس ہو جائے اور بائع نے قیمت سے کچھ نہ لیا ہو تو اس مال کا وہی زیادہ تر حق دار ہے پس مفہوم اس کا یہ ہے کہ اگر بائع نے کچھ مول لے لیا ہو تو وہ اور حق داروں کے برابر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ زیادہ تر لائق ہے بہ نسبت اور حق داروں کی مگر جب اپنا کچھ مال لے لیا ہو تو وہ اور حق داروں کے برابر ہے اور طرف اسی کی اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے واسطے شہادت لینے اس کی کے ساتھ اثر عثمان رضی اللہ عنہ کے جو مذکور ہوا ہے اور اسی طرح روایت کیا ہے اس کو عبدالرزاق نے طاؤس اور عطاء سے اور یہی قول ہے جمہور اہل علم کا جو باب کی حدیث کے عموم کو لیتے ہیں مگر امام شافعی کا ایک قول جو اس کے مذہب میں راجح ہے یہ ہے کہ نہیں فرق ہے درمیان متغیر ہونے مال کے یا باقی رہنے اس کے کے اور نہ درمیان قبض کرنے بعض مول اس کے کے اور نہ قبض کرنے کسی چیز کے اس سے اور یہ جو کہا ہے کہ اس مال کا وہی زیادہ تر حق دار ہے تو یہی قول ہے جمہور اہل علم کا برابر ہے کہ وہ حق

دار وارث ہو یا قرض خواہ اور حنفیہ کہتے ہیں کہ بائع کو بیع کا فسخ کرنا اور اپنی چیز کا پھر لینا درست نہیں اور وہ اس حدیث کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ یہ خبر واحد اصول کے مخالف ہے اس واسطے کہ بیچنے سے خریدار کے ملک ہو گیا ہے اور اس کی ضمانت میں آ گیا ہے یعنی اگر وہ مال تلف ہو جائے تو خریدار کا تلف ہو گا نہ بائع کا اور مستحق ہونا بائع کا اور لینا اس کا اس کے ملک کا توڑنا ہوتا ہے اور حمل کیا ہے اس کو حنفیہ نے ایک صورت پر اور وہ صورت وہ ہے جب کہ مال امانت ہو یا عاریتا ہو یا گرا پڑا اٹھایا ہو اور تعاقب کیا گیا ہے اس طرح کہ اگر گرا ہوا ہوتا تو وہ مفلس کے ساتھ قید نہ کیا جاتا اور نہ ٹھہرایا جاتا زیادہ تر حق دار ساتھ اس کے اس واسطے کہ اسم تفضیل اشتراک کو چاہتا ہے یعنی اصل مستحق ہونے کے دونوں شریک ہیں اور نیز یہ قول ان کا توڑا گیا ہے ساتھ شفعہ کے یعنی اس میں بھی مشتری کے ملک کا توڑنا لازم آتا ہے پھر وہاں اس کو کیوں جائز رکھتے ہیں اور نیز وارد ہو چکی ہے تنصیص بیچ حدیث باب کے اس پر کہ یہ حکم بیع کے صورت میں ہے اور یہ تنصیص اس حدیث میں ہے جس کو سفیان ثوری نے اپنی جامع میں روایت کیا ہے اور روایت کیا ہے ابن خزیمہ اور ابن حبان وغیرہ نے طریق اس کے سے یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ سے ساتھ اس اسناد کے اور اس کے لفظ یہ ہیں کہ جب کوئی مرد اسباب مول لے پھر مفلس ہو جائے اور وہ اسباب اس کے پاس ہو بہو موجود ہوں تو وہ زیادہ تر حق دار ہے ساتھ اس کے اور حق داروں سے اور ابن حبان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث اس لفظ کے ساتھ روایت کی ہے کہ مرد مفلس ہو جائے اور بائع اپنا مال پائے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جب اس کے پاس اسباب پائے تو وہ واسطے بیچنے والے کے ہے اور عبدالرزاق کی ایک روایت میں ہے کہ جو اسباب کہ مرد کے ہاتھ بیچے اور اس کا مول نہ لیا ہو پھر وہ مرد مفلس ہو جائے اور پائے اس کو بائع ہو بہو تو چاہیے کہ لے اس کو اور حق داروں کے درمیان سے اور مالک کی روایت مرسل میں ہے کہ جو اسباب بیچے تو اس سے ظاہر ہوا کہ یہ حدیث بیع کی صورت میں وارد ہوئی ہے اور قرض وغیرہ مذکور چیزیں اس کے ساتھ بطریق اولیٰ ملحق ہیں اور نیز بعض حنفی کہتے ہیں کہ یہ حدیث محمول ہے اس حالت پر کہ جب ہو مفلس خریدار پہلے اس سے کہ قبض کرے اسباب کو بائع سے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جو باب کی حدیث میں مذکور ہے عند رجل یعنی پاس مرد کے اور ابن حبان کی روایت میں یہ لفظ آیا ہے ثم افلس وھی عندہ یعنی پھر وہ مفلس ہو جائے اور اسباب اس کے پاس ہو اور بیہقی کی روایت میں یہ لفظ ہے اذا افلس الرجل وعندہ متاع سو اگر خریدار نے اس کو قبض نہ کیا ہوتا تو حدیث میں اس پر نص نہ ہوتی کہ وہ اس کے پاس ہو اور یہ جو انہوں نے کہا کہ یہ خبر واحد ہے تو اس میں نظر ہے اس واسطے کہ وہ مشہور ہے سوائے اس طریق کے روایت کیا ہے اس کو ابن حبان نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے اور اس کی اسناد صحیح ہے اور اس کو روایت کیا ہے احمد رحمہ اللہ اور ابو داؤد رحمہ اللہ نے سمرہ کی حدیث سے اور اس کی اسناد حسن ہے اور حکم کیا ساتھ اس کے عثمان رضی اللہ عنہ نے اور عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے

اور بدون اس کے نکلتی ہے حدیث ہونے اس کے سے فرد غریب ابن منذر نے کہا کہ نہیں جانتا میں واسطے عثمان رضی اللہ عنہ کے اس مسئلے میں کوئی مخالف اصحاب سے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس چیز کے جو روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ وہ اور حق داروں کے برابر ہے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ علی رضی اللہ عنہ سے اس باب میں اختلاف منقول ہے اور قرطبی نے کہا کہ تعسف کیا ہے بعض حنفیہ نے اس حدیث کی تاویل میں ساتھ تاویلوں بے بنیاد کے اور نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ تاویل کیا ہے اس کو حنفیہ نے ساتھ تاویلوں ضعیف اور مردود کے اور جو لوگ اس حدیث کے قائل ہیں ان کو ایک صورت میں اختلاف ہے اور وہ یہ ہے کہ جب خریدار مر جائے اور مال موجود ہو تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس کا بھی یہی حکم ہے کہ وہ زیادہ تر حق دار ہے اس کے غیر اپنے سے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ وہ اور حقداروں کے برابر ہے اور ان کی دلیل مالک کی یہ حدیث مرسل ہے کہ اگر خریدار مر جائے تو بائع اور قرض خواہ کے برابر ہے اور فرق کیا انہوں نے درمیان افلاس اور موت کے اس طرح کہ مردے کا ذمہ خراب ہو گیا پس نہیں ہے واسطے قرض خواہوں کے کوئی جگہ کہ اس کی طرف رجوع کریں تو سب اس میں برابر ہوں گے بخلاف مفلس ہو جانے کے اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل یہ حدیث ہے جو اس نے ابن خلدہ کے طریق سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کے جو مرد مر جائے یا مفلس ہو جائے تو اسباب کا مالک زیادہ تر حق دار ہے ساتھ اس کے جب کہ اس کو ہو بہو پائے اور یہ حدیث حسن ہے ایسی حدیث کے ساتھ حجت پکڑی جاتی ہے اور احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو روایت کیا ہے اور حاکم نے کہا کہ صحیح ہے اور بعض نے اس کے اخیر میں یہ لفظ زیادہ کیا ہے کہ مگر یہ کہ اس کا صاحب قرض ادا کرنے کے موافق مال چھوڑ جائے اور ترجیح دی ہے اس کو شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے مرسل پر یعنی اس مرسل پر جس سے مالک رحمۃ اللہ علیہ نے دلیل پکڑی ہے اور کہا کہ احتمال ہے کہ اس کا اخیر کا لفظ ابی بکر بن عبد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کی رائے سے ہو اس واسطے کہ جن لوگوں نے اس کو موصول کیا ہے انہوں نے موت کا قصہ ذکر نہیں کیا یعنی یہ قصہ جو اوپر گزر چکا ہے اگر خریدار مر جائے تو قرض خواہوں اور بائع کے برابر ہوتا ہے اور اسی طرح اس کے سوائے جن لوگوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے بھی اس کو ذکر نہیں کیا بلکہ تصریح کی ہے ابن خلدہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ساتھ برابری کرنے کے درمیان افلاس اور موت کے یعنی دونوں کا ایک حکم ہے پس متعین ہوگا پھرنا طرف اس کی اس واسطے کہ وہ ثقہ کی زیادتی ہے اور جزم کیا ابن عربی مالکی نے ساتھ اس کے کہ جو مالک کے مرسل میں زیادتی کرے وہ راوی کے قول سے ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں حدیثوں کے درمیان تطبیق دی ہے ساتھ اس طور کے کہ ابن خلدہ کی حدیث اس حالت پر محمول ہے جب کہ افلاس سے مرے اور ابی بکر رضی اللہ عنہ کی حدیث اس حالت پر محمول ہے جب کہ مال داری کی حالت میں مرے اور اللہ خوب جانتا ہے اور اس مسئلے کے فروع سے یہ بات ہے کہ اگر قرض خواہ یا

وارث بائع کو اسباب کا مول دینا چاہیں تو امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ لازم ہے اس کو قبول کرنا مول کا اور امام شافعی رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ نے کہا کہ اس کو قبول کرنا لازم نہیں اس واسطے کہ اس میں منت ہے اور اس واسطے کہ اکثر اوقات اور قرض خواہ ظاہر ہوگا پس اس کا مزاحم ہوگا اس چیز میں جو اس نے لی اور عجب بات کہی ابن تین نے پس حکایت کی اس نے شافعی سے یہ کہ اس نے کہا کہ جائز نہیں یہ واسطے اس کے اور نہیں ہے واسطے اس کے مگر اسباب اور ملحق ہے ساتھ بیع کے وہ چیز جو اجارہ لی جائے پس رجوع کرے کرائے دینے والا چوپائے یا گھر کو طرف ہو بہو چوپائے اپنے اور گھر اپنے کی مانند اس کی یہی ہے صحیح نزدیک شافعیہ اور مالکیہ کے اور درج کرنا اجارے کا اس حکم میں موقوف ہے اس پر کہ منافع کو متاع یا مال کہا جاتا ہے یا کہا جائے کہ حدیث تقاضا کرتی ہے کہ وہ ذات کا زیادہ ترحق دار ہے اور منافع میں رجوع کرنا اس کو لازم ہے پس ثابت ہوا بطور لزوم کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر موجود ہونے قرض کے جو ایک مدت کے وعدے سے لیا ہو ساتھ مفلس ہونے کے یعنی ایک شخص نے ایک مدت معین کے وعدے سے قرض لیا تھا پھر وہ وعدے کے آنے سے مفلس ہو جائے اور قرض خواہ اپنی چیز ہو بہو پائے تو جائز ہے اس کو مطالبہ کرنا قرض دار سے بالفعل اگرچہ وعدے کا وقت نہ پہنچا ہو اس اعتبار سے کہ قرض خواہ نے اپنے مال ہو بہو پایا ہے پس وہ اس کو زیادہ ترحق دار ہوگا اور اس کو یہ بات لازم ہے کہ جائز ہے اس کو مطالبہ ساتھ قرض مؤجل کے یعنی جو ایک مدت معین کے وعدے سے لیا گیا ہو اور یہی ہے قول جمہور کا لیکن راجح نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ مفلس ہونے سے مہلت والے قرض کا تقاضا کرنا نہیں پہنچتا اس واسطے کہ مہلت حق مقصود ہے واسطے اس کے پس نہ فوت ہوگی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ مال کے مالک کو اپنے مال کا لینا جائز ہے اور یہی صحیح ہے علماء کے دونوں قولوں سے یعنی خود بخود لے لے دوسرا قول یہ ہے کہ وہ حاکم کے حکم پر موقوف ہے جیسا کہ افلاس کا ثبوت حاکم کے حکم پر موقوف ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر فسخ کرنے بیع کے جب کہ باز رہے خریدار ادا کرنے مول کے سے باوجود قادر ہونے کے ساتھ تاخیر کرنے کے یا بھاگ جانے کے واسطے قیاس کرنے کے مفلس ہونے پر ساتھ علت جامع دشوار ہونے وصول کی طرف مول کی بالفعل اور صحیح علماء کا قول یہ ہے کہ اس سے بیع فسخ نہیں ہوتی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ رجوع تو صرف عین مال میں واقع ہوتا ہے سوا زوائد اس کے کے جو اس سے جدا ہیں اس واسطے کہ وہ مشتری کے ملک میں پیدا ہوئی ہیں اور وہ بائع کا اسباب نہیں۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَخَّرَ الْغَرِيْمَ إِلَى الْغَدِ أَوْ نَحْوِهِ وَلَمْ يَرَ ذٰلِكَ مَطْلًا.

جو تاخیر کرے قرض خواہ کو کل تک یا مانند اس کی یعنی کہے قرض خواہ کو کہ میں تجھ کو تیرا قرض کل تک یا دو روز یا تین روز تک ادا کروں گا اور نہیں دیکھتا اس کا مطل یعنی

باوجود قدرت کے ادا میں تاخیر کرنی نہیں۔

فائدہ: حاصل یہ ہے کہ اگر قرض خواہ سے ایک یا دو روز کا وعدہ کرے تو یہ مطل نہیں گنا جاتا جو حدیث مطل الغنی ظلم میں منع ہے۔

وَقَالَ جَابِرٌ اشْتَدَّ الْغُرَمَآءُ فِيْ حُقُوْقِهِمْ فِيْ دَيْنِ أَبِيْ فَسَأَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّقْبَلُوْا ثَمَرَ حَآئِطِيْ فَأَبَوْا فَلَمْ يُعْطِهِمُ الْحَآئِطَ وَلَمْ يَكْسِرْهُ لَهُمْ وَقَالَ سَأَغْدُوْ عَلَيْكَ غَدًا فَغَدَا عَلَيْنَا حِيْنَ أَصْبَحَ فَدَعَا فِيْ ثَمَرِهَا بِالْبَرَكَةِ فَقَضَيْتُهُمْ.

اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میرے باپ کے قرض خواہوں نے اپنے حق کے واسطے سختی کی یعنی سخت تقاضا کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے سوال کیا کہ میرے باغ کا میوہ قبول کریں سو انہوں نے نہ مانا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو باغ کا میوہ نہ دیا اور نہ اس کو ان کے واسطے توڑا یعنی ان میں تقسیم نہ کیا اور فرمایا کہ میں کل صبح کو تمہارے پاس آؤں گا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اور اس کے میوے میں برکت کی دعا کی سو میں نے ان سب کو قرض ادا کر دیا۔

فائدہ: یہ حدیث عنقریب گزر چکی ہے اور استنباط کیا گیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے کہ میں کل تمہارے پاس آؤں گا یہ کہ جائز ہے تاخیر کرنا قسمت کو واسطے انتظار اس چیز کے کہ اس میں ہے مصلحت سے واسطے قرض دار کے اور یہ مطل نہیں گنا جاتا۔ (فتح)

بَابُ مَنْ بَاعَ مَالَ الْمُفْلِسِ أَوِ الْمُعْدِمِ فَقَسَمَهُ بَيْنَ الْغُرَمَآءِ أَوْ أَعْطَاهُ حَتّٰى يُنْفِقَ عَلٰى نَفْسِهِ.

جو بیچے مال مفلس کا یا فقیر کا پس تقسیم کرے اس کو درمیان قرض خواہوں کے یا دے اس کو تا کہ خرچ کرے اس کو اپنی جان پر۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ یہ جو امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں کہا کہ پس تقسیم کرے اس کو درمیان قرض خواہوں کے تو یہ معنی حدیث کے باب سے ثابت نہیں ہوتے اس واسطے کہ جس نے غلام کو مدبر کیا تھا اس کے پاس اس کے سوا اور کچھ مال نہ تھا اور نیز حدیث میں یہ بھی نہیں کہ اس پر قرض تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو صرف اس واسطے اس کو بیچا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے کہ آدمی اپنا سب مال خرچ کر کے فقیر نہ ہو جائے اسی واسطے فرمایا کہ بہتر وہ صدقہ ہے جو مالداری کے بعد ہو اور ابن منیر نے جواب دیا اس طرح کہ جب کہ احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غلام کو خود اس کے واسطے بیچا ہو جیسا کہ شارع نے ذکر کیا اور احتمال ہے کہ اس کو اس واسطے بیچا ہو کہ اس پر قرض تھا اور قرض دار کے مال کو یا تو امام خود تقسیم کرتا ہے اور یا اس کو قرض دار کے سپرد کرتا ہے تا کہ وہ اس کو تقسیم کرے تو

اسی واسطے دونوں تقدیروں پر باب باندھا اس کے باوجود کہ ایک امر دوسرے سے نکلتا ہے اس واسطے کہ جب اس کو خود اس کی جان کے واسطے بیچنا جائز ہے تو قرض خواہوں کے حق کے واسطے اس کو بیچنا بطریق اولیٰ جائز ہوگا اور مجھ کو یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ترجمہ میں لف اور نشر (یعنی جس ترتیب سے کسی چیز کو ذکر کیا ہے ان کی شرح اور وضاحت بھی اسی ترتیب کے ساتھ کی جائے) ہے اور تقدیر ترجمہ کی یہ ہے کہ جو بیچے مال مفلس کا پس تقسیم کرے اس کو درمیان قرض خواہوں کے اور جو بیچے مال فقیر کا اور دے اس کو تاکہ خرچ کرے اس کو اپنی جان پر اور حرف اَوْ کا واسطے تنویع کے ہے دونوں جگہوں میں اور ایک دوسرے سے نکلتا ہے جیسا کہ ابن منیر نے کہا اور تحقیق ثابت ہو چکا ہے بیچ بعض طریق حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے مدبر کے قصے میں کہ اس پر قرض تھا روایت کی یہ حدیث نسائی وغیرہ نے اور اس باب میں ابو سعید کی حدیث بھی آ چکی ہے جو مسلم نے روایت کی ہے اور اس میں یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض خواہوں کو فرمایا کہ لے لو جو تم نے پایا اور تم کو اس کے سوا اور کچھ نہ ملے گا اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ جس کا مفلس ہونا ظاہر ہو جائے تو واجب ہے حاکم پر یہ کہ روکے اس کو تصرف کرنے سے اپنے مال میں تاکہ اس کو بیچ کر اس کے قرض خواہوں کے درمیان تقسیم کرے موافق قرض ان کے کے اور خلاف کیا ہے اس میں حنفیہ نے اور ان کی دلیل جابر رضی اللہ عنہ کا قصہ ہے کہ اس نے اپنے باپ کی قرض میں کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ان کے باغ کا میوہ نہ دیا اور نہ اس کو ان کے واسطے توڑا اور نہیں ہے حجت بیچ اس کے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسمت کو تاخیر کیا تھا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود وہاں حاضر ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سے میوے میں برکت حاصل ہو پس حاصل ہو بھلائی واسطے فریقین کے اور اسی طرح ہوا۔ (فتح)

۲۲۲۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَعْتَقَ رَجُلٌ مِنَّا غُلَامًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَشْتَرِيهِ مِنِّي فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فَأَخَذَ ثَمَنَهُ فَدَفَعَهُ إِلَيْهِ.

۲۲۲۸۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم میں سے ایک مرد نے اپنے غلام کو مدبر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون شخص ہے جو اس کو مجھ سے خریدے تو نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس کو خریدا اور اس کا مول لے کر اس کو دیا۔

بَابٌ إِذَا أَقْرَضَهُ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى أَوْ أَجَّلَهُ فِي الْبَيْعِ

جب کوئی کسی کو ایک مدت معلوم کے وعدے سے قرض دے اور یا بیع میں مشتری مول دینے میں تاخیر کرے تو اس کا کیا حکم ہے۔

فائدہ: لیکن قرض دینا ایک مدت معین تک پس اس میں اختلاف ہے اور سب علماء کہتے ہیں کہ جائز ہے ہر چیز میں اور منع کیا ہے اس کو شافعی رحمہ اللہ نے اور لیکن بیع کرنا ایک مدت معلوم تک پس یہ بالاتفاق جائز ہے اور گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے حجت پکڑی ہے اس سے کہ جب بیع ایک مدت معلوم تک جائز ہے تو قرض بھی ایک مدت معین تک جائز ہوگا باوجود اس کے کہ مدد لی ہے اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اثر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے (فتح) اور اگر قرض میں وعدہ نہ ہو تو یہ بالاتفاق درست ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ فِي الْقَرْضِ إِلٰى أَجَلٍ لَا بَأْسَ بِهٖ وَإِنْ أُعْطِيَ أَفْضَلَ مِنْ دَرَاهِمِهٖ مَا لَمْ يَشْتَرِطْ وَقَالَ عَطَاءٌ وَعَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ هُوَ إِلٰى أَجَلِهٖ فِي الْقَرْضِ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک مدت معین تک قرض لینے کا کچھ ڈر نہیں اگرچہ اس کو اپنے درہموں سے افضل ملیں جب تک کہ عقد میں شرط نہ کی ہو اور عطاء اور عمرو نے کہا کہ قرض دینے والا قرض میں اس کی مدت تک (یعنی جو دونوں نے آپس میں مقرر کی ہے) دیر کرے یعنی اگر وہ وعدے کے وقت سے پہلے اپنا قرض مانگے تو اس کو نہیں پہنچتا۔

فائدہ: یہ مذہب امام مالک رحمہ اللہ کا ہے اور باقی تینوں اماموں کا یہ مذہب ہے کہ اس کو تقاضا کرنا پہنچتا ہے۔

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ رَبِيْعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ ذَكَرَ رَجُلًا مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ سَأَلَ بَعْضَ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ أَنْ يُسْلِفَهٗ فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ إِلٰى أَجَلٍ مُسَمًّى فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک مرد کو ذکر کیا جس نے بعض بنی اسرائیل سے قرض مانگا تھا تو اس نے اس کو ایک مدت معین کے وعدے سے قرض دیا۔

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب الکفالہ میں گزر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک مدت معین کے وعدے سے قرض لینا درست ہے۔

بَابُ الشَّفَاعَةِ فِيْ وَضْعِ الدَّيْنِ

قرض کے تخفیف کرنے میں سفارش کرنے کا بیان

۲۲۲۹۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

۲۲۲۹۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ یعنی میرا باپ شہید ہوا اور عیال اور قرض چھوڑ گیا سو میں نے قرض خواہوں

قَالَ أُصِيبَ عَبْدُ اللّٰهِ وَتَرَكَ عِيَالًا وَدَيْنًا فَطَلَبْتُ إِلَى أَصْحَابِ الدَّيْنِ أَنْ يَضَعُوْا بَعْضًا مِنْ دَيْنِهٖ فَأَبَوْا فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَشْفَعْتُ بِهٖ عَلَيْهِمْ فَأَبَوْا فَقَالَ صَنِّفْ تَمْرَكَ كُلَّ شَيْءٍ مِّنْهُ عَلٰى حِدَتِهٖ عِذْقَ ابْنِ زَيْدٍ عَلٰى حِدَةٍ وَّاللِّيْنَ عَلٰى حِدَةٍ وَّالْعَجْوَةَ عَلٰى حِدَةٍ ثُمَّ أَحْضِرْهُمْ حَتّٰى آتِيَكَ فَفَعَلْتُ ثُمَّ جَآءَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَعَدَ عَلَيْهِ وَكَالَ لِكُلِّ رَجُلٍ حَتَّى اسْتَوْفٰى وَبَقِيَ التَّمْرُ كَمَا هُوَ كَأَنَّهٗ لَمْ يُمَسَّ وَغَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى نَاضِحٍ لَّنَا فَأَزْحَفَ الْجَمَلُ فَتَخَلَّفَ عَلَيَّ فَوَكَزَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَلْفِهٖ قَالَ بِعْنِيْهِ وَلَكَ ظَهْرُهٗ إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلَمَّا دَنَوْنَا اسْتَأْذَنْتُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِعُرُسٍ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا تَزَوَّجْتَ بِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا قُلْتُ ثَيِّبًا أُصِيْبَ عَبْدُ اللّٰهِ وَتَرَكَ جَوَارِيَ صِغَارًا فَتَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا تُعَلِّمُهُنَّ وَتُؤَدِّبُهُنَّ ثُمَّ قَالَ ائْتِ أَهْلَكَ فَقَدِمْتُ فَأَخْبَرْتُ خَالِيْ بِبَيْعِ الْجَمَلِ فَلَامَنِيْ فَأَخْبَرْتُهٗ بِإِعْيَآءِ الْجَمَلِ وَبِالَّذِيْ كَانَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَكْزِهٖ إِيَّاهُ فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَوْتُ إِلَيْهِ بِالْجَمَلِ فَأَعْطَانِيْ ثَمَنَ

سے درخواست کی کہ کچھ قرض معاف کردیں تو انہوں نے نہ مانا پھر میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے ان پر سفارش کروائی سو انہوں نے پھر بھی نہ مانا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو اپنی ہر قسم کی کھجوروں کے علیحدہ علیحدہ ڈھیر کر عذق زید بن علی کو علیحدہ اور لین کو علیحدہ اور عجوہ کو علیحدہ (یہ سب کھجوروں کی قسمیں ہیں) پھر قرض خواہوں کو حاضر کر یہاں تک کہ میں تیرے پاس آؤں سو میں نے ہر قسم کی کھجوروں کی جدا جدا ڈھیر لگائے پھر حضرت ﷺ تشریف لائے اور اس پر بیٹھے اور ہر مرد کو بانٹ بانٹ کر دینا شروع کیا یہاں تک کہ ہر ایک کو پورا دیا یعنی سب قرض ادا ہو گیا اور باقی رہیں کھجوریں جیسا کہ تھیں یعنی وہ سب ڈھیر اسی طرح تھا اس میں کچھ کمی نہ ہوئی جیسے کسی نے اس کو ہاتھ نہیں لگایا اور میں نے حضرت ﷺ کے ساتھ اپنے ایک اونٹ پر جنگ کیا سو اونٹ تھک گیا اور مجھ کو لوگوں سے پیچھے ڈالا سو حضرت ﷺ نے اس کے پیچھے سے لکڑی ماری اور فرمایا کہ اس کو میرے ہاتھ بیچ ڈال اور تجھ کو مدینے تک اس کی سواری کی اجازت ہے سو جب ہم مدینے کے قریب پہنچے تو میں نے حضرت ﷺ سے اجازت چاہی میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں نے نئی شادی کی ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نے کس سے نکاح کیا کنواری سے یا بیوہ سے میں نے کہا کہ بیوہ سے کہ عبداللہ شہید ہوا اور چھوٹی لڑکیاں چھوڑ گیا سو میں نے بیوہ عورت سے نکاح کیا جو ان کو پڑھائے اور ادب سکھائے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے اہل کے پاس جا سو میں گھر میں آیا اور اپنے ماموں کو اونٹ کے بیچنے کی خبر دی تو اس نے مجھ کو ملامت کی یعنی تو نے اس

الْجَمَلِ وَالْجَمَلَ وَسَهْمِيْ مَعَ الْقَوْمِ.

کو کیوں بیجا اپنا کام کیوں کر چلے گا سو خبر دی میں اس کو ساتھ تھک جانے اونٹ کے اور لکڑی مارنے حضرت ﷺ کے اس کو سو جب حضرت ﷺ مدینے میں تشریف لائے تو اگلے دن میں آپ ﷺ کے پاس اونٹ لایا سو حضرت ﷺ نے مجھ کو اونٹ کا مول دیا اور اونٹ بھی پھیر دیا اور مجھ کو لوگوں کے ساتھ غنیمت سے بھی اپنا حصہ دیا۔

فائدہ: مقصود اس سے یہ ہے کہ میں نے قرض خواہوں سے درخواست کی کہ کچھ قرض معاف کر دیں تو انہوں نے نہ مانا پھر میں نے حضرت ﷺ سے سفارش کروائی تو بھی انہوں نے نہ مانا اس سے معلوم ہوا کہ قرض کے معاف کرانے کے واسطے سفارش کرانی جائز ہے۔

بَابُ مَا يُنْهٰى عَنْ إِضَاعَةِ الْمَالِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ وَلَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ﴾ وَقَالَ ﴿أَصَلٰوتُكَ تَأْمُرُكَ أَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا أَوْ أَنْ نَّفْعَلَ فِيْ أَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا﴾.

مال کا ضائع کرنا منع ہے یعنی بیجا خرچ کرنا اور اللہ نے فرمایا کہ اللہ نہیں دوست رکھتا فساد کو اور اللہ نہیں سنوارتا مفسدوں کے کام کو اور اللہ نے فرمایا کہ کیا تیری نماز تجھ کو حکم کرتی ہے یہ کہ چھوڑ دیں جن کو پوجتے رہے ہمارے باپ دادا یا چھوڑ دیں کرنا اپنے مالوں میں جو چاہیں۔

فائدہ: مفسرین کہتے ہیں کہ حضرت شعیب علیہ السلام کافروں کو مال کے ضائع کرنے سے منع کرتے تھے تب کافروں نے یہ بات کہی یعنی اگر ہم چاہیں تو اپنے مال کو رکھیں اور اگر چاہیں تو پھینک دیں تم کو اس سے کیا مطلب ہے۔ (فتح)

وَقَالَ ﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ أَمْوَالَكُمْ﴾

اور اللہ نے فرمایا کہ مت پکڑاؤ بے عقلوں کو ان کے مال

فائدہ: کہا طبری نے بعد اس کے کہ مفسرین کا اقوال ذکر کیا ہے کہ سفہاء سے کیا مراد ہے کہ ٹھیک بات ہمارے نزدیک یہ ہے کہ آیت عام ہے بیچ حق ہر بے عقل کے یعنی ہر بے عقل کو شامل ہے بڑا ہو یا چھوٹا مرد ہو یا عورت اور سفیہ اس کو کہتے ہیں کہ جو مال کو ضائع کرے اور اس کو اپنی بدتدبیر سے فاسد کرے۔ (فتح)

وَالْحَجْرِ فِيْ ذٰلِكَ

اور بیان ہے روکنے بیچ اس کے

فائدہ: یعنی بے عقلی میں اور حجر کے معنی لغت میں منع کرنے کے ہیں اور شرع میں منع کرنا ہے تصرف کرنے سے مال میں سو کبھی تو روکنا مجور علیہ کی بھلائی کے واسطے ہوتا ہے اور کبھی مجور علیہ کے غیر کے حق کے واسطے ہوتا ہے اور جمہور کہتے ہیں کہ بڑے آدمی کو بھی اپنے مال کے تصرف سے روکنا درست ہے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور بعض اہل ظاہر یہ نے خلاف کیا ہے یعنی بڑے کو تصرف کرنے سے منع کرنا درست نہیں اور ابو یوسف رحمہ اللہ اور محمد رحمہ اللہ نے کہا کہ

موافقت کی ہے اور طحاوی نے کہا کہ نہیں دیکھا میں کسی سے اصحاب میں سے منع کرنا بڑے کا تصرف سے اور نہ تابعین سے مگر ابراہیم نخعی اور ابن سیرین سے اور جمہور کے دلائل سے ایک دلیل ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ اس نے نجدہ کی طرف لکھا اور نجدہ نے میری طرف لکھا اس حال میں کہ مجھ سے پوچھتے تھے کہ یتیم کی یتیمی کب ختم ہوتی ہے پس البتہ قسم ہے مجھ کو اپنی عمر کی کہ البتہ مرد کو داڑھی اگتی ہے اور حالانکہ وہ لین دین میں کمزور ہوتا ہے سو جب لوگوں کی طرح صلاحیت کے طور اپنے واسطے لے تو اس سے یتیمی دور ہوئی اور خود مختار ہوا اور یہ حدیث اگرچہ موقوف ہے لیکن تحقیق وارد ہوئی ہے وہ چیز جو اس کی تائید کرتی ہے جیسا کہ دو بابوں کے بعد آئے گا۔ (فتح)

وَمَا يُنْهٰى عَنِ الْخِدَاعِ — یعنی اور منع ہے دھوکا دینا

فائدہ: یعنی اس شخص کو جو اپنے مال میں برے طور سے تصرف کرے اگرچہ اس کو تصرف سے روکا نہ گیا ہو۔ (فتح)

٢٢٣٠۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِّلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ اُخْدَعُ فِي الْبُيُوْعِ فَقَالَ اِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ فَكَانَ الرَّجُلُ يَقُوْلُهٗ.

٢٢٣٠۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھ کو خرید وفروخت میں دھوکا ہوتا ہے یعنی میں بھولا آدمی ہوں بیع میں اکثر دھوکا کھاتا ہوں نقصان ہوتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو کچھ مول لیا کرے تو کہہ دیا کر کہ مجھ کو دھوکا نہ دینا اور دغابازی نہ کرنا یعنی اگر دھوکا دے گا تو چیز پھر جائے گی گویا مول لینا بشرط پسند ہوا سو وہ مرد اس کو کہہ لیا کرتا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب البیوع میں گزر چکی ہے اور اس میں حجت ہے واسطے روکنے کے بڑے آدمی کو اور اس میں رد ہے اس پر جو استدلال کرتا ہے ساتھ اس کے اوپر منع حجر کے۔ (فتح)

٢٢٣١۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ وَرَّادٍ مَوْلَى الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوْقَ الْاُمَّهَاتِ وَوَأْدَ الْبَنَاتِ وَمَنْعًا وَّهَاتِ وَكَرِهَ لَكُمْ قِيْلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَاِضَاعَةَ الْمَالِ.

٢٢٣١۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ نے حرام کیا ہے تم پر ماؤں کی نافرمانی کرنا اور زندہ بیٹیوں کا قبر میں گاڑنا اور حق واجب کا منع کرنا یعنی زکوۃ وغیرہ کا نہ دینا اور حرام مال کا لینا اور مکروہ رکھا ہے واسطے تمہارے قیل قال کو یعنی بے فائدہ باتیں کرنا اور بے حاجت بہت سوال کرنا اور بے موقع مال کا ضائع کرنا جیسے ناچ رنگ آتشبازی میں مال کا برباد کرنا۔

فائدہ: اور مقصود اس حدیث سے یہاں یہ قول ہے کہ مال کا ضائع کرنا اور جمہور کہتے ہیں کہ مراد ساتھ اس کے

زیادہ خرچ کرنا ہے یعنی اگرچہ مباح کام میں ہو اور سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ وہ مال کا حرام میں خرچ کرنا ہے اور باقی شرح اس کی کتاب الادب میں آئے گی اور ماں کو اس واسطے خاص کیا کہ اس کو باپ سے بہت جلدی رنج ہوتا ہے اور تاکہ تنبیہ ہو اس پر کہ ماں کے ساتھ بھلائی کرنی مقدم ہے باب مہربانی اور شفقت میں۔(فتح)

بَابُ الْعَبْدُ رَاعٍ فِيْ مَالِ سَيِّدِهٖ وَلَا يَعْمَلْ إِلَّا بِإِذْنِهٖ

غلام اپنے مالک کے مال میں حاکم ہے اور نہ کام کرے مگر مالک کی اجازت سے

۲۲۳۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّمَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ فَالْإِمَامُ رَاعٍ وَّهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ وَالرَّجُلُ فِيْ أَهْلِهٖ رَاعٍ وَّهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ وَالْمَرْأَةُ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا رَاعِيَةٌ وَّهِيَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْ رَّعِيَّتِهَا وَالْخَادِمُ فِيْ مَالِ سَيِّدِهٖ رَاعٍ وَّهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ قَالَ فَسَمِعْتُ هٰؤُلَاءِ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَحْسِبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالرَّجُلُ فِيْ مَالِ أَبِيْهِ رَاعٍ وَّهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ.

۲۲۳۲۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں میں ہر ایک شخص حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت اور زیر دست سے پوچھا جائے گا سو بادشاہ سب پر حاکم ہے اور وہ اپنی رعیت کے حال سے پوچھا جائے گا کہ انصاف کیا یا ظلم اور مرد اپنے جورو لڑکوں پر حاکم ہے تو وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا کہ اس نے نیک کام سکھایا یا برے کام سے روکا یا نہیں اور عورت اپنے خاوند کے مال اور گھر کی حاکم ہے تو وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھی جائے گی کہ اس کی اس نے خیر خواہی اور مال کی حفاظت کی یا نہیں اور غلام اور نوکر اپنے مالک کے مال میں حاکم ہے تو وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا کہ اس نے میاں کی خیر خواہی کی یا نہیں اور حکم کے موافق خرچ کیا یا زیادہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے ان سب احکام کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور میں گمان کرتا ہوں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرد اپنے باپ کے مال میں حاکم ہے اور وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا سو تم میں سے ہر ایک آدمی حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا۔

فائدہ: اور ترجمہ کا لفظ نکاح میں آئے گا اور گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے استنباط کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے (کہ غلام اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا) یہ کہ نہ کام کرے مگر اس کی اجازت سے اس واسطے کہ ظاہر یہ ہے کہ وہ اس سے پوچھا جائے گا کہ کیا اس نے حکم کے موافق خرچ کیا یا اس سے زیادہ خرچ کیا۔(فتح)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْخُصُومَاتِ

کتاب ہے جھگڑوں کے بیان میں

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الْإِشْخَاصِ وَالْخُصُومَةِ بَيْنَ الْمُسْلِمِ وَالْيَهُودِ

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ ذکر کی جاتی ہے بیچ حاضر کرنے قرض دار کے ایک جگہ سے دوسری جگہ میں اور بیان جھگڑے کا درمیان مسلمان اور یہودی کے۔

فائدہ: مراد یہودی سے کافر ہے اور ایک روایت میں اس باب کے یہ لفظ زیادہ ہے والملازمۃ اور یہ مشتق ہے لزوم سے اور مراد یہ ہے کہ منع کرے قرض خواہ قرض دار کو تصرف سے اپنے مال میں یہاں تک کہ اس کا حق اس کو دے۔ (فتح)

۲۲۳۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ أَخْبَرَنِيْ قَالَ سَمِعْتُ النَّزَّالَ بْنَ سَبْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَجُلًا قَرَأَ آيَةً سَمِعْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِلَافَهَا فَأَخَذْتُ بِيَدِهٖ فَأَتَيْتُ بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كِلَاكُمَا مُحْسِنٌ قَالَ شُعْبَةُ أَظُنُّهُ قَالَ لَا تَخْتَلِفُوْا فَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ اخْتَلَفُوْا فَهَلَكُوْا.

۲۲۳۳۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک مرد سے ایک آیت سنی کہ وہ آیت میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور طرح پر سنی تھی سو میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور میں اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دونوں خوب پڑھتے ہو اور فرمایا کہ اختلاف نہ کیا کرو اس واسطے کہ جو لوگ تم سے آگے تھے انہوں نے اختلاف کیا تو برباد اور ہلاک ہو گئے یعنی قرآن کی قراءت جس طرح ثابت ہے اس کا انکار نہ کیا کرو۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح فضائل قرآن میں آئے گی اور مقصود اس سے اس جگہ یہ قول عبداللہ کا ہے کہ میں اس کو پکڑ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا اس واسطے کہ مناسب باب کے یہی قول ہے۔ (فتح)

۲۲۳۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلَانِ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَرَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ قَالَ الْمُسْلِمُ وَالَّذِي اصْطَفٰى مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِيْنَ فَقَالَ الْيَهُوْدِيُّ وَالَّذِي اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَى الْعَالَمِيْنَ فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ يَدَهٗ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَطَمَ وَجْهَ الْيَهُوْدِيِّ فَذَهَبَ الْيَهُوْدِيُّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهٗ بِمَا كَانَ مِنْ أَمْرِهٖ وَأَمْرِ الْمُسْلِمِ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمَ فَسَأَلَهٗ عَنْ ذٰلِكَ فَأَخْبَرَهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُخَيِّرُوْنِيْ عَلٰى مُوْسٰى فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَصْعَقُ مَعَهُمْ فَأَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ يُّفِيْقُ فَإِذَا مُوْسٰى بَاطِشٌ جَانِبَ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِيْ أَكَانَ فِيْمَنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِيْ أَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللّٰهُ.

۲۲۳۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمی آپس میں جھگڑے ایک مسلمان اور ایک یہودی سو مسلمان نے کہا کہ قسم ہے اس کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہان سے برگزیدہ کیا اور یہودی نے کہا کہ قسم ہے اس کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو سارے جہان سے برگزیدہ کیا یعنی مسلمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سب پیغمبروں سے افضل کہتا تھا اور یہودی موسیٰ علیہ السلام کو سب سے افضل کہتا تھا تو مسلمان نے اس کے اس قول کے وقت اپنا ہاتھ اٹھایا اور یہودی کے منہ پر طمانچہ مارا سو یہودی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال سے خبر دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو موسیٰ علیہ السلام سے بہتر نہ کہو اس واسطے کہ البتہ قیامت کے دن سب لوگ صور کی آواز سے بیہوش ہو جائیں گے اور میں بھی ان کے ساتھ بیہوش ہو جاؤں گا تو میں اول ہوش میں آؤں گا تو ناگہاں دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کا پایا پکڑے ہیں سو میں نہیں جانتا کہ موسیٰ علیہ السلام بھی سب لوگوں کے ساتھ بیہوش ہو گئے تھے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آئے یا ان لوگوں میں تھے جن کو اللہ نے مستثنیٰ کیا یعنی اس آیت میں فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ.

۲۲۳۵۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ جَآءَ يَهُوْدِيٌّ فَقَالَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ ضَرَبَ وَجْهِيْ رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِكَ فَقَالَ مَنْ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ قَالَ ادْعُوْهُ

۲۲۳۵۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے ایک یہودی آیا تو اس نے کہا کہا اے ابوالقاسم (یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ہے) تمہارے یاروں سے ایک مرد نے مجھ کو طمانچہ مارا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کس نے اس نے کہا کہ ایک انصاری مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو بلاؤ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو نے اس کو مارا ہے اس نے کہا کہ میں نے اس سے

فَقَالَ أَضَرَبْتَهُ قَالَ سَمِعْتُهُ بِالسُّوْقِ يَحْلِفُ وَالَّذِي اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَى الْبَشَرِ قُلْتُ أَيْ خَبِيْثُ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَتْنِيْ غَضْبَةٌ ضَرَبْتُ وَجْهَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُخَيِّرُوْا بَيْنَ الْأَنْبِيَاءِ فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ فَإِذَا أَنَا بِمُوْسٰى آخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِيْ أَكَانَ فِيْمَنْ صَعِقَ أَمْ حُوْسِبَ بِصَعْقَةِ الْأُوْلٰى.

سنا کہ بازار میں اس طرح قسم کھاتا تھا کہ قسم ہے اس کی جس نے موسیٰ کو سب آدمیوں سے برگزیدہ کیا میں نے کہا کہ اے خبیث محمد ﷺ سے بھی افضل کیا ہے سو مجھ کو غصہ آیا سو میں نے اس کے منہ پر طمانچہ مارا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پیغمبروں میں سے ایک دوسرے کو بہتر نہ کہو اس واسطے کہ قیامت میں لوگ بیہوش ہو جائیں گے سو میری قبر سب سے پہلے پھٹے گی تو ناگہاں میں دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کا پایا پکڑے ہیں سو میں نہیں جانتا کہ اور لوگوں کے ساتھ وہ بھی بیہوش ہو گئے تھے یا کوہ طور کی بیہوشی ان کی محسوب اور مجرا ہو گی۔

فائدہ: ان دونوں کی شرح احادیث الانبیاء میں آئے گی اور مطابقت ان کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

۲۲۳۶۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ يَهُوْدِيًّا رَضَّ رَأْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ قِيْلَ مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِكِ أَفُلَانٌ أَفُلَانٌ حَتّٰى سُمِّيَ الْيَهُوْدِيُّ فَأَوْمَأَتْ بِرَأْسِهَا فَأُخِذَ الْيَهُوْدِيُّ فَاعْتَرَفَ فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُضَّ رَأْسُهُ بَيْنَ حَجَرَيْنِ.

۲۲۳۶۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر دو پتھروں کے درمیان کچلا یعنی ایک پتھر سر کے نیچے رکھا اور ایک اوپر سو اس کو کہا گیا کہ تیرا سر کس نے کچلا فلاں نے یا فلاں نے یعنی جس جس پر گمان تھا اس کا نام لیا یہاں تک کہ اس یہودی کا نام لیا گیا سو لڑکی نے اپنے سر سے اشارہ کیا ہاں اسی نے کچلا ہے سو یہودی پکڑا گیا اور اس نے اقرار کیا کہ میں نے کچلا ہے سو حضرت ﷺ نے اس کا سر کچلنے کا حکم دیا سو اس کا سر دو پتھروں کے درمیان کچلا گیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الدیات میں آئے گی۔

بَابُ مَنْ رَدَّ أَمْرَ السَّفِيْهِ وَالضَّعِيْفِ الْعَقْلِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ حَجَرَ عَلَيْهِ الْإِمَامُ

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو بے وقوف اور سست عقل کے کام کو پھیرتا ہے اور منظور نہیں رکھتا اگرچہ امام نے اس کو تصرف سے نہ روکا ہو۔

فائدہ: یعنی واسطے موافقت ابن قاسم کے اور بند کیا ہے اس کو رضیع نے اس شخص پر جس کی بے عقلی ظاہر ہو اور بعض مالکیہ کہتے ہیں کہ اس کا کام مطلق نہ پھیرا جائے مگر وہ چیز جس میں حجر کے بعد تصرف کرے اور یہی ہے قول

شافعیہ وغیرہ کا اور ابن قاسم کی دلیل مدبر کا قصہ ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے حجر سے پہلے اس کی بیع کو رد کیا اور اس کے غیر نے اس شخص کے قصے سے دلیل پکڑی ہے جس کو بیع میں دھوکا ہوتا تھا اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کو تصرف کرنے سے نہ روکا اور نہ اس کی پہلی بیعوں کو فسخ کیا اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب کی حدیثوں کے ساتھ اشارہ کیا ہے طرف تفصیل کی کہ جس سے مال کا ضائع کرنا ظاہر ہو اس کا تصرف رد کیا جائے جب کہ ہو بہت چیز میں یا مستغرق میں یعنی سب مال کو برباد کردے اور اس پر محمول ہے قصہ مدبر کا یعنی اس نے بہت چیز کو ضائع کیا تھا اس واسطے کہ اس کے تصرف کو پھیر دیا اور جو تصرف اس کا تھوڑی چیز میں ہو یا اس کے واسطے شرط کی جائے کہ مال کے برباد کرنے سے امن ہو تو اس کا تصرف نہ پھیرا جائے اور اسی پر محمول ہے قصہ اس شخص کا جس کو بیع میں دھوکا ہوتا تھا یعنی وہ تھوڑی چیز کو برباد کرتا تھا اس واسطے اس کو رد کا گیا۔ (فتح)

وَيُذْكَرُ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدَّ عَلَى الْمُتَصَدِّقِ قَبْلَ النَّهْيِ ثُمَّ نَهَاهُ.

یعنی اور جابر رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ حضرت ﷺ نے روکنے سے پہلے صدقہ کرنے والے پر صدقہ کو پھیر دیا پھر اس کو تصرف سے روکا۔

فائدہ: مراد ساتھ اس کے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے قصہ مدبر کا ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے ساتھ یقین نہیں کیا اس واسطے کہ جس قدر حدیث کے ترجمہ میں حاجت تھی وہ اس کی شرط پر نہیں اور وہ حدیث اس طور سے ہے کہ ایک مرد نے اپنے غلام کو مدبر کیا سو یہ بات حضرت ﷺ کو پہنچی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس اس کے سوا کچھ اور مال بھی ہے اس نے کہا کہ نہیں آخر حدیث تک اور اس میں یہ بھی ہے کہ پہلے اپنی جان پر خرچ کر پھر اگر کچھ باقی رہے تو اپنے گھر والوں پر خرچ کر۔ (فتح)

وَقَالَ مَالِكٌ إِذَا كَانَ لِرَجُلٍ عَلٰى رَجُلٍ مَالٌ وَلَهٗ عَبْدٌ لَا شَيْءَ لَهٗ غَيْرُهٗ فَأَعْتَقَهٗ لَمْ يَجُزْ عِتْقُهٗ.

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جب کسی مرد کا کسی پر مال ہو یعنی دین اور اس کے پاس غلام ہو کہ اس کے سوا اس کے پاس کچھ نہ ہو پھر وہ اس کو آزاد کردے تو اس کو آزاد کرنا درست نہیں ہوتا۔

فائدہ: یہ قول مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ان کے موطا میں ہے اور ان کی دلیل مدبر کا قصہ ہے۔

وَمَنْ بَاعَ عَلَى الضَّعِيفِ وَنَحْوِهٖ فَدَفَعَ ثَمَنَهٗ إِلَيْهِ وَأَمَرَهٗ بِالْإِصْلَاحِ وَالْقِيَامِ بِشَأْنِهٖ فَإِنْ أَفْسَدَ بَعْدُ مَنَعَهٗ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ إِضَاعَةِ

اور بیان ہے اس کا جو ضعیف عقل وغیرہ پر مال کو بیچے یعنی اس کے واسطے اور اس کی قیمت اس کو دے اور اس کی اصلاح اور خبر گیری کا اس کو حکم کرے پھر اس کے بعد اگر مال کو برباد کرے تو اس کو منع کرے اس واسطے

الْمَالِ وَقَالَ لِلَّذِیْ یُخْدَعُ فِی الْبَیْعِ إِذَا بَایَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ وَلَمْ یَأْخُذِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَالَهُ.

کہ حضرت ﷺ نے مال کو ضائع کرنے سے منع کیا ہے اور جس کو بیع میں دھوکا ہوتا تھا اس کو فرمایا کہ جب تو کچھ خریدا کرے تو کہا کر کہ مجھ کو دھوکا نہ دینا اور حضرت ﷺ نے اس کے مال کو نہ لیا۔

فائدہ: اس کی توجیہ پہلے گزر چکی ہے اور یہ کہ اس کو تصرف سے منع نہ کیا جائے مگر بعد ظاہر ہونے فساد کے اور مدبر کی حدیث کتاب العتق میں آئے گی۔ (فتح)

۲۲۳۷۔ حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ إِسْمَاعِیْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِیْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ کَانَ رَجُلٌ یُخْدَعُ فِی الْبَیْعِ فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَایَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ فَکَانَ یَقُوْلُهُ.

۲۲۳۷۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد بھولا تھا اس کو بیع میں دھوکا ہوتا تھا تو حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ جب تو کچھ مول لیا کرے تو کہہ دیا کر کہ مجھ کو دھوکا نہ دینا سو وہ مرد اس کو کہہ دیا کرتا تھا۔

۲۲۳۸۔ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِیٍّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِیْ ذِئْبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْکَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ عَبْدًا لَهُ لَیْسَ لَهُ مَالٌ غَیْرُهُ فَرَدَّهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَابْتَاعَهُ مِنْهُ نُعَیْمُ بْنُ النَّحَّامِ.

۲۲۳۸۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے اپنا غلام آزاد کیا کہ اس کے سوا اس کے پاس اور کچھ مال نہ تھا تو حضرت ﷺ نے اس کو پھیر دیا اور نعیم نے وہ غلام آپ ﷺ سے خریدا۔

بَابُ کَلَامِ الْخُصُوْمِ بَعْضِهِمْ فِیْ بَعْضٍ

کلام کرنا بعض جھگڑنے والوں کا بعض کے حق میں

فائدہ: یعنی وہ کلام جو نہ واجب کرے حد کو اور نہ تعزیر کو پس یہ غیبت حرام سے نہ ہوگی۔ (فتح)

۲۲۳۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِیَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِیْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلٰی یَمِیْنٍ وَهُوَ فِیْهَا فَاجِرٌ لِیَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَقِیَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَیْهِ غَضْبَانُ قَالَ

۲۲۳۹۔ شقیق بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو کسی بات پر قسم کھائے اور وہ اس میں جھوٹا ہو تا کہ چھین لے ساتھ اس کے مال کسی مرد مسلمان کا تو وہ اللہ سے ملے گا اس حال میں کہ وہ اس پر نہایت غضبناک ہوگا عبداللہ کہتا ہے کہ اشعث نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی یہ حدیث میرے حق میں صادر ہوئی کہ میرے اور ایک یہودی مرد کے

فَقَالَ الْأَشْعَثُ فِيَّ وَاللّٰهِ كَانَ ذٰلِكَ كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ رَجُلٍ مِّنَ الْيَهُوْدِ أَرْضٌ فَجَحَدَنِيْ فَقَدَّمْتُهٗ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَكَ بَيِّنَةٌ قُلْتُ لَا قَالَ فَقَالَ لِلْيَهُوْدِيِّ احْلِفْ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِذًا يَحْلِفَ وَيَذْهَبَ بِمَالِيْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾ إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ.

درمیان ایک زمین مشترک تھی سو اس نے مجھ سے انکار کیا تو میں اس کو حضرت ﷺ کے پاس لے گیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس گواہ ہیں میں نے کہا کہ نہیں تو حضرت ﷺ نے یہودی سے کہا کہ قسم کھا میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ وہ اس وقت قسم کھا کر میرا مال لے جائے گا تو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ جو لوگ اللہ کو درمیان دے کر اور جھوٹی قسمیں کھا کر تھوڑا مال دنیا کا لیتے ہیں ان لوگوں کو آخرت میں کچھ حصہ نہیں آخر تک۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ میں نے کہا کہ وہ اس وقت قسم کھا کر میرا مال لے جائے گا اس واسطے کہ اس نے اس کو جھوٹی قسم کی طرف منسوب کیا اور اس کا اس پر مواخذہ نہ ہوا اس واسطے کہ اس نے خبر دی ساتھ اس چیز کے کہ وہ اس کو اس سے جانتا تھا بیچ ظلم کرنے کے اس سے (فتح) اس سے معلوم ہوا کہ مدعی اور مدعا علیہ کو ایک دوسرے کے حق میں کلام کرنا جائز ہے اور یہ غیبت نہیں۔

٢٢٤٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهٗ تَقَاضَى ابْنَ أَبِيْ حَدْرَدٍ دَيْنًا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِ فِي الْمَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا حَتّٰى سَمِعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ بَيْتِهٖ فَخَرَجَ إِلَيْهِمَا حَتّٰى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهٖ فَنَادٰى يَا كَعْبُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ضَعْ مِنْ دَيْنِكَ هٰذَا فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ أَيِ الشَّطْرَ قَالَ لَقَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ قُمْ فَاقْضِهٖ.

٢٢٤٠۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے ابن ابی حدرد رضی اللہ عنہ سے اپنے قرض کا کہ اس پر تھا تقاضا کیا مسجد میں سو ان کی آوازیں بلند ہوئیں یہاں تک کہ ان کو حضرت ﷺ نے سنا اور حضرت ﷺ اپنے گھر میں تھے سو حضرت ﷺ نے ان کی طرف نکلنے کا ارادہ کیا یہاں تک کہ اپنے حجرے کا پردہ کھولا تو پکارا کہ اے کعب رضی اللہ عنہ تو کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں حاضر ہوں فرمایا کہ اپنے قرض سے یہ چھوڑ دے اور اس کی طرف اشارہ کیا یعنی آدھا اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں نے چھوڑ دیا حضرت ﷺ نے ابن ابی حدرد رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اٹھ کھڑا ہو اور باقی اس کو ادا کر دے۔

فائدہ: اس حدیث کے بعض طریقوں میں آیا ہے کہ وہ دونوں آپس میں جھگڑے اور پہلے گزر چکا ہے کہ یہی سبب

تھا واسطے اٹھ جانے معرفت شب قدر کے پس معلوم ہوا کہ ان کے درمیان جھگڑا ہوا تھا جو اس کو چاہتا ہے اور اسی کے ساتھ ترجمہ ثابت ہوتا ہے۔ (فتح)

۲۲۴۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى غَيْرِ مَا أَقْرَؤُهَا وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَأَنِيْهَا وَكِدْتُ أَنْ أَعْجَلَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَمْهَلْتُهُ حَتّٰى انْصَرَفَ ثُمَّ لَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ فَجِئْتُ بِهِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِنِّيْ سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ عَلٰى غَيْرِ مَا أَقْرَأْتَنِيْهَا فَقَالَ لِيْ أَرْسِلْهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ اقْرَأْ فَقَرَأَ قَالَ هٰكَذَا أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ لِي اقْرَأْ فَقَرَأْتُ فَقَالَ هٰكَذَا أُنْزِلَتْ إِنَّ الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَءُوْا مِنْهُ مَا تَيَسَّرَ.

۲۲۴۱۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کو سنا کہ سورہ فرقان کو پڑھتے تھے غیر اس وجہ پر کہ میں اس کو پڑھتا تھا یعنی وہ اس کو اور طرح سے پڑھتے تھے اور مجھ کو اور طرح سے معلوم تھی اور وہ سورت مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی تھی اور میں قریب تھا کہ اس پر جلدی کروں ساتھ جھڑک کے پھر میں نے اس کو مہلت دی یہاں تک کہ پھرا پھر میں اس کے گلے میں چادر ڈال کر اس کو کھینچا سو میں اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا سو میں نے کہا کہ میں نے اس کو سنا ہے کہ قرآن پڑھتا تھا مخالف اس قراءت کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو پڑھائی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو فرمایا کہ اس کو چھوڑ دے پھر اس کو فرمایا کہ قرآن پڑھ سو اس نے پڑھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسی طرح اتری ہے پھر مجھ کر فرمایا کہ تو پڑھ تو میں نے پڑھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسی طرح اتری ہے اس واسطے کہ قرآن سات حرفوں پر اتارا گیا ہے یعنی عرب کی سات بولیوں میں یا سات قراتوں میں سو پڑھو جو آسان ہو اس سے۔

فائدہ: یعنی قرآن کو سات قراتوں سے پڑھنا درست ہے اور اس میں انکار اس کا ہے اوپر اس کے ساتھ فعل کے باوجود انکار کرنے اس کے کے اوپر اس کے ساتھ قول کے اور یہ بطور اجتہاد کے ہے اس سے اسی واسطے اس پر اس کا مواخذہ نہ ہوا۔ (فتح)

بَابُ إِخْرَاجِ أَهْلِ الْمَعَاصِيْ وَالْخُصُوْمِ مِنَ الْبُيُوْتِ بَعْدَ الْمَعْرِفَةِ وَقَدْ أَخْرَجَ عُمَرُ أُخْتَ أَبِيْ بَكْرٍ حِيْنَ نَاحَتْ.

نکالنا گناہگاروں اور جھگڑنے والوں کا گھروں سے بعد پہچاننے کے یعنی بعد معلوم کرنے کے اور ہوگا یہ بطور ادب دینے کے واسطے ان کے اور تحقیق نکالا عمر رضی اللہ عنہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بہن کو جب کہ اس نے نوحہ کیا۔

فائدہ: روایت ہے کہ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے نوحہ کرنے والی عورتوں کو کھڑا کیا اور

یہ خبر عمر رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو منع کیا انہوں نے نہ مانا تو عمر رضی اللہ عنہ نے ہشام رضی اللہ عنہ کو کہا کہ ام فروہ کو درے مار سو اس نے اس کو درے مارے سو جب نوحہ کرنے والیوں نے یہ بات سنی تو سب بھاگ گئیں۔ (فتح)

٢٢٤٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِالصَّلَاةِ فَتُقَامَ ثُمَّ أُخَالِفَ إِلٰى مَنَازِلِ قَوْمٍ لَا يَشْهَدُوْنَ الصَّلَاةَ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ.

٢٢٤٢۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ میں نے ارادہ کیا کہ حکم کروں ساتھ قائم کرنے نماز کے سو قائم کی جائے پھر میں ان لوگوں کے گھروں میں جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے سو میں ان کے گھروں کو جلا دوں۔

فائدہ: یہ حدیث نماز کے بیان میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ جب ان کے گھر جلائے جائیں تو وہ گھروں سے جلدی سے نکل جائیں گے تو معلوم ہوا کہ گنہگاروں کا نکالنا بطریق اولیٰ جائز ہے اور محل نکالنے جھگڑنے والوں کا یہ ہے کہ جب کہ ان سے ایسا جھگڑا واقع ہو جو اس کو چاہے۔ (فتح)

بَابُ دَعْوَى الْوَصِيِّ لِلْمَيِّتِ — دعویٰ وصی کا میت کی طرف سے

فائدہ: یعنی بچہ لاحق کرنے وغیرہ حقوق کے یعنی اگر مردہ کسی کو استلحاق وغیرہ حقوق کے وصیت کر جائے تو وصی کو اس کے بعد اس کی طرف سے اس کا دعویٰ کرنا جائز ہے ابن منیر نے کہا کہ دعویٰ وصی کا موصیٰ علیہ سے بالا جماع جائز ہے اس میں کسی کو نزاع نہیں اور شاید کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد بیان کرنا سند اجماع کا ہے یعنی اس اجماع کی سند یہ حدیث ہے جو اس باب میں مذکور ہے۔ (فتح)

٢٢٤٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ عَبْدَ بْنَ زَمْعَةَ وَسَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ابْنِ أَمَةِ زَمْعَةَ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَوْصَانِيْ أَخِيْ إِذَا قَدِمْتُ أَنْ أَنْظُرَ ابْنَ أَمَةِ زَمْعَةَ فَأَقْبِضَهُ فَإِنَّهُ ابْنِيْ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ أَخِيْ وَابْنُ أَمَةِ

٢٢٤٣۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عبد بن زمعہ اور سعد بن ابی وقاص دونوں جھگڑتے ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے زمعہ کی لونڈی کے بیٹے میں سو سعد نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے بھائی نے مجھ کو وصیت کی تھی کہ جب تو مکے میں جائے تو زمعہ کی لونڈی کے بیٹے کو دیکھ اور اس کو لے لے کہ وہ میرا بیٹا ہے اور عبد بن زمعہ نے کہا کہ وہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے میرے باپ کے بچھونے پر پیدا ہوا سو دیکھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشابہت ظاہر

أَبِيْ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِ أَبِيْ فَرَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَبَهًا بَيِّنًا بِعُتْبَةَ فَقَالَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ بْنَ زَمْعَةَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَاحْتَجِبِيْ مِنْهُ يَا سَوْدَةُ.

ساتھ عتبہ کے یعنی دیکھا کہ اس کی مشابہت عتبہ سے ملتی ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ لڑکا تیرے واسطے ہے اے عبدزمعہ کہ لڑکا واسطے صاحب بچھونا کے ہے اور پردہ کر اس سے اے سودہ!۔

فائدہ: یہ حدیث کتاب البیوع کے شروع میں گزر چکی ہے۔

بَابُ التَّوَثُّقِ مِمَّنْ تُخْشٰى مَعَرَّتُهُ وَقَيَّدَ ابْنُ عَبَّاسٍ عِكْرِمَةَ عَلٰى تَعْلِيْمِ الْقُرْآنِ وَالسُّنَنِ وَالْفَرَائِضِ.

باندھنا اس کا جس کے فساد کا خوف ہو' اور قید کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کو اوپر تعلیم قرآن کے اور سنن اور فرائض کے یعنی تا کہ اس کو سیکھے۔

۲۲۴۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَآءَتْ بِرَجُلٍ مِّنْ بَنِيْ حَنِيْفَةَ يُقَالُ لَهُ ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ سَيِّدُ أَهْلِ الْيَمَامَةِ فَرَبَطُوْهُ بِسَارِيَةٍ مِّنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ قَالَ عِنْدِيْ يَا مُحَمَّدُ خَيْرٌ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ قَالَ أَطْلِقُوْا ثُمَامَةَ.

۲۲۴۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک بار کچھ سوار نجد کی طرف بھیجے سو وہ قبیلہ بنی حنیفہ کے ایک مرد کو پکڑ لائے اس کا نام ثمامہ تھا اور وہ اہل یمامہ کا سردار تھا تو انہوں نے اس کو مسجد کے ایک ستون سے باندھ دیا سو حضرت ﷺ اس کے پاس تشریف لائے تو فرمایا کہ اے ثمامہ تیرے پاس کیا ہے یعنی کس فکر اور کس خیال میں ہے ثمامہ نے کہا کہ اے محمد ﷺ خیریت ہے پھر ساری حدیث بیان کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ثمامہ کو چھوڑ دو۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب المغازی میں آئے گی اور موافق ترجمہ کے یہ قول ہے کہ اس کو مسجد کے ایک ستون سے باندھ دیا۔

بَابُ الرَّبْطِ وَالْحَبْسِ فِي الْحَرَمِ

حرم مکہ میں کسی کو باندھنا اور قید کرنا جائز ہے

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے طرف رد کرنے اس چیز کے کہ طاؤس سے مذکور ہے کہ وہ مکے میں قید خانے کو برا جانتا تھا اور کہتا تھا کہ رحمت کے گھر میں عذاب کا گھر ہونا لائق نہیں پس ارادہ کیا امام بخاری رضی اللہ عنہ نے معارضہ قول طاؤس کا ساتھ اثر عمر رضی اللہ عنہ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور صفوان رضی اللہ عنہ اور نافع رحمۃ اللہ علیہ کے اور یہ لوگ اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے ہیں اور قوت دی اس کو ساتھ قصے ثمامہ کے اور وہ مدینے کی مسجد میں باندھا گیا تھا اور وہ بھی حرم ہے تو اس کے حرم ہونے

نے اس میں باندھنے کو منع نہ کیا پس اسی طرح مکے میں بھی باندھنا درست ہے۔ (فتح)

وَاشْتَرٰى نَافِعُ بْنُ عَبْدِ الْحَارِثِ دَارًا لِلسِّجْنِ بِمَكَّةَ مِنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ عَلٰى أَنَّ عُمَرَ إِنْ رَضِيَ فَالْبَيْعُ بَيْعُهُ وَإِنْ لَّمْ يَرْضَ عُمَرُ فَلِصَفْوَانَ أَرْبَعُ مِائَةِ دِينَارٍ.

اور نافع رضی اللہ عنہ نے صفوان سے ایک گھر قید خانے کے واسطے مکے میں خریدا اس شرط پر کہ اگر عمر رضی اللہ عنہ اس کی بیع کے ساتھ راضی ہو تو یہ بیع جائز ہے اور اگر عمر رضی اللہ عنہ راضی نہ ہوئے تو صفوان کے واسطے چار سو دینار ہیں۔

فائدہ: یہ جو اس نے کہا کہ اگر عمر رضی اللہ عنہ راضی ہوں تو بیع درست ہوگی نہیں تو صفوان کے واسطے چار سو دینار ہیں تو اس تردید پر شبہ کیا گیا ہے کہ یہ بیع درست نہیں اور ابن منیر نے اس کی یہ توجیہ کی ہے کہ مبیع کے مول میں ذمہ خریدار کا ہوتا ہے اگرچہ وہ کہے کہ میں کسی غیر کے واسطے خریدتا ہوں یعنی مول وہی ادا کرے گا اس واسطے کہ عقد کا مباشر خود وہی ہے۔ انتہی اور گویا کہ ابن منیر کھڑا ہوا ہے ساتھ ظاہر لفظ معلق کے اور ساری حدیث نہیں دیکھی پس گمان کیا اس نے کہ چار سو دینار یہی کل مول تھا جس کے بدلے میں نافع رضی اللہ عنہ نے گھر خریدا تھا اور حالانکہ یہ بات نہیں بلکہ اس کا مول تو چار ہزار دینار تھا اور نافع رضی اللہ عنہ مکہ پر عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے عامل تھے یعنی نائب اسی واسطے اس نے عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے خیار کی شرط کی بعد اس کے کہ واقع کیا عقد کو واسطے اس کے جیسا کہ موصول روایت میں اس کی تصریح آ چکی ہے اور یہ جو نافع رضی اللہ عنہ نے شرط کی کہ اگر عمر رضی اللہ عنہ راضی نہ ہوئے تو صفوان کو چار سو دینار دوں گا تو احتمال ہے کہ ہو یہ مقابلہ نفع اٹھانے کے ساتھ اس گھر کے یہاں تک کہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے جواب پھر آئے۔ (فتح)

وَسَجَنَ ابْنُ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ

اور ابن زبیر نے گنہگاروں کو مکے میں قید کیا

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ مکے میں قید کرنا جائز ہے۔

٢٢٤٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِّنْ بَنِي حَنِيفَةَ يُقَالُ لَهُ ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ فَرَبَطُوهُ بِسَارِيَةٍ مِّنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ.

٢٢٤٥۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ سوار ایک بار ملک نجد کی طرف بھیجے سو وہ بنی حنیفہ کے ایک مرد کو پکڑ لائے جس کا نام ثمامہ بن اثال تھا تو انہوں نے اس کو مسجد کے ایک ستون سے باندھ دیا۔

بَابٌ فِي الْمُلَازَمَةِ

باب ہے بیچ بیان چمٹنے دو جھگڑنے والوں کے آپس میں

٢٢٤٦۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ وَقَالَ غَيْرُهُ حَدَّثَنِي

٢٢٤٦۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن ابی حدرد رضی اللہ عنہ پر اس کا قرض تھا سو وہ اس کو ملا اور اس کو لپٹ

اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ لَهُ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي حَدْرَدٍ الْأَسْلَمِيِّ دَيْنٌ فَلَقِيَهُ فَلَزِمَهُ فَتَكَلَّمَا حَتّٰى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا فَمَرَّ بِهِمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا كَعْبُ وَأَشَارَ بِيَدِهِ كَأَنَّهُ يَقُولُ النِّصْفَ فَأَخَذَ نِصْفَ مَا عَلَيْهِ وَتَرَكَ نِصْفًا.

گیا سو دونوں بولنے لگے یہاں تک کہ ان کی آوازیں بلند ہوئیں تو حضرت ﷺ ان کے پاس سے گزرے اور فرمایا کہ اے کعب رضی اللہ عنہ اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا گویا کہ آدھا قرض چھوڑ دے سو اس نے آدھا قرض لیا اور آدھا چھوڑ دیا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ لپٹنا درست ہے۔

بَابُ التَّقَاضِي

باب ہے تقاضا کرنے کے بیان میں یعنی اپنے حق کا مطالبہ کرنا

۲۲۴۷ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ كُنْتُ قَيْنًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ لِي عَلَى الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ دَرَاهِمُ فَأَتَيْتُهُ أَتَقَاضَاهُ فَقَالَ لَا أَقْضِيكَ حَتّٰى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ فَقُلْتُ لَا وَاللّٰهِ لَا أَكْفُرُ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى يُمِيتَكَ اللّٰهُ ثُمَّ يَبْعَثَكَ قَالَ فَدَعْنِي حَتّٰى أَمُوتَ ثُمَّ أُبْعَثَ فَأُوْتٰى مَالًا وَوَلَدًا ثُمَّ أَقْضِيَكَ فَنَزَلَتْ ﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا﴾ الْآيَةَ.

۲۲۴۷ـ خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جاہلیت کے زمانے میں لوہار تھا اور عاص بن وائل پر میرے کچھ درہم قرض تھے سو میں اس کے پاس تقاضا کرتا آیا تو اس نے کہا کہ میں تیرا قرض ادا نہ کروں گا یہاں تک کہ تو محمد ﷺ کے ساتھ کافر ہو تو میں نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ میں محمد ﷺ کے ساتھ کافر نہ ہوں گا یہاں تک کہ اللہ تجھ کو مارے پھر تجھ کو اٹھائے تو اس نے کہا کہ مجھ کو چھوڑ یہاں تک کہ میں مروں پھر اٹھایا جاؤں اور دیا جاؤں مال اور اولاد پھر میں تیرا قرض تجھ کو ادا کروں گا پس یہ آیت اتری بھلا تو نے دیکھا وہ جو منکر ہوا ہماری آیتوں سے اور کہا کہ مجھ کو ملنا ہے مال اور اولاد۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ قرض کا مطالبہ کرنا درست ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ اللُّقَطَةِ

کتاب ہے گری پڑی چیز کے اٹھانے کے بیان میں

فائدہ: لقطہ اس چیز کو کہتے ہیں کہ اٹھائی جائے۔

بَابُ إِذَا أَخْبَرَهُ رَبُّ اللُّقَطَةِ بِالْعَلَامَةِ دَفَعَ إِلَيْهِ

جب گری ہوئی چیز کا مالک اس کو نشانی بتلا دے تو اس کو دے دے

۲۲۴۸۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ سَمِعْتُ سُوَيْدَ بْنَ غَفَلَةَ قَالَ لَقِيْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ أَخَذْتُ صُرَّةً مِائَةَ دِيْنَارٍ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُهَا حَوْلًا فَلَمْ أَجِدْ مَنْ يَعْرِفُهَا ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُهَا فَلَمْ أَجِدْ ثُمَّ أَتَيْتُهُ ثَلَاثًا فَقَالَ احْفَظْ وِعَاءَهَا وَعَدَدَهَا وَوِكَاءَهَا فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَإِلَّا فَاسْتَمْتِعْ بِهَا فَاسْتَمْتَعْتُ فَلَقِيْتُهُ بَعْدُ بِمَكَّةَ فَقَالَ لَا أَدْرِيْ ثَلَاثَةَ أَحْوَالٍ أَوْ حَوْلًا وَاحِدًا.

۲۲۴۸۔ سوید بن غفلہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ملا تو اس نے کہا کہ میں نے ایک ہمیانی (پیسہ رکھنے کی تھیلی) لی جس میں سو اشرفیاں تھیں سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو ایک برس شہرت دے سو میں نے اس کو ایک برس مشہور کیا سو میں نے اس کا پہچاننے والا کوئی نہ پایا پھر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو ایک برس اور مشہور کر سو میں نے پھر بھی اس کا مالک نہ پایا پھر میں تیسری بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی تھیلی اور گنتی اور دھاگے کو یاد رکھ اور اگر اس کا مالک آئے تو اس کو دے نہیں تو اس سے فائدہ اٹھا یعنی اور اس کو اپنے خرچ میں لا سو میں نے اس کو اپنے خرچ میں لایا شعبہ کہتا ہے کہ میں سلمہ سے اس حدیث کے بعد مکے میں ملا تو اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین

سال فرمائے یا ایک سال فرمایا۔

فائدہ: یہ حدیث ترجمہ باب کے موافق نہیں اور شاید کہ یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ اس کے بعض طریقوں میں یہ لفظ آچکا ہے کما سیاتی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر کوئی تجھ کو اس کی گنتی اور تھیلی اور دھاگے کی خبر دے تو اس کو یہ چیز دے دے روایت کی یہ زیادتی مسلم نے اور یہ زیادتی صحیح ہے اور جو اس کو ضعیف کہتا ہے اس کا قول ٹھیک نہیں اور یہی قول ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ کا کہ اگر کوئی یہ سب نشانیاں ٹھیک ٹھیک بتلا دے تو اس کو وہ چیز دے دے یعنی اس کو وہ چیز دینا واجب ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر اس کے دل میں یہ بات واقع ہو کہ یہ سچ کہتا ہے تو جائز ہے کہ اس کو دے دے اور نہ جبر کیا جائے اس پر مگر ساتھ گواہ کے اس واسطے کہ تحقیق وہ صفت ٹھیک بیان کرتا ہے اور خطابی نے کہا کہ اگر یہ لفظ صحیح ہو تو اس کی مخالفت جائز نہیں اور یہی ہے فائدہ حضرت ﷺ کے اس قول کا کہ مشہور کر اس تھیلی کو آخر تک نہیں تو احتیاط ساتھ اس شخص کے ہے جو نہیں دیکھتا پھیر دینے کو مگر ساتھ گواہ کے اور آپ ﷺ کے قول اعرف عفاصھا کی تاویل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اس کو اس واسطے حکم کیا تا کہ اس میں دعویٰ معلوم ہو اور نیز اس کا یہ فائدہ ہے کہ تا کہ معلوم ہو کہ مدعی سچا ہے یا جھوٹا اور یہ کہ اس میں تنبیہ ہے اس کی تھیلی وغیرہ کی نگاہ رکھنے پر اور اس واسطے کہ عادت جاری ہے کہ جب لوگ تھیلی میں سے چیز لے لیتے ہیں تو تھیلی کو پھینک دیتے ہیں اور جب تھیلی کے نگاہ رکھنے پر تنبیہ ہوئی تو مال کے نگاہ رکھنے پر تنبیہ بطریق اولیٰ ہوگی میں کہتا ہوں کہ یہ زیادتی صحیح ہو چکی ہے پس متعین ہے پھرنا طرف اس کی اور بعض نے اس کی یہ علت بیان کی ہے کہ جب کوئی اس کی صفت ٹھیک بیان کرے اور اٹھانے والا اس کو وہ چیز دے دے پھر دوسرا شخص آئے اور اس کی صفت ٹھیک بیان کرے تو یہ اس زیادتی میں طعن کو نہیں چاہتا اس واسطے کہ ہوگا حکم اس وقت جیسا کہ وہ چیز اس کو گواہ کے ساتھ دے پھر دوسرا شخص آئے اور گواہ قائم کرے کہ وہ چیز میری ہے اور اس میں تفصیل ہے واسطے مالکیہ وغیرہ کے اور بعض متاخرین شافعیہ کہتے ہیں کہ ممکن ہے یہ کہ حمل کیا جائے وجوب دفع کو واسطے اس شخص کے کہ ٹھیک صفت بیان کرے اس پر جب کہ ہو یہ پہلے مالک ہونے کے اس واسطے کہ وہ اس وقت مال ضائع ہے دوسرا حق اس کے ساتھ متعلق نہیں ہوا بخلاف بعد مالک ہونے کے اس واسطے کہ اس وقت مدعی گواہ کا محتاج ہوگا واسطے عام ہونے اس حدیث کے کہ گواہ مدعی پر ہے پھر کہا کہ اگر یہ زیادتی صحیح ہو تو بڑی چیز اٹھانے والے کی صورت خاص ہوگی عموم اس حدیث سے کہ گواہ مدعی پر ہے اور اس حدیث میں تشہیر کے برسوں میں اختلاف ہے اور آئندہ حدیث میں صرف ایک ہی برس کا ذکر ہے اس میں کچھ اختلاف نہیں تو بعض کہتے ہیں کہ ابی کی حدیث محمول ہے اوپر زیادتی ورع کے تصرف کرنے سے لفظ میں اور حدیث زید کی محمول ہے ضرورت پر یا اس واسطے کہ ابی کو اس کی حاجت نہ تھی اور اعرابی کو اس کی حاجت تھی اور منذری نے کہا کہ فتویٰ کے اماموں سے کسی

نے یہ بات نہیں کہی کہ لقطہ کو تین برس تک مشہور کیا جائے مگر ایک چیز کہ عمر رضی اللہ عنہ سے آئی ہے اور ظاہر یہ ہے کہ ایک سال کی روایت ٹھیک ہے اس واسطے کہ اس میں شک نہیں اور صاحب ہدایہ نے حنفیہ سے ایک روایت حکایت کی ہے کہ مشہور کرنے کا امر چیز اٹھانے والے کے اختیار میں ہے پس واجب ہے اس پر یہ کہ شہرت دے اس کو یہاں تک کہ اس کو گمان غالب ہو کہ اس کا مالک اس کے بعد نہیں ڈھونڈے گا۔ (فتح)

بَابُ ضَالَّةِ الْإِبِلِ
اونٹ گم ہوئے کا بیان

فائدہ: یعنی کیا اس کو اٹھایا جائے یا نہیں۔ (فتح)

۲۲۴۹۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ رَبِيْعَةَ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ أَعْرَابِيٌّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَمَّا يَلْتَقِطُهُ فَقَالَ عَرِّفْهَا سَنَةً ثُمَّ احْفَظْ عِفَاصَهَا وَوِكَائَهَا فَإِنْ جَآءَ أَحَدٌ يُخْبِرُكَ بِهَا وَإِلَّا فَاسْتَنْفِقْهَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَضَالَّةُ الْغَنَمِ قَالَ لَكَ أَوْ لِأَخِيْكَ أَوْ لِلذِّئْبِ قَالَ ضَالَّةُ الْإِبِلِ فَتَمَعَّرَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا حِذَاؤُهَا وَسِقَاؤُهَا تَرِدُ الْمَآءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ.

۲۲۴۹۔ زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑی ہوئی چیز کے اٹھانے کا حکم پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو ایک برس مشہور کر پھر پہچان رکھ اس کی تھیلی اور دھاگے کو اور اگر کوئی تجھ کو اس کی خبر دے تو اس کو دے نہیں تو اس کو اپنے خرچ میں لا پھر اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گم ہوئی بکری کا کیا حکم ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ واسطے تیرے ہے یا واسطے تیرے بھائی کے یا واسطے بھیڑیے کے یعنی اگر تو نے لی اور اس کا مالک آئے گا تو وہ لے لے گا نہیں تو بھیڑیا کھا جائے گا یعنی گم ہوئی بکری کا اٹھانا جائز ہے پھر اس نے کہا کہ گم ہوئے اونٹ کا کیا حکم ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہوا اور فرمایا کہ کیا ہے تیرے واسطے یعنی بیگانے اونٹ گم ہوئے بھٹکے سے تجھ کو کیا کام ہے اس واسطے کہ اونٹ کے ساتھ اس کا جوتا اور مشک موجود ہے کہ اپنے پاؤں سے چل کر پانی پیئے گا اور درخت کھائے گا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گم ہوئے اونٹ کو نہ پکڑا جائے اور یہی ہے مذہب جمہور کا اور حنفیہ کہتے ہیں کہ اولیٰ یہ ہے کہ اٹھایا جائے اور بعض کہتے ہیں کہ اٹھانے کی نہی اس شخص پر محمول ہے جو اس کو مالک ہونے کے واسطے اٹھائے نہ اس واسطے کہ اس کو نگاہ رکھے پس اس کو یہ جائز ہے اور یہی ہے قول شافعیہ کا اور اسی طرح اگر گاؤں میں پایا جائے تو جائز ہے مالک ہونا نزدیک ان کے اصح قول پر اور مالکیہ کے نزدیک بھی اختلاف ہے اور

علماء کہتے ہیں کہ اونٹ کے معنی میں ہر وہ چیز ہے کہ بچے ساتھ اپنی قوت کے چھوٹے درندوں سے اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ معرفت یعنی پہچاننا اس کی نشانیوں کا تشہیر کرنے کے بعد ہے اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ تشہیر معرفت کے پیچھے ہے اور نووی نے کہا کہ دونوں حالتوں میں پہچانے جب اس کو اٹھائے تو اس وقت بھی پہچانے تا کہ جب کوئی اس کی صفت بیان کرے تو اس کا جھوٹ سچ اس کو معلوم ہو پھر جب ایک برس کے بعد اس کا مالک ہونا چاہے تو پھر دوسری بار بھی اس کو اچھی طرح سے پہچان رکھے میں کہتا ہوں کہ احتمال ہے کہ لفظ ثم کا دونوں روایتوں میں ساتھ معنی واؤ کے ہو پس نہ تقاضا کرے گا ترتیب کو اور نہ مخالفت کو تا کہ تطبیق کی حاجت ہو اور نہیں غرض ہے اس سے مگر یہ کہ واقع ہو تشہیر اور معرفت ساتھ قطع نظر کے اس سے کہ کون پہلے ہے اور علماء کو اس معرفت میں دو قول ہیں ظاہر تو وجوب ہے واسطے ظاہر امر کے اور بعض کہتے ہیں کہ مستحب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اٹھانے کے وقت واجب ہے اور اس کے بعد مستحب ہے اور یہ فرمایا کہ پہچان رکھ تھیلی اس کی تو غرض اس سے پہچاننا ان ہتھیاروں کا ہے جو چیز کو نگاہ رکھتے ہیں اور ملحق ہے ساتھ اس کے نگاہ رکھنا جنس کا اور صفت کا اور قدر کا اور کیل کا کیلی چیز میں اور وزن کا وزنی چیز میں مپان کا ماپنے کی چیز میں اور ایک جماعت شافعیہ کی کہتے ہیں کہ مستحب ہے مقید کرنا اس کا ساتھ لکھنے کے واسطے خوف بھول جانے کے اور اگر کوئی بعض صفتیں پہچانے اور بعض نہ پہچانے تو اس میں اختلاف ہے بنا بر اس قول کے کہ واجب ہے دینا اس شخص کو جو اس کی صفت کو پہچانے ابن قاسم نے کہا کہ ضرور ہے کہ تمام صفتیں بیان کرے اور اسی طرح کہا ہے اصبغ نے لیکن اس نے کہا کہ معرفت عدد کی شرط نہیں اور ابن قاسم کا قول قوی تر ہے واسطے ثابت ہونے عدد کے دوسری روایت میں اور زیادتی حافظ کی حجت ہے اور یہ جو فرمایا کہ اس کی تشہیر کر تو علماء کہتے ہیں کہ محل اس کا وہ جگہیں ہیں جہاں لوگ جمع ہوتے ہیں مانند دروازے مسجدوں کی اور بازاروں اور مانند اس کی اور تشہیر کا یہ طریقہ ہے کہ کہتے ہیں کہ کون ہے جس کی کوئی چیز گم ہوئی ہو اور مانند اس کی عبارتوں سے اور اس کی کوئی صفت بیان نہ کرے تو یہ کہا کہ ایک برس تو مراد برس پے در پے ہے پس اگر متفرق طور سے ایک برس تشہیر کرے تو یہ کافی نہیں جیسا کہ ہر سال ایک مہینہ تشہیر کرے پس صادق آئے گا اس پر کہ اس نے ایک سال تشہیر کی بارہ برس میں اور علماء کہتے ہیں کہ ہر دن میں دو بار شہرت دے پھر ایک بار پھر ہر ہفتے پھر ہر مہینے میں اور یہ شرط نہیں کہ خود تشہیر کرے بلکہ اپنے وکیل کے واسطہ سے بھی جائز ہے اور تعریف کرے اس کے گرنے کی جگہ میں اور اس کے غیر میں اور یہ جو کہا کہ اس کو اپنے خرچ میں لا تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ بڑی چیز اٹھانے والا اس میں تصرف کرے برابر ہے کہ مال دار ہو یا فقیر اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر مال دار ہو تو اس کو خیرات کر دے پھر اگر اس کا مالک آئے تو اس کو اختیار ہے خواہ خیرات کو جائز رکھے یا اس کو ڈانڈ لگائے یعنی اس کا بدلہ اس سے بھر لے اور یہ جو کہا کہ واسطے بھائی تیرے کے ہے یا واسطے بھیڑیے کے تو اس

میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ اس کا اٹھانا جائز ہے گویا کہ فرمایا کہ وہ ضعیف ہے واسطے عدم استقلال کے اس کے ہلاک ہونے کا خوف ہے متردد ہے درمیان اس کے کہ اس کو تو لے یا تیرا بھائی اور مراد ساتھ اس کے عام ہے مالک اس کے سے یا کسی اور اٹھانے والے سے ہو اور مراد ساتھ بھیڑیے سے جنس اس چیز کی ہے جو کھائے بکری کو درندے چوپایوں سے اور اس میں ترغیب ہے اوپر پکڑنے اس کے کے اس واسطے کہ جب وہ جانے گا کہ اگر میں نے اس کو نہ لیا تو اس کو بھیڑیا کھا جائے گا تو یہ بہت بلانے والا ہوگا اس کو طرف لینے کی اور ایک روایت میں ہے جیسا کہ آئندہ آئے گا کہ وہ تو صرف تیرے ہی واسطے ہے اور وہ صریح ہے بیچ حکم کے ساتھ لینے اس کے کے پس اس میں دلیل ہے اوپر رد کرنے ایک قول احمد کے کہ بکری کو نہ اٹھائے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر کہ وہ لینے سے اس کا مالک ہو جاتا ہے اور نہیں لازم آتا اس کو ڈانڈ اگرچہ اس کا مالک آجائے اور حجت پکڑی گئی ہے واسطے اس کے ساتھ برابری کرنے کے درمیان بھیڑیے اور اٹھانے والے کے یعنی حدیث میں دونوں کو برابر کیا ہے اور بھیڑیے پر ڈانڈ نہیں پس اسی طرح اٹھانے والے پر ڈانڈ نہ ہوگی اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے لام تملیک کے واسطے نہیں اس واسطے کہ بھیڑیا مالک نہیں ہوتا اور سوائے اس کے نہیں کہ مالک ہوتا ہے اس کا اٹھانے والا اوپر شرط ضمان اس کی کے اور اجماع ہے سب کا اس پر کہ اگر اس کا ملک اس کے کھانے سے پہلے آتا تو اس کو لے لیتا پس معلوم ہوا کہ وہ اپنے ملک کی ملک میں باقی ہے اور نہیں فرق ہے درمیان قول آپ کے کہ بکری کے حق میں کہ وہ تیرے واسطے ہے یا تیرے بھائی کے واسطے یا بھیڑیے کے واسطے اور درمیان قول آپ کے کے لقطہ میں کہ شان تیرا ہے ساتھ اس کے یا لے اس کو بلکہ وہ زیادہ تر مشابہ ہے ساتھ مالک ہونے کے اس واسطے کہ نہیں شریک کیا ساتھ اس کے بھیڑیے کو اور نہ کسی اور کو باوجود اس کے پس کہتے ہیں کہ اگر خرچ کرے تو اس کا ڈانڈ دے جب کہ اس میں تصرف کرے پھر اس کا مالک آئے اور جمہور کہتے ہیں کہ اس کا مشہور کرنا واجب ہے پھر جب مشہور کرنے کی مدت گزر جائے تو اس کو کھائے اگر چاہے اور اس کے مالک کو اس کا بدلہ دے مگر شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جب لقطہ جنگل میں پایا جائے تو اس کا مشہور کرنا لازم نہیں اور اگر گاؤں میں پایا جائے تو لازم ہے تشہیر کرے اس کی اصح قول پر اور نووی نے کہا کہ حجت پکڑی ہے تمہارے اصحاب نے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسری روایت میں کہ اگر اس کا مالک آئے تو اس کو دے دے اور مالک کی روایت سے انہوں نے یہ جواب دیا ہے کہ اس نے ڈانڈ کو نہ ذکر کیا ہے اور نہ اس کی نفی کی پس ثابت ہوا حکم اس کا ساتھ اور دلیل کے اور یہ جو کہا کہ اس کے ساتھ مشک اس کی ہے تو مراد اس سے پیٹ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ گردن اس کی ہے اور یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ اس کے اٹھانے اور نگاہ رکھنے کی کوئی حاجت نہیں ہے اس واسطے کہ وہ کئی روز کی پیاس کا متحمل ہو سکتا ہے اور بے تکلف چارہ کھا سکتا ہے واسطے دراز ہونے گردن اس کی کے پس اس کے اٹھانے کی کچھ

حاجت نہیں۔ (فتح)

بَابُ ضَالَّةِ الْغَنَمِ — گم ہوئی بکری کا بیان

فائدہ: شاید بکری کے واسطے علیحدہ باب اس واسطے باندھا ہے تا کہ اشارہ کرے کہ اونٹ کا حکم اس سے جدا ہے اور تحقیق اکیلا ہوا ہے مالک ساتھ اس کے کہ جائز ہے پکڑنا بکری کا اور نہیں واجب ہے مشہور کرنا اس کا واسطے دلیل اس قول حضرت ﷺ کے کہ وہ واسطے تیرے ہے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ لام تملیک کے واسطے نہیں جیسا کہ فرمایا کہ وہ واسطے بھیڑیے کے ہے اور بھیڑیا بالاتفاق مالک نہیں ہوتا اور اجماع ہے اس پر کہ اگر اس کا مالک آئے پہلے اس سے کہ کھائے اس کو پانے والا تو اس کو اس سے لے لے۔ (فتح)

۲۲۵۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيٰى عَنْ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ أَنَّهُ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَزَعَمَ أَنَّهُ قَالَ اعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً يَقُوْلُ يَزِيْدُ إِنْ لَّمْ تُعْرَفْ اسْتَنْفَقَ بِهَا صَاحِبُهَا وَكَانَتْ وَدِيْعَةً عِنْدَهُ قَالَ يَحْيٰى فَهٰذَا الَّذِيْ لَا أَدْرِيْ أَفِيْ حَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ أَمْ شَيْءٌ مِّنْ عِنْدِهٖ ثُمَّ قَالَ كَيْفَ تَرٰى فِيْ ضَالَّةِ الْغَنَمِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْهَا فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيْكَ أَوْ لِلذِّئْبِ قَالَ يَزِيْدُ وَهِيَ تُعَرَّفُ أَيْضًا ثُمَّ قَالَ كَيْفَ تَرٰى فِيْ ضَالَّةِ الْإِبِلِ قَالَ فَقَالَ دَعْهَا فَإِنَّ مَعَهَا حِذَاءَهَا وَسِقَاءَهَا تَرِدُ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتّٰى يَجِدَهَا رَبُّهَا.

۲۲۵۰۔ زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت ﷺ سے لقطہ کا حکم پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کہ پہچان رکھ اس کی تھیلی اور سر بند کو پھر مشہور کر اس کو ایک برس یزید کہتا ہے کہ اگر اس کو شہرت نہ دے تو اٹھانے والا اس کے اپنے خرچ میں لائے اور وہ اس کے نزدیک امانت ہوگی یحییٰ راوی نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ یہ شرط اور جزا حضرت ﷺ کی حدیث میں ہے یا وہ چیز اس کی اپنی رائے سے ہے پھر سائل نے کہا کہ آپ ﷺ گم ہوئی بکری کے بارے میں کیا فرماتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو پکڑ لے پس وہ تو تیرے واسطے ہے یا تیرے بھائی کے واسطے یا بھیڑیے کے واسطے یزید نے کہا کہ بکری بھی مشہور کی جائے پھر سائل نے کہا کہ آپ ﷺ گم ہوئے اونٹ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دے کہ اس کا موزہ اور مشک اس کے ساتھ موجود ہے پانی پر وارد ہوتا ہے اور درخت کھاتا ہے یہاں تک کہ اس کا مالک اس کو پائے۔

فائدہ: یہ جو یحییٰ نے کہا کہ مجھ کو شک ہے کہ یہ لفظ حضرت ﷺ کی حدیث میں ہے یا نہیں تو امام بخاری رحمہ اللہ نے

نزدیک راجح یہ بات ہے کہ وہ مرفوع ہے یعنی وہ بھی حضرت ﷺ کی کلام ہے راوی کا قول نہیں جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے آئندہ ترجمہ باندھا ہے کہ وہ اس کے پاس امانت ہوگی۔ (فتح)

بَابُ إِذَا لَمْ يُوْجَدْ صَاحِبُ اللُّقَطَةِ بَعْدَ سَنَةٍ فَهِيَ لِمَنْ وَّجَدَهَا

جب ایک برس تشہیر کرنے کے بعد لقطہ کا مالک نہ پایا جائے تو وہ واسطے اٹھانے والے کے ہے۔

فائدہ: یعنی برابر ہے کہ مال دار ہو یا فقیر کما تقدم۔ (فتح)

۲۲۵۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ اعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَائَهَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ جَآءَ صَاحِبُهَا وَإِلَّا فَشَأْنَكَ بِهَا قَالَ فَضَالَّةُ الْغَنَمِ قَالَ هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيْكَ أَوْ لِلذِّئْبِ قَالَ فَضَالَّةُ الْإِبِلِ قَالَ مَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا تَرِدُ الْمَآءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتّٰى يَلْقَاهَا رَبُّهَا.

۲۲۵۱۔ زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے لقطہ کا حکم پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پہچان رکھ اس کی تھیلی اور دھاگے کو پس اس کو ایک برس مشہور کر پھر اگر اس کا مالک آئے تو اس کو دے دے نہیں تو لازم پکڑ حال اپنے کو ساتھ اس کے یعنی تصرف کر اس میں پھر اس نے کہا کہ گم ہوئی بکری کا کیا حکم ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ واسطے تیرے ہے یا واسطے تیرے بھائی کے یا بھیڑیے کے واسطے پھر اس نے کہا کہ گم ہوئے اونٹ کا کیا حکم ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرے واسطے کیا ہے اور اس کے واسطے کیا ہے یعنی تجھ کو اس کے ساتھ کیا کام ہے اس کی مشک اور اس کا جوتا اس کے ساتھ موجود ہے پانی پر آتا ہے اور درخت کھاتا ہے یہاں تک کہ اس کا مالک اس سے ملے۔

فائدہ: استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ شہرت کی مدت کے گزرنے پر اٹھانے والا اس کا مالک ہو جاتا ہے اور یہی ہے ظاہر نص شافعی کی اس واسطے کہ قول حضرت ﷺ کا کہ شان تیرا ہے ساتھ اس کے سپرد کرنا طرف اختیار اس کے کی اور یہ جو کہا کہ اس کو اپنے خرچ میں لا تو یہ امر اباحت کے واسطے ہے یعنی اس کو خرچ میں لانا جائز ہے اور مشہور شافعیہ کے نزدیک یہ ہے کہ مالک ہونے کے واسطے زبان سے بولنا شرط ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نیت کافی ہے اور یہی راجح ہے دلیل کے اس سے اور بعض کہتے ہیں کہ محض اٹھانے سے ملک میں آ جاتی ہے اور علماء کو اس میں اختلاف ہے کہ اگر ایک برس تشہیر کرنے کے بعد اس میں تصرف کرے پھر اس کا مالک آئے کیا اس کا بدلہ اس پر آتا ہے یا نہیں پس جمہور کہتے ہیں کہ واجب ہے پھیر دینا اس کا اگر وہ چیز ہو بہو موجود ہو یا

اس کا بدلہ اگر ہلاک ہوگئی ہو اور کرابیس نے اس میں مخالفت کی ہے اور موافقت کی ہے اس کی اس کے دونوں یاروں امام بخاری رحمہ اللہ اور داود ظاہری رحمہ اللہ نے لیکن داود اس میں جمہور کے موافق ہے جب کہ وہ چیز ہو بہو موجود ہو اور جمہور کی حجت سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ہے جو پہلے گزر چکا ہے کہ وہ اس کے نزدیک امانت ہوگی اور نیز دلیل ان کی یہ قول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جو مسلم کی روایت میں ہے کہ پہچان رکھ تھیلی اس کی اور سر بند اس کا پھر کہا اس کو پھر اگر اس کا مالک آئے تو اس کو اس کی طرف ادا کردے اس واسطے کہ تحقیق ظاہر قول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پس اگر آئے مالک اس کا آخر تک بعد قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ کہا اس کو کہ تقاضا کرتا ہے اس کو کہ کھانے کے بعد اس کا پھیر دینا واجب ہے پس محمول ہوگا اس پر کہ اس کا بدلہ ادا کرے اور احتمال ہے کہ کلام میں حذف ہو دلالت کرتی ہیں اس پر باقی روایتیں اور تقدیر یہ ہے کہ پس پہچان رکھ اس کی تھیلی اور دھاگہ اس کا پھر کہا اس کو اگر نہ آئے مالک اس کا پس اگر مالک اس کا آئے تو اس کو ادا کردے اور اس سے زیادہ تر ابو داود کی روایت ہے کہ اگر اس کا مالک آئے تو اس کو ادا کردے نہیں تو پہچان رکھ اس کی تھیلی اور دھاگے کو پھر کہا اس کو پھر اگر اس کا مالک آئے تو اس کو اس کی طرف ادا کردے سو حکم کیا ساتھ ادا کرنے اس کے کے طرف اس کی پہلے اذن کے کھانے میں اور بعد اس کے اور یہ اقوی حجت ہے واسطے جمہور کے اور جب یہ بات مقرر ہو چکی تو ممکن ہے حمل کرنا امام بخاری رحمہ اللہ کے قول کا جو اس نے ترجمہ میں کہا کہ وہ اس کے واسطے ہے اس پر کہ اس کو اس وقت اس میں تصرف کرنا درست ہے اور اوپر حکم ضمانت اس کی کا بعد اس کے پس وہ ساکت ہے اس سے اور امام نووی نے کہا کہ اگر اس کا مالک آئے پہلے اس سے کہ اٹھانے والا اس کا مالک ہو تو لے اس کو ساتھ زوائد متصلہ کے اور منفصلہ کے اور لیکن بعد مالک ہونے کے پس اگر اس کا مالک نہ آئے تو وہ واسطے پانے والے کے ہے اور نہیں مطالبہ ہے اوپر اس کے آخرت میں اور اگر اس کا مالک آئے اور وہ چیز ہو بہو موجود ہو تو مستحق ہوگا اس کا ساتھ زوائد متصلہ کے اور اگر کوئی چیز اس سے تلف ہو تو لازم آتا ہے اٹھانے والے کو ڈانڈ واسطے مالک کے اور یہی ہے قول جمہور کا اور بعض سلف کہتے ہیں کہ اس کا ڈانڈ اس پر لازم نہیں آتا اور یہی ہے مختار نزدیک امام بخاری رحمہ اللہ کے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا وَجَدَ خَشَبَةً فِي الْبَحْرِ أَوْ سَوْطًا أَوْ نَحْوَهُ

جب پائے لکڑی دریا میں یا کوڑا یا مانند اس کی

فائدہ: یعنی اس کے ساتھ کیا کرے اس کو لے لے یا اس کو چھوڑ دے اور جب اس کو لے تو کیا اس کا مالک ہو جاتا ہے یا اس کا حکم لقطہ کی طرح ہے اور علماء کو اس میں اختلاف ہے۔ (فتح)

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ أَبِي

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل سے ایک مرد کا ذکر کیا پھر تمام حدیث بیان کی

هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا مِّنْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ فَخَرَجَ يَنْظُرُ لَعَلَّ مَرْكَبًا قَدْ جَآءَ بِمَالِهٖ فَاِذَا هُوَ بِالْخَشَبَةِ فَاَخَذَهَا لِاَهْلِهٖ حَطَبًا فَلَمَّا نَشَرَهَا وَجَدَ الْمَالَ وَالصَّحِيْفَةَ.

سو وہ مرد دیکھتا ہوا نکلا کہ کیا کوئی جہاز اس کا مال لایا ہے یا نہیں تو ناگہاں اس نے ایک لکڑی دیکھی تو اس کو اپنے گھر والوں کے جلانے کے واسطے اٹھا لیا سو جب اس کو چیرا تو اس میں اپنا مال اور خط پایا۔

فائدہ: پوری شرح اس حدیث کی کتاب الکفالہ میں گزر چکی ہے توجیہ استنباط ترجمہ کی اس سے اور یہ کہ وہ اس جہت سے ثابت ہے کہ پہلوں کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے جب کہ ہماری شرع میں اس کی مخالفت کا حکم نہ آیا ہو خاص کر اس وقت جب کہ بیان کرے شارع جگہ ثنا کی اس کے فاعل پر اور ساتھ اس تقدیر کے تمام ہوگی مراد جواز اخذ لکڑی کی دریا سے اور علماء کو اس میں اختلاف ہے اور کوڑے وغیرہ کا ذکر اس حدیث میں نہیں آیا لیکن استنباط کیا ہے اس کو بطور الحاق کے اور شاید کہ اشارہ کیا ہے ساتھ کوڑے کے طرف اس اثر کی جو آئندہ آئے گا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یا اشارہ کیا طرف اس حدیث کی جو ابوداؤد نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رخصت دی ہم کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لاٹھی اور کوڑے کی اور مانند ان کی میں اس کو اٹھا کر اس سے فائدہ پائے اور اس کی سند ضعیف ہے اور اصح نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ نہیں فرق ہے لقطہ میں درمیان قلیل اور کثیر کے تشہیر وغیرہ میں اور ایک قول یہ ہے کہ تشہیر مطلق واجب نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ایک بار تشہیر کی جائے اور بعض کہتے ہیں کہ تین دن تعریف کی جائے اور بعض کہتے ہیں کہ اتنا زمانہ تشہیر کرے کہ گمان کرے کہ مالک نے اس سے منہ پھیرا اور یہ سب قلیل چیز میں ہے جس کے واسطے قیمت ہو اور اپر جس کی قیمت نہ ہو مانند ایک دانہ کی تو جائز ہے نفع اٹھانا اس سے اصح قول پر اور کھجور کی حدیث جو آئندہ باب میں آتی ہے حجت ہے واسطے اس کے اور حنفیہ کے نزدیک یہ بات ہے کہ اگر ایسی چیز ہو کہ معلوم ہو کہ اس کو مالک اس کو نہیں ڈھونڈے گا مانند گٹھلی کے تو جائز ہے اس کا لینا اور فائدہ اٹھانا ساتھ اس کے بغیر تشہیر کے لیکن وہ اپنے مالک کے ملک میں رہتی ہے اور مالکیہ کے نزدیک بھی یہی حکم ہے لیکن اس کے مالک کی ملک اس سے دور ہو جاتی ہے پس اگر اس کے واسطے قدر اور منفعت ہو تو اس کی تشہیر واجب ہے اور تشہیر کی مدت میں اختلاف ہے اور اگر اس قسم سے ہو کہ جلدی بگڑ جاتی ہے ذخیرہ نہیں ہوتی تو اس کا کھانا جائز ہے اصح مذہب پر اور اس کا بدلہ نہیں آتا۔ (فتح)

بَابُ اِذَا وَجَدَ تَمْرَةً فِي الطَّرِيْقِ

اگر راہ میں کھجور پڑی پائے؟

فائدہ: یعنی جائز ہے اٹھانا اس کا اور کھانا اس کا اور اسی طرح جو حقیر چیز ہو اس کا بھی یہی حکم ہے اور یہی مشہور

ہے نزدیک شافعیہ کے اور ابن ابی شیبہ نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ اس نے ایک کھجور پڑی پائی تو اس کو کھا لیا تو پھر کہا کہ اللہ فساد کو دوست نہیں رکھتا یعنی اگر اٹھا کر نہ کھائی جاتی تو بگڑ جاتی۔ (فتح)

۲۲۵۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ طَلْحَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرَةٍ فِي الطَّرِيْقِ قَالَ لَوْلَا أَنِّيْ أَخَافُ أَنْ تَكُوْنَ مِنَ الصَّدَقَةِ لَأَكَلْتُهَا وَقَالَ يَحْيَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِيْ مَنْصُوْرٌ وَقَالَ زَائِدَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ طَلْحَةَ حَدَّثَنَا أَنَسٌ.

۲۲۵۲۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم راہ میں ایک کھجور سے گزرے تو فرمایا کہ اگر مجھ کو اس کو خوف نہ ہوتا کہ شاید یہ کھجور زکوۃ کی ہو تو میں اس کو کھا لیتا۔

فائدہ: زکوۃ کا مال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بلکہ سب بنی ہاشم پر حرام تھا۔

۲۲۵۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّيْ لَأَنْقَلِبُ إِلَى أَهْلِيْ فَأَجِدُ التَّمْرَةَ سَاقِطَةً عَلَى فِرَاشِيْ فَأَرْفَعُهَا لِآكُلَهَا ثُمَّ أَخْشَى أَنْ تَكُوْنَ صَدَقَةً فَأُلْقِيْهَا.

۲۲۵۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ میں اپنے گھر والوں کے پاس پلٹ جاتا ہوں تو کھجور کو اپنے بچھونے پر گری پڑی پاتا ہوں تو اس کو اٹھا لیتا ہوں کہ کھاؤں پھر ڈرتا ہوں کہ کہیں زکوۃ کی نہ ہو تو اس کو پھینک دیتا ہوں۔

فائدہ: یہ حدیث ظاہر ہے کہ اس میں کہ جائز ہے کھانا ہر چیز کا کہ پائی جائے حقیر چیزوں سے راہ میں اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے کھانے سے باز نہیں رہے مگر واسطے پرہیز گاری کے واسطے اس خوف کے کہ زکوۃ سے ہو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حرام ہے نہ اس واسطے کہ وہ راہ میں پھینکی گئی ہے فقط اور یہ واضح ہوتا ہے حدیث باب سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بچھونے پر اس واسطے کہ وہ ظاہر ہے اس میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پرہیز گاری کی وجہ سے چھوڑا واسطے اس خوف کے کہ صدقہ سے ہو پس اگر اس کا خوف نہ ہوتا تو اس کو کھا لیتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہیر ذکر نہیں کی پس معلوم ہوا کہ ایسی چیز حقیر کے لینے سے آدمی مالک ہو جاتا ہے اس کی تشہیر کی حاجت نہیں ہوتی لیکن کیا جائز ہے یہ کہ کہا جائے کہ وہ لقطہ ہے اس کی تشہیر کے ترک کرنے کی اجازت ہے یا وہ لقطہ نہیں اس واسطے کہ لقطہ کی شان یہ ہے کہ وہ ملک ہو جاتا ہے سوائے اس چیز کے کہ اس کی قیمت نہیں۔ (فتح)

بَابُ كَيْفَ تُعَرَّفُ لُقَطَةُ أَهْلِ مَكَّةَ

مکے والوں کے لقطہ کو کس طرح تشہیر کیا جائے؟

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ حرم کی گری پڑی چیز اٹھانی جائز ہے اسی واسطے اس نے صرف اس کی کیفیت کا باب باندھا ہے اور شاید یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ جو حدیث آئی ہے کہ حاجیوں کی گری پڑی چیز اٹھانی منع ہے سو ضعیف ہے یا وہ مؤول ہے ساتھ اس کے کہ منع اٹھانا اس کا تو صرف مالک ہونے کے واسطے ہے نہ واسطے نگاہ رکھنے کے اور اوپر یہ حدیث پس صحیح کہا ہے اس کو مسلم نے پھر ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تشہیر کی کیفیت کا ذکر نہیں اور شاید کہ اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے طرف اس کی کہ یہ تشہیر مختلف نہیں۔ (فتح)

وَقَالَ طَاوُسٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهَا إِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا وَقَالَ خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُلْتَقَطُ لُقَطَتُهَا إِلَّا لِمُعَرِّفٍ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُعْضَدُ عِضَاهُهَا وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا تَحِلُّ لُقَطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ وَلَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا فَقَالَ عَبَّاسٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَقَالَ إِلَّا الْإِذْخِرَ.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہ اٹھائے مکے کی گری پڑی چیز مگر جو اس کو مشہور کرے اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہ اٹھائے مکے کی پڑی چیز کو مگر جو اس کو مشہور کرے اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مکے کا درخت نہ کاٹا جائے اور اس کا شکار نہ ہانکا جائے اور نہیں حلال اٹھانا پڑی ہوئی چیز اس کی کا مگر واسطے تشہیر کرنے والے کے اور نہ کاٹی جائے گھاس اس کی تو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اذخر کی گھاس کے کاٹنے کی اجازت دیجیے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مگر اذخر کا کاٹنا درست ہے۔

٢٢٥٤۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ أَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۲۵۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مکے کو فتح کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوئے تو اللہ کی حمد اور تعریف کی پھر فرمایا کہ بیشک اللہ نے مکے کو قتل سے روکا تھا اور اپنے رسول اور مسلمانوں کا اس پر غالب کیا اور بے شک مجھ سے پہلے کسی کو مکے میں لڑنا حلال نہیں ہوا صرف میرے واسطے دن کی ایک گھڑی حلال

مَكَّةَ قَامَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْفِيْلَ وَسَلَّطَ عَلَيْهَا رَسُوْلَهٗ وَالْمُؤْمِنِيْنَ فَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ كَانَ قَبْلِيْ وَإِنَّهَا أُحِلَّتْ لِيْ سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ وَّإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِيْ فَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا يُخْتَلٰى شَوْكُهَا وَلَا تَحِلُّ سَاقِطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ وَّمَنْ قُتِلَ لَهٗ قَتِيْلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ إِمَّا أَنْ يُّفْدٰى وَإِمَّا أَنْ يُّقِيْدَ فَقَالَ الْعَبَّاسُ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّا نَجْعَلُهٗ لِقُبُوْرِنَا وَبُيُوْتِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَقَامَ أَبُوْ شَاهٍ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اكْتُبُوْا لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اكْتُبُوْا لِأَبِيْ شَاهٍ قُلْتُ لِلْأَوْزَاعِيِّ مَا قَوْلُهٗ اكْتُبُوْا لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ هٰذِهِ الْخُطْبَةَ الَّتِيْ سَمِعَهَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ہوا اور بے شک میرے بعد قیامت تک کسی پر مکہ حلال نہ ہوگا سو اس کا شکاری جانور نہ ہانکا جائے اور اس کا درخت خار دار نہ کاٹا جائے اور اس کی گری پڑی چیز کو اٹھانا درست نہیں مگر اس کو جو مشہور کرے اور جس کا کوئی آدمی مارا جائے وہ جو باتوں سے ایک بات جو بہتر جانے سو اختیار کر لے یا قاتل سے خون بہا لے یا خون کا بدلہ خون لے تو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مگر اذخر کے کاٹنے کی اجازت دیجیے اس واسطے کہ ہم اس کو اپنی قبروں میں اور اپنی چھتوں پر ڈالتے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مگر اذخر کا کاٹنا درست ہے تو ایک مرد ابو شاہ نامی یمن کا رہنے والا کھڑا ہوا تو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو یہ سب حکم لکھوا دیجیے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو شاہ کو لکھ دو میں نے اوزاعی سے کہا کہ اس نے کس چیز کا لکھوانا چاہا تھا اس نے کہا کہ یہ خطبہ جس کو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا۔

فائدہ: استدلال کیا گیا ہے ساتھ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جو باب میں مذکور ہیں اس پر کہ مکے کی گری پڑی چیز نہ اٹھائی جائے واسطے مالک ہونے کے بلکہ خاص تشہیر اور اعلان کے واسطے اٹھائی جائے گی اور یہی قول ہے جمہور کا اور سوائے اس کے نہیں کہ وہ خاص ہوساتھ اس کے نزدیک ان کے اس واسطے کہ اس کا مالک کو پہنچنا ممکن ہے اس واسطے کہ اگر وہ مالک مکے میں ہوگا تو پہنچنا اس کا ظاہر ہے اور اگر آفاقی ہوگا تو اکثر اوقات ہر طرف سے مکے میں لوگ آتے ہیں سو جب اس کو اٹھانے والا ہر سال میں تشہیر کرے گا تو آسان ہوگا پہنچنا طرف معرفت مالک اس کے کی یہ ابن بطال نے کہا ہے اور اکثر مالکیہ اور بعض شافعیہ کہتے ہیں کہ اس حکم میں مکہ اور شہروں کے برابر ہے مکہ تو صرف اس بات کے لیے خاص ہے کہ وہاں تشہیر میں مبالغہ کیا جائے یعنی خوب تشہیر کرے تا کہ سب لوگوں کو معلوم ہو جائے اس واسطے کہ حاجی اپنے شہر کی طرف پلٹ جاتا ہے اور کبھی پھر نہیں آتا پس محتاج ہوا اٹھانے

والا طرف مبالغہ کی تشہیر میں اور حجت پکڑی ہے ابن منیر نے واسطے مذہب اپنے کے ساتھ ظاہر استثناء کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے حلت کی نفی کی اور تشہیر کرنے والے کو مستثنیٰ کیا پس معلوم ہوا کہ تشہیر کرنے والے کے واسطے حلت ثابت ہے اس واسطے کہ استثناء نفی سے اثبات ہوتا ہے اور لازم آتا ہے اس پر کہ مکہ اور اس کے سوا اور جگہیں برابر ہوں اور قیاس اس کی تخصیص کو چاہتا ہے اور جواب یہ ہے کہ تخصیص جب غالب کے موافق ہو تو اس کا کوئی مفہوم نہیں ہوتا اور غالب یہ ہے کہ مکے میں گری پڑی چیز کا اٹھانے والا اس کے مالک سے ناامید ہوتا ہے اور اس کا مالک اس کے پانے سے ناامید ہوتا ہے واسطے جدا جدا ہونے خلقت کے دور دور کناروں میں سو اکثر اوقات اٹھانے والے کے دل میں اس کے مالک ہونے کی حرص داخل ہوتی ہے ابتداء سے پس نہیں تعریف کرتا اس کو تو شارع علیہ السلام نے اس کو اس سے منع کیا اور حکم کیا کہ نہ اٹھائے اس کو کوئی مگر کہ جو اس کو مشہور کرے اور جدا ہے اس میں لقطہ لشکر کا بیچ شہروں دار الحرب کے بعد جدا جدا ہونے ان کے اس واسطے کہ وہ نہیں مشہور کیا جاتا ان کے غیر میں بالاتفاق برخلاف لقطہ مکے کے کہ مشروع ہے مشہور کرنا اس کا اس واسطے کہ لقطہ کے مالک کے کنارے کے لوگوں کا مکہ میں آنا ممکن ہے پس حاصل ہوگا پہنچنا طرف معرفت مالک اس کے کی اور اسحاق بن راہویہ نے کہا الا المنشد کے معنی یہ ہیں کہ جو سنے کسی تلاش کرنے والے سے کہ کہتا ہو کہ کسی نے میری ایسی چیز دیکھی ہے پس اس وقت جائز ہے واسطے پانے والے لقطہ کے کہ اس کو مشہور کرے تا کہ اس کو اس کے مالک کی طرف پھیر دے اور یہ قول جمہور کے قول سے بہت تنگ ہے اس واسطے کہ مقید کیا ہے اس نے مشہور کرنے والے کو ساتھ ایک حالت کے سوائے دوسری حالت سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ لقطہ عرفات کا اور مدینہ منورہ کا تمام شہروں کی طرح ہے واسطے خاص ہونے مکے کے ساتھ اس کے اور ماوردی نے حاوی میں ایک وجہ بیان کی ہے کہ عرفہ کا حکم بھی مکہ کی طرح ہے اس واسطے کہ مکہ کی طرح اس میں بھی حاجی جمع ہوتے ہیں اور نہیں ترجیح دی اس نے کسی چیز کو اور نہیں ہے یہ وجہ مذکور روضہ میں اور نہ اس کے اصل میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے تعریف کرنی گم ہوئی چیز کی مسجد حرام میں بخلاف اور مسجدوں کے اور یہ اصح تر وجہ ہے نزدیک شافعیہ کے۔ (فتح)

بَابٌ لَّا تُحْتَلَبُ مَاشِيَةُ أَحَدٍ بِغَيْرِ إِذْنِهٖ

نہ دوہا جائے جانور کسی کا بغیر اس کی اجازت کے

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے ظاہر حدیث کے موافق ترجمہ کو مطلق چھوڑا ہے تو اس میں اشارہ ہے طرف رد کرنے قول اس شخص کے جو اس کو خاص کرتا ہے رد کرتا ہے یا مقید کرتا ہے۔ (فتح)

۲۲۵۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۲۲۵۵۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ دوہے کوئی کسی کے جانور کو بغیر اس کی اجازت کے بھلا تم میں کوئی یہ چاہتا ہے کہ کوئی اس کی کوٹھری میں آ کے

وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحْلُبَنَّ أَحَدٌ مَاشِيَةَ امْرِءٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تُؤْتٰى مَشْرُبَتُهُ فَتُكْسَرَ خِزَانَتُهُ فَيُنْتَقَلَ طَعَامُهُ فَإِنَّمَا تَخْزُنُ لَهُمْ ضُرُوْعُ مَوَاشِيْهِمْ أَطْعِمَاتِهِمْ فَلَا يَحْلُبَنَّ أَحَدٌ مَاشِيَةَ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِهِ.

اس کا خزانہ توڑ کے اس کے کھانے کے اناج نکال لے جائے سو ان کے جانوروں کے تھن تو ان کے کھانے کے دودھ کو حفاظت میں رکھتے ہیں یعنی تھن کوٹھری کی طرح ہیں حفاظت کے واسطے سو ہرگز نہ دوہے کوئی کسی کے جانور کو بغیر اس کی اجازت کے۔

فائدہ: ایک روایت میں رجل کا لفظ آیا ہے تو مانند مثال کی ہے نہیں تو یہ حکم مردوں کے ساتھ خاص نہیں بلکہ عورتوں کا بھی یہی حکم ہے اور ذکر کیا ہے اس کو بعض شارحین موطا نے ساتھ لفظ ماشیة اخیه کے یعنی اپنے بھائی کے جانور کو اور کہا کہ یہ واسطے غالب کے ہے اس واسطے کہ نہیں فرق ہے اس حکم میں درمیان مسلمان اور کافر کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں وجود ہے واسطے اس کے مؤطا میں اور ساتھ ثابت کرنے فرق کے نزدیک بہت اہل علم کے اور لفظ ماشیہ کا واقع ہوتا ہے اونٹ پر اور گائے پر اور بکری پر لیکن اس کا استعمال بکری میں اکثر ہے اور مراد طعام سے اس جگہ دودھ ہے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ اس حدیث میں نہی ہے اس سے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی چیز لے مگر اس کی اجازت سے اور دودھ کو صرف اس واسطے ذکر کیا ہے کہ لوگ اس میں سستی کرتے ہیں پس تنبیہ کے ساتھ اس کی اس چیز پر جو اول ہے اس سے اور یہی قول ہے جمہور کا لیکن برابر ہے کہ اذن خاص کے ساتھ ہو یا اذن عام کے اور استثناء کیا ہے بہت سلف نے اس کو جب کہ اس کے مالک کی خوشی معلوم ہو اگرچہ نہ واقع ہوا ہو اس سے اذن خاص اور نہ عام اور بہت علماء کا یہ مذہب ہے کہ دودھ دوہنا مطلق جائز ہے کھانے میں اور پینے میں برابر ہے کہ اس کی خوشی معلوم ہو یا نہ ہو اور دلیل ان کی وہ حدیث ہے جو ابو داؤد نے سمرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی کسی کے مویشی پر آئے تو پاس اگر ان میں ان کا مالک نہ ہو تو چاہیے کہ تین بار آواز کرے پس اگر جواب دے تو چاہیے کہ اس سے اجازت مانگے پس وہ اگر اس کو اجازت دے تو فبہا نہیں تو چاہیے کہ دودھ دوہ کر پی لے اور اپنے ساتھ نہ اٹھائے اور اس کا جواب یہ ہے کہ نہی کی حدیث اس سے زیادہ ترصحیح ہے پس اولیٰ ہے ساتھ عمل کرنے کے اور نیز یہ حدیث معارض ہے ساتھ قواعد قطعیہ کے بیچ حرام ہونے مال مسلمان کے بغیر اس کی اجازت سے پس نہ التفات کیا جائے گا طرف اس کی اور بعض نے دونوں حدیثوں میں کئی طرح سے تطبیق دی ہے ایک وجہ یہ ہے کہ اذن اس وقت ہے جب کہ اس کے مالک کی خوشی معلوم ہو اور منع اس وقت ہے جب اس کی خوشی معلوم نہ ہو اور یا یہ کہ مسافر کو اجازت ہے اور دوسرے کو نہیں یا مضطر کو اجازت ہے اور دوسرے کو نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ حدیث نہی کی اس وقت پر محمول ہے جب کہ مالک مسافر سے زیادہ ترمحتاج ہو اور بعض کہتے ہیں کہ حدیث اجازت کی اس وقت پر محمول ہے جب کہ مویشی اہل ذمہ

کے ہوں اور منع اس وقت ہے جب مسلمانوں کے واسطے ہوں اور بعض کہتے ہیں کہ اجازت منسوخ ہے کہ یہ حکم زکوۃ کے واجب ہونے سے پہلے تھا اور کہتے ہیں کہ اس وقت ضیافت واجب تھی پھر زکوۃ کے فرض ہونے سے منسوخ ہوئی یہ قول طحاوی کا ہے اور امام نووی نے کہا کہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس کے حق میں جو کسی باغ یا کھیتی میں یا جانوروں میں گزرے جمہور کہتے ہیں کہ نہیں جائز ہے اس کو یہ کہ لے اس سے کوئی چیز مگر حالت ضرورت میں پس لے اور اس کا بدلہ دے نزدیک شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اور جمہور کے اور بعض سلف کہتے ہیں کہ اس کو کوئی چیز لازم نہیں اور امام احمد نے کہا کہ اگر باغ کی دیوار نہ ہو تو جائز ہے اس کو کھانا تر میووں سے صحیح روایت ہے اگر اس کے واسطے محتاج نہ ہو اور ایک روایت یہ ہے کہ اگر محتاج نہ ہو تو جائز ہے اور نہیں ہے ضمانت اوپر اس کے دونوں حالتوں میں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر حدیث صحت کو پہنچے تو میں اس کا قائل ہوں اور بیہقی نے کہا کہ مراد یہ حدیث ہے کہ جب کوئی کسی کے باغ میں گزرے تو چاہیے کہ اس سے کھائے یعنی اس کو کھانا جائز ہے اور نہ لے جھولی میں روایت کی یہ حدیث ترمذی نے اور کہا کہ غریب ہے اور بیہقی نے کہا کہ صحیح نہیں اور اس کے کئی طرق ہیں جو قوی نہیں میں کہتا ہوں کہ اس کا مجموعہ صحیح کے درجے سے کم نہیں اور تحقیق حجت پکڑی ہے انہوں نے بہت احکام میں ساتھ اس چیز کے کہ اس سے کم ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بیان کرنا مثال کا واسطے قریب کرنے کے طرف فہموں کی اور مثال دینی اس چیز کی جو کبھی پوشیدہ رہتی ہے ساتھ اس چیز کے کہ وہ واضح تر ہے اس سے اور استعمال کرنا قیاس کا نظیروں میں اور یہ کہ جائز ہے حکم کا ساتھ علت اس کی کے اور اعادہ کرنا اس کا بعد ذکر علت کے واسطے تاکید کے اور یہ کہ نہیں شرط قیاس کا صحیح ہونے میں مساوی ہونا فرع کا واسطے اصل کے ساتھ ہر اعتبار کے بلکہ اکثر اوقات ہوتی ہے واسطے اصل کے مزیت کہ نہیں ضرر کرتا ساقط ہونا اس کا فرع میں جب کہ مشارک ہوں دونوں اصل صفت میں اس واسطے کہ تھن نہیں مساوی ہے خزانے کو حفاظت میں جیسا کہ تھنوں کو تھیلی چڑھانی نہیں مساوی ہے قفل کے اور باوجود اس کے پس لاحق کیا ہے شارع نے تھن غلاف چڑھے ہوئے کو حکم میں ساتھ خزانے قفل والے کے اس میں کہ بغیر اذن مالک دونوں کا کھانا درست نہیں اور یہ کہ جائز ہے جمع رکھنا اناج کا اور بند رکھنا اس کا حاجت کے وقت تک بخلاف غالی زاہدوں کے جو اناج کے ذخیرہ رکھنے کو منع کرتے ہیں اور یہ کہ دودھ کو بھی اناج کہا جاتا ہے پس گنہگار ہوگا ساتھ اس کے کہ جو قسم کھائے کہ میں کھانا نہ کھاؤں گا مگر یہ کہ اس کی نیت دودھ کے علاوہ ہو اور یہ کہ بیچنا دودھ بکری کا بدلے بکری کے کہ اس کے تھنوں میں دودھ ہو تو باطل ہے اور یہی قول ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور کا اور یہ کہ جب بکری کے واسطے دودھ ہو اور اس کے دوہنے کے قدرت ہو تو مقابل ہوتا ہے اس کو ایک حصہ قیمت سے اور یہ تائید کرتا ہے مصرات کی حدیث کو اور ثابت کرتا ہے حکم کو بیچ قیمت ڈالنے دودھ کے اور یہ کہ جو دودھ دوہے تھن اونٹنی کے یا غیر اس کے سے تھیلی چڑھائے ہوئے محفوظ سے بغیر

ضرورت کے اور بغیر تاویل کے وہ چیز کہ پہنچے قیمت اس کی اس مقدار کو کہ واجب ہوتا ہے اس میں ہاتھ کاٹنا تو واجب ہے کاٹنا ہاتھ اس کے کا اگر نہ اجازت دے اس کو مالک اس کا بطور تعیین کے یا اجمال کے اس واسطے کہ حدیث ظاہر ہے اس میں جانوروں کے تھن طعام کے خزانے ہیں اور حکایت کی قرطبی نے بعض سے واجب ہونا قطع کا اگرچہ بکریاں حفاظت میں نہ ہوں واسطے کفایت کرنے حفاظت تھنوں کے دودھ کو اور یہی ہے جس کو ظاہر حدیث کا چاہتا ہے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا جَآءَ صَاحِبُ اللُّقَطَةِ بَعْدَ سَنَةٍ رَدَّهَا عَلَيْهِ لِأَنَّهَا وَدِيعَةٌ عِنْدَهُ

جب لقطہ کا مالک ایک برس کے بعد آئے تو اٹھانے والا اس کو پھیر دے اس واسطے کہ وہ اس کے پاس امانت ہے۔

٢٢٥٦۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللُّقَطَةِ قَالَ عَرِّفْهَا سَنَةً ثُمَّ اعْرِفْ وِكَائَهَا وَعِفَاصَهَا ثُمَّ اسْتَنْفِقْ بِهَا فَإِنْ جَآءَ رَبُّهَا فَأَدِّهَا إِلَيْهِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَضَالَّةُ الْغَنَمِ قَالَ خُذْهَا فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيْكَ أَوْ لِلذِّئْبِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَضَالَّةُ الْإِبِلِ قَالَ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ أَوْ احْمَرَّ وَجْهُهُ ثُمَّ قَالَ مَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا حِذَاؤُهَا وَسِقَاؤُهَا حَتّٰى يَلْقَاهَا رَبُّهَا.

٢٢٥٦۔ زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لقطہ کا حکم پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہرت دے اس کو ایک سال پھر پہچان رکھ اس کی تھیلی اور دھاگے کو پھر اس کو اپنے خرچ میں لا پھر اگر اس کا مالک آئے تو اس کو اس کی طرف ادا کر دے پھر اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گم ہوئی بکری کا کیا حکم ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو پکڑ لے کہ وہ واسطے تیرے ہے یا واسطے تیرے بھائی کے یا بھیڑیے کے واسطے پھر اس نے کہا کہ گم ہوئے اونٹ کا کیا حکم ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غضبناک ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ سرخ ہوا پھر فرمایا کہ تیرے واسطے کیا ہے اور اس کے واسطے کیا ہے جوتا اور اس کی مشک اس کے ساتھ موجود ہے یہاں تک کہ اس کا مالک اس سے ملے۔

فائدہ: اس حدیث میں ودیعت یعنی امانت کا ذکر نہیں تو گویا کہ یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ سلیمان بن ہلال کی روایت کہ جو پہلے مذکور ہو چکی ہے مرفوع ہونا راجح ہے اور ابن بطال نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کو شک مذکور میں شبہ ہوا پس ترجمہ باندھا اس کو ساتھ معنیٰ کے اور ابن منیر نے کہا کہ لفظ ہے اس کو ساقط کیا ہے اور معنی سے اس کو ثابت کیا ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا کہ اگر اس کا مالک آئے تو اس کو دے دے تو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ

مالک کی ملک باقی ہے برخلاف اس کے جو مباح کرتا ہے اس کے بعد برس کے بغیر ضمانت کے اور یہ جو کہا کہ وہ تیرے پاس امانت ہوگی تو احتمال ہے کہ نہ ہو مراد بعد لانے کے خرچ میں اور یہی ہے ظاہر سیاق حدیث کا پس مجاز کیا ساتھ ذکر ودیعت کے وجوب رد وبدل اس کے سے یعنی اس صورت میں واجب تو اس کے بدل کا دینا ہے پس ودیعت کو جو ذکر کیا تو بطور مجاز کے ہے اس واسطے کہ حقیقت ودیعت کی یہ ہے کہ اس کی ذات باقی رہے اور جامع واجب ہونا رد اس چیز کا ہے جو پائے آدمی واسطے غیر اپنے کے نہیں تو جس کے خرچ کرنے کے اجازت ہو اس کی ذات باقی نہیں رہتی اور احتمال ہے کہ ہو واو بیچ ولتکن کے ساتھ معنی اَوْ کے یعنی یا تو اس کو خرچ کرے اور اس کا بدلہ دے اور یا اس کو اپنے پاس بطور امانت کے رکھے یہاں تک کہ اس کا مالک آئے تو اس کو دے یہ جو اس کا نام امانت رکھا تو اس سے سمجھا جاتا ہے کہ اگر وہ ضائع ہو جائے تو اس کا بدلہ اس پر لازم نہیں آتا اور یہی ہے مختار نزدیک امام بخاری رحمہ اللہ کے واسطے تابعداری ایک جماعت سلف کے اور ابن منیر نے کہا کہ استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے واسطے ایک قول علماء کے کہ جب تلف کرے اس کو اٹھانے والا بعد تشہیر کے اور گزرنے مدت اس کی کے پھر اس کا بدلہ نکالے پھر وہ ہلاک ہو تو دوسری بار اس پر ضمانت نہیں اور جب دعویٰ کرے کہ اس نے اس کو کھا لیا تھا پس اس کا بدلہ نکالا تھا پھر وہ ضائع ہو تو بھی اس کا قول قبول کیا جائے اور یہی راجح ہے سب اقوال سے۔ (فتح)

بَابٌ هَلْ يَأْخُذُ اللُّقَطَةَ وَلَا يَدَعُهَا تَضِيعُ حَتّٰى لَا يَأْخُذَهَا مَنْ لَّا يَسْتَحِقُّ

کیا لے لقطہ کو اور نہ چھوڑے اس کو اس حال میں کہ ضائع ہو اور نہ چھوڑے اس کو تا کہ لے اس کو وہ شخص کہ اس کا مستحق نہیں۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ ساتھ اس باب کے طرف رد کرنے اس پر جو گری پڑی چیز کے اٹھانے کو برا جانتا ہے اور اس کی دلیل یہ حدیث جارود کی ہے کہ گم ہوئی چیز مسلمان کے سبب ہے آگ کا روایت کہ یہ حدیث نسائی نے ساتھ سند صحیح کے اور جمہور کہتے ہیں کہ یہ حدیث محمول ہے اس کے حق میں جو اس کو شہرت نہ دے اور جمہور کی دلیل یہ حدیث مسلم کی ہے کہ جو گم ہوئی چیز کو لے وہ گمراہ ہے جب تک کہ اس کو شہرت نہ دے۔ (فتح)

۲۲۵۷۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ قَالَ سَمِعْتُ سُوَيْدَ بْنَ غَفَلَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ سَلْمَانَ بْنِ رَبِيعَةَ وَزَيْدِ بْنِ صُوحَانَ فِي غَزَاةٍ فَوَجَدْتُ سَوْطًا فَقَالَا لِيَ أَلْقِهِ قُلْتُ لَا وَلٰكِنْ إِنْ وَّجَدْتُ صَاحِبَهٗ وَإِلَّا اسْتَمْتَعْتُ

۲۲۵۷۔ سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک جہاد میں سلیمان رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا سو میں نے ایک کوڑا گرا ہوا پایا تو ان دونوں نے کہا کہ اس کو پھینک دے میں نے کہا کہ میں نہیں پھینکتا مگر یہ کہ میں اس کے مالک کو پاؤں گا تو اس کو دے دوں گا نہیں تو اس سے فائدہ اٹھاؤں گا سو جب ہم جہاد سے پھرے تو ہم نے حج کیا سو میں مدینے

بِهٖ فَلَمَّا رَجَعْنَا حَجَجْنَا فَمَرَرْتُ بِالْمَدِيْنَةِ فَسَأَلْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ وَجَدْتُ صُرَّةً عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا مِائَةُ دِيْنَارٍ فَأَتَيْتُ بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُهَا حَوْلًا ثُمَّ أَتَيْتُ فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُهَا حَوْلًا ثُمَّ أَتَيْتُهٗ فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُهَا حَوْلًا ثُمَّ أَتَيْتُهُ الرَّابِعَةَ فَقَالَ اعْرِفْ عِدَّتَهَا وَوِكَائَهَا وَوِعَائَهَا فَإِنْ جَآءَ صَاحِبُهَا وَإِلَّا اسْتَمْتِعْ بِهَا.

میں گزرا سو میں نے ابی بن کعب سے پوچھا تو اس نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ کے زمانے میں ایک ہمیانی (تھیلی) پائی تھی جس میں سو اشرفی تھی سو میں اس کو حضرت ﷺ کے پاس لایا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو ایک سال شہرت دے سو میں نے اس کو ایک سال مشہور کیا پھر میں حضرت ﷺ کے پاس آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو ایک برس اور شہرت دے میں نے اس کو ایک برس اور شہرت دی پھر میں تیسری بار حضرت ﷺ کے پاس آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو ایک برس اور شہرت دے پھر میں چوتھی بار آپ ﷺ کے پاس آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پہچان رکھ اس کی گنتی کو اور اس کی تھیلی کو اور اس کے سر بند کو پس اگر اس کا مالک آئے تو اس کے دے نہیں تو اپنے کام میں لا۔

فائدہ: اور مناسبت حدیث کی ساتھ باب کے اس جہت سے ہے کہ حضرت ﷺ نے ابی پر ہمیانی کے لینے سے انکار نہ کیا پس معلوم ہوا کہ یہ بات شرع میں جائز ہے اور مستلزم ہے شامل ہونے اس کے کو مصلحت پر نہیں تو ہوگا تصرف بیچ ملک غیر کے اور یہ مصلحت ہوتی ہے ساتھ نگاہ رکھنے اس کے کے اور بچانے اس کی خیانت سے اور تشہیر کرنے اس کے کے تا کہ پہنچے طرف اصل مالک اپنے کے اور اسی واسطے ارجح مذہب علماء کا یہ ہے کہ گری پڑی چیز کا اٹھانا مختلف ہوتا ہے ساتھ اختلاف اشخاص اور احوال کے سو جب اس کا اٹھانا راجح ہو تو واجب ہوتا ہے یا مستحب اور جب اس کا چھوڑ دینا راجح ہو تو حرام ہوتا ہے یا مکروہ نہیں تو وہ جائز ہے اور یہ جو کہا کہ اس میں سو اشرفی تھی تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بیچ فرق کرنے اس کے کے درمیان قلیل لقطہ کے اور بہت کے کہ بہت کو ایک سال تشہیر کرے اور تھوڑے کو چند روز اور حد قلیل کے نزدیک اس کے وہ چیز ہے کہ ہاتھ کاٹنے کا واجب نہ کرے اور وہ دس سے کم ہے اور تحقیق ذکر کیا ہم نے اختلاف کو بیچ مدت تشہیر کے پہلے باب میں یعنی جمہور کا یہ مذہب ہے کہ ایک برس تشہیر کرے اور حنفیہ کا یہ مذہب ہے کہ تشہیر کرے اس کو اس مدت تک کہ گمان غالب ہو کہ اس کا مالک اس کے بعد نہیں آئے گا۔ (فتح)

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ شُعْبَةَ

اور سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پھر میں ان سے مکے میں ملا

عَنْ سَلَمَةَ بِهٰذَا قَالَ فَلَقِيْتُهٗ بَعْدُ بِمَكَّةَ فَقَالَ لَا أَدْرِيْ أَثَلَاثَةَ أَحْوَالٍ أَوْ حَوْلًا وَاحِدًا.

اس کے بعد تو کہا میں نہیں جانتا کہ تین سال کہا یا ایک سال۔

بَابُ مَنْ عَرَّفَ اللُّقَطَةَ وَلَمْ يَدْفَعْهَا إِلَى السُّلْطَانِ

جو لقطہ کو شہرت دے اور اس کو بادشاہ کے سپرد نہ کرے

فائدہ: شاید یہ اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس ترجمہ کے طرف رد کرنے قول اوزاعی کی بیچ فرق کرنے کے درمیان قلیل اور کثیر کے سو اس نے کہا کہ اگر تھوڑا ہو تو اس کو شہرت دے اور اگر بہت مال ہو تو اس کو بیت المال میں پہنچائے اور جمہور اس کے برخلاف ہیں ہاں بعض نے لقطہ اور گم ہوئی چیز کے درمیان فرق کیا ہے اور بعض مالکیہ اور شافعیہ نے درمیان موتمن اور غیر اس کے کے پس کہا کہ جو موتمن ہو سو اس کی تشہیر کرے اور جو غیر موتمن ہو سو بادشاہ کو دے تا کہ وہ کسی امانتدار کو دے جو اس کو شہرت دے اور بعض مالکیہ نے کہا ہے کہ اگر لقطہ امن والے لوگوں کے درمیان ہو اور بادشاہ ظالم ہو تو افضل یہ ہے کہ اس کو نہ اٹھائے اور اگر اس کو اٹھائے تو بادشاہ کو نہ دے اور اگر بادشاہ عادل ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اٹھانے والے کو اختیار ہے کہ خواہ بادشاہ کو دے یا نہ دے اور اگر ایسے لوگوں کے درمیان ہو جو مامون نہیں اور بادشاہ ظالم ہو تو اٹھانے والے کو اختیار ہے اور عمل کرے ساتھ اس چیز کے کہ اس کے نزدیک راجح ہے اور اگر عادل ہو تو بھی یہی حکم ہے۔ (فتح)

۲۲۵۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ رَبِيْعَةَ عَنْ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ أَعْرَابِيًّا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللُّقَطَةِ قَالَ عَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ جَآءَ أَحَدٌ يُخْبِرُكَ بِعِفَاصِهَا وَوِكَائِهَا وَإِلَّا فَاسْتَنْفِقْ بِهَا وَسَأَلَهٗ عَنْ ضَالَّةِ الْإِبِلِ فَتَمَعَّرَ وَجْهُهٗ وَقَالَ مَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا تَرِدُ الْمَآءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ دَعْهَا حَتّٰى يَجِدَهَا رَبُّهَا وَسَأَلَهٗ عَنْ ضَالَّةِ الْغَنَمِ فَقَالَ هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيْكَ أَوْ لِلذِّئْبِ

۲۲۵۸۔ زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گری پڑی چیز کا حکم پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو ایک سال شہرت دے پس اگر کوئی آ کر تجھ کو خبر دے ساتھ تھیلی اس کی کے اور سر بند اس کے کے تو اس کو دے نہیں تو اس کو اپنے خرچ میں لا پھر اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گم ہوئے اونٹ کا حکم پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہوا اور فرمایا کہ کیا ہے تیرے واسطے اور اس کے واسطے کہ اس کے ساتھ اس کا جوتا ہے اور اس کی مشک ہے پاؤں سے چل کر پانی پر جاتا ہے اور درخت کھاتا ہے چھوڑ دے اس کو یہاں تک کہ اس کا مالک اس کو پائے پھر اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گم ہوئی بکری کا حکم پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تیرے واسطے ہے یا واسطے تیرے بھائی کے یا واسطے بھیڑیے کے۔

بَابٌ

۲۲۵۹۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ أَخْبَرَنِي الْبَرَاءُ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ انْطَلَقْتُ فَإِذَا أَنَا بِرَاعِي غَنَمٍ يَسُوقُ غَنَمَهُ فَقُلْتُ لِمَنْ أَنْتَ قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَسَمَّاهُ فَعَرَفْتُهُ فَقُلْتُ هَلْ فِي غَنَمِكَ مِنْ لَبَنٍ فَقَالَ نَعَمْ فَقُلْتُ هَلْ أَنْتَ حَالِبٌ لِي قَالَ نَعَمْ فَأَمَرْتُهُ فَاعْتَقَلَ شَاةً مِنْ غَنَمِهِ ثُمَّ أَمَرْتُهُ أَنْ يَنْفُضَ ضَرْعَهَا مِنَ الْغُبَارِ ثُمَّ أَمَرْتُهُ أَنْ يَنْفُضَ كَفَّيْهِ فَقَالَ هٰكَذَا ضَرَبَ إِحْدٰى كَفَّيْهِ بِالْأُخْرٰى فَحَلَبَ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ وَقَدْ جَعَلْتُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِدَاوَةً عَلٰى فَمِهَا خِرْقَةٌ فَصَبَبْتُ عَلَى اللَّبَنِ حَتّٰى بَرَدَ أَسْفَلُهُ فَانْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اشْرَبْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَشَرِبَ حَتّٰى رَضِيتُ.

یہ باب ہے

۲۲۵۹۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں چلا تو ناگہاں میں نے ایک چرواہا دیکھا جو اپنی بکریاں ہانکتا تھا تو میں نے کہا کہ تو کن لوگوں میں سے ہے یعنی تو کس کا نوکر ہے اس نے کہا کہ ایک قریشی مرد کا سو اس نے اس کا نام لیا تو میں نے اس کو پہچانا سو میں نے کہا کہ کیا تیری بکریوں میں دودھ ہے اس نے کہا کہ ہاں تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تو میرے واسطے دودھ دوہتا ہے یعنی کیا تجھ کو اپنے مالک کی طرف مسافر کے واسطے سے دودھ دوہنے کی اجازت ہے اس نے کہا کہ ہاں سو میں نے اس کو حکم کیا سو وہ ایک بکری کے پیچھے بیٹھا پھر میں نے اس کو حکم کیا کہ اس کے تھن گرد سے جھاڑے پھر میں نے اس کو حکم کیا کہ اپنے دونوں ہاتھ جھاڑے پس کیا اس طرح کہ ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مارا پھر اس نے بقدر ایک پیالے کے یا تھوڑا سا دودھ دوہا اور میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے پانی کا ایک برتن ساتھ لیا ہوا جس کے منہ پر کپڑے کا ایک ٹکڑا تھا سو میں نے پانی کو دودھ پر ڈالا یہاں تک کہ اس کا برتن ٹھنڈا ہوا پھر میں اس کو لے کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پی لیجیے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا یہاں تک کہ میں راضی ہوا۔

فائدہ: یہ باب پہلے باب سے بجائے فصل کے ہے اور غرض اس حدیث سے اس جگہ پینا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ہے دودھ کو جو چرواہے کے ساتھ تھے اور نہیں اس میں مناسبت ظاہر واسطے حدیث لقطہ کے لیکن ابن منیر نے کہا کہ مناسبت اس حدیث کی واسطے بابوں لقطہ کے یہ ہے کہ یہ دودھ اس جگہ بیچ حکم ضائع کے ہے اس واسطے کہ بکریوں کے ساتھ جنگل میں سوائے ایک چرواہے کے اور کوئی نہیں پس جو پینے سے زیادہ ہو وہ ہلاک ہونے والا ہے پس وہ مانند کوڑے کی ہے جس کا اٹھانا درست ہے اور اس کا تکلف پوشیدہ نہیں (فتح) یعنی وجہ مناسبت کی ٹھیک نہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْمَظَالِمِ وَالْقِصَاصِ

کتاب ہے ظلموں اور قصاص کے بیان میں

فائدہ: ظلم رکھنا چیز کا ہے بیچ غیر جگہ شرعی کے اور غصب چھیننا مال کا غیر کا ہے ناحق ۔

بَابٌ فِي الْمَظَالِمِ وَالْغَصْبِ

باب ہے بیچ بیان ظلموں اور غصب کے

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُوْنَ إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْأَبْصَارُ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُؤُوْسِهِمْ﴾ رَافِعِيْ رُؤُوْسِهِمْ الْمُقْنِعُ وَالْمُقْمِحُ وَاحِدٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ مُهْطِعِيْنَ مُدِيْمِي النَّظَرِ وَيُقَالُ مُسْرِعِيْنَ ﴿لَا يَرْتَدُّ إِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ وَأَفْئِدَتُهُمْ هَوَآءٌ﴾ يَعْنِيْ جُوْفًا لَا عُقُوْلَ لَهُمْ ﴿وَأَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَأْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَا أَخِّرْنَا إِلٰى أَجَلٍ قَرِيْبٍ نُجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ أَوَلَمْ تَكُوْنُوْا أَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ وَّسَكَنْتُمْ فِيْ مَسَاكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْأَمْثَالَ وَقَدْ مَكَرُوْا

اور بیان اس آیت کا مت کر اللہ کو بے خبر ان کاموں میں جو کرتے ہیں بے انصاف ان کو تو چھوڑ رکھتا ہے اس دن پر جس دن میں اوپر لگ جائیں گی آنکھیں یعنی جس دن دہشت سے کوئی آنکھ نہ مار سکے گا دوڑتے ہوں گے اوپر اٹھائے اپنے سر اور مقنع اور مقمح کے ایک معنی ہیں اور مجاہد نے کہا کہ مھطعین کے معنی یہ ہیں کہ ہمیشہ دیکھتے ہوں گے اور اس کے غیر نے کہا کہ جلدی کرتے ہوں گے، ان کی آنکھ ان کی طرف نہیں پھرے گی یعنی نیچے دیکھنے کی فرصت نہیں ہو گی اور ان کے دل خالی ہوں گے یعنی خالی ہوں گے ان کے واسطے عقل نہیں ہو گی یعنی نہایت دہشت کے سبب ان کے عقل دور ہو جائیں گے اور ڈرا لوگوں کو اس دن سے کہ آئے گا ان کو عذاب بہت کہیں گے بے انصاف اے رب ہمارے ہم کو فرصت دے تھوڑی مدت کہ ہم مانیں تیرا بلانا اور ساتھ ہوں رسولوں کے کیا نہیں تھے تم قسمیں کھاتے اس سے پہلے کہ نہیں ہے تمہارے واسطے زوال اور تم رہے

مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ وَإِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ﴾.

گھروں میں ان لوگوں کے جنہوں نے ظلم کیا اپنی جانوں پر اور واضح ہو گیا واسطے تمہارے کہ کیسا کیا ہم نے ساتھ ان کے اور ہم نے بیان کیں تمہارے لیے مثالیں یقیناً انہوں نے چلیں اپنی چالیں اور اللہ کے پاس علم ہے ان کی چالوں کا اور نہیں تھیں ان کی چالیں ایسی کہ ٹل جائیں ان سے پہاڑ پس ہرگز نہ خیال کر اللہ کو وعدہ خلافی کرنے والا اپنے رسولوں سے بے شک اللہ غالب اور بدلہ لینے والا ہے۔

فائدہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ ظلم کرنے سے بہت بڑا عذاب ہے اور غصب بھی ایک قسم ہے ظلم سے۔

بَابُ قِصَاصِ الْمَظَالِمِ

ظلموں کے بدلے کا بیان یعنی قیامت کے دن ان کی کیا سزا ہے؟

۲۲۶۰۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيِّ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ حُبِسُوْا بِقَنْطَرَةٍ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَيَتَقَاصُّوْنَ مَظَالِمَ كَانَتْ بَيْنَهُمْ فِي الدُّنْيَا حَتّٰى إِذَا نُقُّوْا وَهُذِّبُوْا أُذِنَ لَهُمْ بِدُخُوْلِ الْجَنَّةِ فَوَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَأَحَدُهُمْ بِمَسْكَنِهٖ فِي الْجَنَّةِ أَدَلُّ بِمَنْزِلِهٖ كَانَ فِي الدُّنْيَا وَقَالَ يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُتَوَكِّلِ.

۲۲۶۰۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مسلمان یعنی بعض آگ سے خلاص ہوں گے تو روکے جائیں گے پل پر کہ بہشت اور دوزخ کے درمیان ہے پس بدلہ لیا جائے گا ان سے ظلموں کا کہ تھے درمیان ان کے دنیا میں یعنی ان کے ظلموں کو تلاش کر کے بعض کو بعض کے ساتھ ساقط کیا جائے گا یا تو ظالم سے بقدر ظلم کے مظلوم کا نیکیاں دلائی جائیں گی یا مظلوم کے گناہ اس پر ڈالے جائیں گے یہاں تک کہ جب گناہ سے صاف ہو جائیں گے تو ان کو بہشت میں آنے کی اجازت دی جائے گی، پس قسم ہے اس کی جس کے قابو میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے کہ البتہ کوئی ان میں سے ساتھ گھر اپنے کے بہشت میں البتہ زیادہ تر راہ پانے والا ہو گا ساتھ جگہ اپنی کے کہ دنیا میں تھی یعنی جیسا کہ دنیا میں ہر کوئی اپنے گھر کو پہچانتا ہے بہشتی لوگ بہشت میں اپنے گھر کو اس سے زیادہ پہچانیں گے اور

جب پہلے پہلے بہشت میں داخل ہوں گے تو خود بخود اپنے اپنے گھر میں چلے جائیں گے کسی کے بتلانے کی حاجت نہ ہوگی۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن ظلموں کا بدلہ لیا جائے گا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الظّٰلِمِيْنَ﴾

یعنی بیان ہے اس آیت کا کہ خبردار ہو لعنت ہے اللہ کی ظالموں پر

۲۲۶۱۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ أَخْبَرَنِيْ قَتَادَةُ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزِ الْمَازِنِيِّ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا أَمْشِيْ مَعَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا آخِذٌ بِيَدِهِ إِذْ عَرَضَ رَجُلٌ فَقَالَ كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّجْوٰى فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ يُدْنِي الْمُؤْمِنَ فَيَضَعُ عَلَيْهِ كَنَفَهُ وَيَسْتُرُهُ فَيَقُوْلُ أَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا أَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا فَيَقُوْلُ نَعَمْ أَيْ رَبِّ حَتّٰى إِذَا قَرَّرَهُ بِذُنُوْبِهِ وَرَاٰى فِيْ نَفْسِهِ أَنَّهُ هَلَكَ قَالَ سَتَرْتُهَا عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا وَأَنَا أَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ فَيُعْطٰى كِتَابَ حَسَنَاتِهِ وَأَمَّا الْكَافِرُ وَالْمُنَافِقُوْنَ فَيَقُوْلُ الْأَشْهَادُ هٰٓؤُلَاءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ أَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ.

۲۲۶۱۔ صفوان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ہاتھ پکڑے اس کے ساتھ چلتا تھا کہ ناگہاں ایک مرد سامنے آیا تو اس نے کہا کہ تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی کے باب میں کس طرح سنا ہے یعنی جو سرگوشی کہ قیامت کے دن بندے اور اللہ کے درمیان ہوگی تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ اللہ ایمان دار کو نزدیک کرے گا یعنی قیامت میں پھر اس کو اپنی رحمت کے سائے سے چھپا لے گا اور فرمائے گا کیا تو اپنا فلانا گناہ پہچانتا ہے اپنا فلانا گناہ پہچانتا ہے سو مسلمان کہے گا کہ ہاں میرے رب یاد ہے یہاں تک کہ اس کے گناہ اس سے قبول کرا دے گا اور وہ اپنے جی میں جانے گا کہ اب میں ہلاک ہوا اللہ فرمائے گا کہ تیرے گناہ ہم نے دنیا میں چھپائے ہم آج بھی ان کو بخشتے ہیں پھر نیکیوں کا اعمال نامہ اس کو دیا جائے گا اور کافر اور منافق جو فقط زبانی مسلمان ہے سو ان کے گواہ یعنی پیغمبر اور فرشتے ان کو کہیں گے کہ یہ لوگ ہیں جو اللہ پر جھوٹ باندھتے تھے جان لو کہ اللہ کی لعنت ہے ظالموں پر۔

فائدہ: اور وجہ داخل ہونے کی اس حدیث کی ابواب الغصب میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ عموم قول اللہ کا اس جگہ کہ ہم آج بھی ان کو بخشتے ہیں مخصوص ہے ساتھ حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کے جو پہلے باب میں گزر چکی ہے یعنی ظلم نہیں بخشا جائے گا۔ (فتح)

بَابٌ لَا يَظْلِمُ الْمُسْلِمُ الْمُسْلِمَ وَلَا

نہ ظلم کرے ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر اور نہ ڈالے

یُسْلِمُہٗ

اس کو ہلاکی میں

۲۲۶۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَالِمًا أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللَّهُ فِي حَاجَتِهِ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

۲۲۶۲۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اس کو ہلاکی میں ڈالے اور جو اپنے بھائی مسلمان کی حاجت روائی میں ہو اللہ اس کی مدد میں ہوتا ہے اور جو کسی مسلمان کی مشکل آسان کر دے تو اللہ اس کی مشکل آسان کرے گا قیامت کی مشکلوں سے اور جو مسلمان کے عیب چھپائے اللہ اس کے عیب قیامت میں چھپائے گا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ مسلمان بھائی ہے مسلمان کا تو یہ برادری اسلام کی ہے اور مشترک ہے اس میں غلام اور آزاد اور بالغ اور ممیز اور یہ جو کہا کہ اس کو ہلاکت میں نہ ڈالے تو یہ خبر ساتھ معنی امر کے ہے اس واسطے کہ مسلمان کو مسلمان پر ظلم کرنا حرام ہے اور یہ جو کہا کہ اس کو ہلاکی میں نہ ڈالے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ چھوڑے اس کو ساتھ اس کے کہ اس کو ایذا دے یا اس چیز میں کہ اس کو ایذا دے بلکہ اس کی مدد کرے اور اس کی ایذا دور کرے اور یہ خاص تر ترک ظلم سے ہے اور کبھی یہ واجب ہوتا ہے اور کبھی مستحب باعتبار اختلاف احوال کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہ چھوڑے اس کو مصیبت میں کہ اس پر اترے اور نہ حقیر جانے اس کو اور یہ جو کہا کہ جو کسی مسلمان کے عیب چھپائے الخ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر اس کو کسی برے کام پر دیکھے تو اس کو لوگوں میں ظاہر نہ کرے اور نہیں ہے اس میں وہ چیز کہ تقاضا کرے ترک انکار کو اوپر اس کے بیچ اس چیز کے کہ دونوں کے درمیان ہے اور حمل کیا جائے گا امر بیچ جائز ہونے شہادت کے اوپر اس کے ساتھ اس حالت کے جب کہ اس پر انکار کرے اور اس کو نصیحت کرے اور وہ اپنے برے کام سے باز نہ آئے پھر اس کو لوگوں میں ظاہر کرے جیسا کہ وہ مامور ہے ساتھ ستر کرنے کے جب کہ واقع ہو اس سے کوئی چیز اور اگر متوجہ وہ طرف حاکم کی اور اقرار کرے تو یہ منع نہیں اور مجھ کو یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ عیب چھپانے کی جگہ اس گناہ میں ہے جو گزر چکا ہو اور انکار کی جگہ اس گناہ میں ہے کہ جس میں بالفعل مبتلا ہو پس واجب ہے انکار اوپر اس کے اور نہیں تو لے جائیں اس کو طرف حاکم کی اور یہ غیبت حرام میں سے نہیں بلکہ خیر خواہی واجب سے ہے اور اس میں اشارہ ہے طرف ترک غیبت کی اس واسطے کہ جو اپنے بھائی کے

گناہ ظاہر کرے اس نے اس کا عیب نہ چھپایا اور اس حدیث میں رغبت دلانا ہے اوپر مدد کرنے کے آپس میں اور اچھا کرنے معاشرت اور الفت کے اور یہ کہ سزا واقع ہوتی ہے جنس طاعات سے اور یہ کہ جو قسم کھائے کہ فلانا اس کا بھائی ہے اور مراد اسلام کی برادری ہو تو حانث نہیں ہوتا۔ (فتح)

بَابُ أَعِنْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُوْمًا — مدد کر اپنے بھائی مسلمان کی ظالم ہو یا مظلوم

فائدہ: ترجمہ میں اعانت کا لفظ ہے اور حدیث میں نصرت کا تو اشارہ ہے طرف اس کی کہ اس کے بعض طریقوں میں انصر کی جگہ اعن کا لفظ آ چکا ہے جیسا کہ ابن عدی وغیرہ نے روایت کی ہے۔ (فتح)

۲۲٦۳۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ وَّحُمَيْدُ الطَّوِيْلُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُوْمًا.

۲۲٦۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدد کر اپنے بھائی مسلمان کی ظالم ہو یا مظلوم۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ ایک مرد نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی مدد کروں گا جب کہ مظلوم ہوگا بھلا یہ تو بتلایئے اگر وہ ظالم ہو تو اس کی مدد کیونکر کروں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو ظلم سے روک یہی اس کی مددگاری ہے۔ (فتح)

۲۲٦٤۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُوْمًا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ هٰذَا نَنْصُرُهُ مَظْلُوْمًا فَكَيْفَ نَنْصُرُهُ ظَالِمًا قَالَ تَأْخُذُ فَوْقَ يَدَيْهِ.

۲۲٦٤۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدد کر اپنے بھائی کی ظالم ہو یا مظلوم تو ایک مرد نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں مدد کروں گا اس کی حالت مظلوم ہونے میں پس کیوں کر مدد کروں اس کی اس حال میں کہ ظالم ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اس کے ہاتھ کو پکڑے یعنی اس کو فعل کے ساتھ ظلم سے اول اگر نہ باز رہے قول سے۔

بَابُ نَصْرِ الْمَظْلُوْمِ — مظلوم کی مدد کرنے کا بیان

فائدہ: یہ فرض کفایہ ہے اور وہ عام ہے سب مظلوموں میں اور اسی طرح مدد کرنے والوں میں اس بنا پر کہ فرض کفایہ کے ساتھ سب مخاطب ہیں اور یہی راجح ہے اور معین ہوتی ہے کبھی مدد کرنی اس شخص پر جس کو اس پر قدرت ہو تنہا جب کہ نہ مرتب ہو اس کے انکار پر مفسدہ زیادہ تر مفسدی منکر کے سے اور اگر جانے یا اس کو غالب گمان ہو کہ انکار کچھ فائدہ نہ دے گا تو وجوب ساقط ہو جاتا ہے اور باقی رہتا ہے اصل استحباب ساتھ شرط مذکور کے اور اگر

دونوں مفسدی برابر ہوں تو مختار ہے اور شرط ناصر کی یہ ہے کہ وہ عالم ساتھ ہونے فعل کے ظلم اور واقع ہو مدد ساتھ واقع ہونے ظلم کے اور وہ اس وقت حقیقت ہے اور کبھی واقع ہوتی ہے مدد پہلے واقع ہونے ظلم کے مانند اس شخص کی جو چھوڑا دے ایک آدمی کو دوسرے آدمی کے ہاتھ سے مطالبہ کرے اس سے مال کا ساتھ ظلم کے اور جھڑکے اس کو اگر نہ خرچ کرے مال کو اور کبھی اس کے بعد واقع ہوتی ہے اور یہ بہت ہے۔ (فتح)

٢٢٦٥۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ سُوَيْدٍ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَّنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ فَذَكَرَ عِيَادَةَ الْمَرِيْضِ وَاتِّبَاعَ الْجَنَائِزِ وَتَشْمِيْتَ الْعَاطِسِ وَرَدَّ السَّلَامِ وَنَصْرَ الْمَظْلُوْمِ وَإِجَابَةَ الدَّاعِيْ وَإِبْرَارَ الْمُقْسِمِ.

٢٢٦٥۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو سات چیزوں کا حکم کیا اور سات چیزوں سے منع کیا پس ذکر کیا بیمار پرسی کو اور جنازے کے ساتھ جانے کو اور چھینکنے والے کے جواب دینے کو اور سلام کے جواب کو اور مظلوم کی مدد کرنے کو اور دعوت کو قبول کرنے کو اور قسم دینے والے کو قسم پورا کرنے کو یعنی اگر وہ کسی کو کسی مباح کام کے کرنے کی قسم دے تو چاہیے کہ اس کو پورا کرے۔

فائدہ: اور مقصود اس حدیث سے اس جگہ یہ لفظ ہے کہ مظلوم کی مدد کرے۔ (فتح)

٢٢٦٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضًا وَّشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهٖ.

٢٢٦٦۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے حق میں ایسا ہے جیسے عمارت کی بنیاد کہ اس کا ایک دوسرے کو مضبوط کیے رکھتا ہے اور اپنی انگلیوں کا قینچی کیا۔

بَابُ الْاِنْتِصَارِ مِنَ الظَّالِمِ

ظالم سے بدلہ لینے کا بیان

لِقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَنْ ظُلِمَ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا وَالَّذِيْنَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ﴾.

یعنی واسطے اس آیت کے کہ اللہ کو خوش نہیں آتا بری بات کا پکارنا مگر جس پر ظلم ہوا ہو اور اللہ ہے سنتا جانتا یعنی اور وہ لوگ جب پہنچتی ہے ان کو سرکشی یعنی ان پر ظلم ہوتا ہے تو بدلہ لیتے ہیں۔

فائدہ: لیکن پہلی آیت پس روایت کی طبری نے سدی کے طریق سے الا من ظلم کی تفسیر میں یعنی مگر بدلہ لے ساتھ مثل اس چیز کے کہ اس پر ظلم ہوا تو اس پر ملامت نہیں اور مجاہد سے روایت ہے الا من ظلم کی تفسیر میں کہ پس

بدلہ لے کہ تحقیق جائز ہے اس کو یہ کہ بری بات کو پکار کر کہے اور نیز اس سے روایت ہے کہ یہ آیت ایک مرد کے حق میں اتری جو ایک قوم میں اترا سو انہوں نے اس کی ضیافت نہ کی تو اس کو اجازت ہوئی کہ ان کی شکایت کرے میں کہتا ہوں کہ نازل ہونا اس کا ایک خاص معین واقع میں نہیں منع کرتا حمل کرنے اس کے کو اس کے عموم پر اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مراد ساتھ جہر من القول کے دعا ہے پس مظلوم کو اجازت ہے کہ ظالم پر بد دعا کرے اور اس پر دوسری آیت سو وہ بھی طبری نے سدی کے طریق سے روایت کی ہے ھم ینتصرون کی تفسیر میں یعنی وہ بدلہ لیتے ہیں ان لوگوں سے جنہوں نے ان پر ظلم کیا بغیر اس کے کہ زیادتی کریں۔ (فتح)

قَالَ إِبْرَاهِيْمُ كَانُوْا يَكْرَهُوْنَ أَنْ يُّسْتَذَلُّوْا فَإِذَا قَدَرُوْا عَفَوْا.

اور ابراہیم نخعی نے کہا کہ تھے مکروہ رکھتے اصحاب اس بات کو کہ ذلیل ہوں یعنی کوئی ان کو ذلیل کرے پس پھر جب بدلے لینے پر قادر ہوتے تھے تو معاف کر دیتے تھے۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ معاف کرنا بہتر ہے۔

بَابُ عَفْوِ الْمَظْلُوْمِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿إِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا أَوْ تُخْفُوْهُ أَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا﴾ ﴿وَجَزَآءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ إِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِيْنَ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَأُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ إِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ أُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُوْرِ وَتَرَى الظَّالِمِيْنَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ إِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ﴾

باب ہے بیچ بیان معاف کرنے مظلوم کے ظالم کو یعنی واسطے دلیل اس آیت کے کہ اگر تم ظاہر کرو کچھ بھلائی یا اس کو چھپاؤ یا معاف کرو برائی کو تو اللہ بھی معاف کرنے والا ہے مقدور رکھتا ہے' اور بدلہ برائی کا برائی ہے مانند اس کی اور جو معاف کرے اور سنوارے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمے ہے تحقیق اللہ نہیں دوست رکھتا ظالموں کو اور البتہ جو بدلہ لے مظلوم ہونے کے بعد تو ایسے لوگ نہیں ہے ان پر کوئی راستہ یعنی الزام، یہ راستہ تو اوپر ان لوگوں کے ہے جو ظلم کرتے ہیں لوگوں پر اور بغاوت کرتے ہیں زمین میں ناحق یہی لوگ کہ ہے ان کے لیے دردناک عذاب اور البتہ جس نے صبر کیا اور معاف کیا بے شک یہ یقیناً بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے اور جسے اللہ گمراہ کر دے تو نہیں ہے اس کے لیے کوئی چارہ ساز اس کے بعد اور تو دیکھے گا ظالموں کو جب وہ عذاب کو دیکھیں گے تو کہیں گے کیا واپس

لوٹنے کی کوئی راہ ہے یعنی اب دوبارہ دنیا میں بھیجا جا سکتا ہے۔

فائدہ: گویا یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ روایت کی ہے طبری نے سدی سے بیچ تفسیر آیت او تعفوا عن سوء کے کہ مراد سوء سے ظلم ہے اور روایت کی ابن ابی حاتم نے سدی سے بیچ تفسیر آیت جزاء سیئة سیئة کے کہ اگر کوئی تجھ کو گالی دے سو گالی دے تو اس کو مانند اس کے بغیر اس کے کہ تجاوز کرے تو اور جو معاف کرے تو اس کو بدلہ اللہ پر ہے اور حسن سے روایت ہے کہ اگر کوئی کسی کو گالی دے تو اس کو اجازت ہے کہ اس کو گالی دے۔ (فتح)

بَابُ الظُّلْمِ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ظلم سیاہیاں ہوں گی قیامت کے دن

۲۲۶۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ الْمَاجِشُوْنُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

۲۲۶۷۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظلم اور ستم سیاہیاں ہوں گی قیامت کے دن یعنی ظلم کے سبب سے ظالم کے آگے اندھیرے پر اندھیرا ہوگا۔

بَابُ الْإِتِّقَاءِ وَالْحَذَرِ مِنْ دَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ

مظلوم کی بددعا سے بچنا اور ڈرنا

۲۲۶۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحَاقَ الْمَكِّيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ أَبِيْ مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ اتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَإِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ.

۲۲۶۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا سو فرمایا کہ ڈرا کرو مظلوم کی بددعا سے سو بات یوں ہے کہ مظلوم کی دعا میں اور اللہ میں کچھ آڑ نہیں یعنی مظلوم کی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے کسی پر ظلم نہ کرنا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الزکوۃ میں گزر چکی ہے۔

بَابُ مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلِمَةٌ عِنْدَ الرَّجُلِ فَحَلَّلَهَا لَهُ هَلْ يُبَيِّنُ مَظْلِمَتَهُ

اگر کسی کے واسطے کسی کے پاس کچھ مظلمہ ہو اور وہ اس کو معاف کر دے تو کیا وہ اپنے ظلم کو بیان کرے یا نہیں

فائدہ: اس میں اشارہ ہے طرف اختلاف کی بیچ صحت معاف کرنے ظلم مجہول کے اور اطلاق حدیث کا قوی کرتا ہے

اس شخص کے قول کو جو کہتا ہے کہ مجہول چیز کا معاف کرنا درست ہے اور اس کے بعد باب باندھا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس کے کہ جب معاف کرے اس کو اور نہ بیان کرے کہ وہ کہتا ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ مجمل کا معاف کرنا بھی درست ہے اور گمان کیا ابن بطال نے کہ باب کی حدیث میں حجت ہے واسطے شرط ہونے تعیین کے یعنی معاف کرنے کے وقت شرط ہے معین کرنا اس چیز کا کہ جس کو معاف کرتا ہے یعنی کہے کہ فلان قصور یا اتنا قصور معاف کرتا ہوں اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول مظلمۃ تقاضا کرتا ہے اس کو کہ اس کی مقدار معلوم ہو جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور نہیں پوشیدہ ہے وہ چیز کہ اس میں ہے شبہ سے اور ابن منیر نے کہا کہ حدیث میں جو تقدیر واقع ہوئی ہے کہ بدلہ لیا جائے گا ظالم سے واسطے مظلوم کے یہاں تک کہ لے گا اس سے بقدر حق اپنے کے اور اس پر سب کا اتفاق ہے اور اختلاف تو اس میں ہے جب کہ ساقط کرے مظلوم حق اپنا دنیا میں کہ کیا شرط ہے یہ کہ پہچانے مقدار اس کے یا نہیں اور حدیث مطلق ہے اس میں کسی بات کی قید نہیں ہاں قائم ہوا ہے اجماع اوپر صحت معاف کرنے کے چیز معین اور معلوم سے پس اگر چیز معلوم ہو تو صحیح ہے ہبہ اس کا سوائے ابراء کے اس سے۔ (فتح)

۲۲۶۹۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلِمَةٌ لِأَخِيْهِ مِنْ عِرْضِهِ أَوْ شَيْءٍ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ أَنْ لَّا يَكُوْنَ دِيْنَارٌ وَّلَا دِرْهَمٌ إِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلِمَتِهِ وَإِنْ لَّمْ تَكُنْ لَّهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهِ فَحُمِلَ عَلَيْهِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ إِنَّمَا سُمِّيَ الْمَقْبُرِيَّ لِأَنَّهُ كَانَ نَزَلَ نَاحِيَةَ الْمَقَابِرِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَسَعِيْدٌ الْمَقْبُرِيُّ هُوَ مَوْلٰى بَنِيْ لَيْثٍ وَهُوَ سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ سَعِيْدٍ وَاسْمُ أَبِيْ سَعِيْدٍ كَيْسَانُ.

۲۲۶۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس پر کوئی مظلمہ ہو اپنے بھائی مسلمان کا خواہ اس کی آبرو کا ہو یا کسی اور چیز کا یعنی جان و مال کا تو چاہیے کہ آج اس سے بخشا لے اس دن سے پہلے کہ جس دن نہ اشرفی پاس ہوگی اور نہ روپیہ یعنی دن قیامت کے اگر ظالم کے کچھ نیک کام ہوں گے تو بقدر ظلم کے اس سے لے کر مظلوم کو دلائے جائیں گے اور اگر ظالم کے نیک عمل کچھ بھی نہ ہوں گے تو مظلوم کے گناہ لے کر ظالم پر لادے جائیں گے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اسمٰعیل کا نام مقبری اس واسطے رکھا گیا کہ وہ قبروں کے کونے میں اترا کرتا تھا۔

فائدہ: اور مسلم کی اس حدیث کے معنی کو روایت کیا ہے اور اس کی چال اس سے زیادہ تر واضح ہے اور اس کے

لفظ یہ ہیں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے فرمایا البتہ میری امت میں حقیقت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن آئے نماز اور روزہ اور زکوۃ لے کر اور حالانکہ اس کو گالی دی اور اس کو حرام کاری کا عیب لگایا اور اس کا مال کھایا اور اس کی خون ریزی کی سو اس کی نیکیوں سے اس مظلوم کو دلایا جائے گا سو اگر قصور ادا ہونے کے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو چکیں گی تو ان مظلوموں کے گناہ لے کر اس ظالم پر ڈالے جائیں گے پھر وہ دوزخ میں ڈالا جائے گا اور نہیں تعارض درمیان اس کے اور درمیان اس آیت کے کہ نہ اٹھائے گا کوئی جی بوجھ دوسرے کا اس واسطے کہ وہ تو صرف اپنے ہی فعل اور ظلم کے سبب سے عذاب کیا جائے گا اور بغیر اپنے گناہ کے عذاب نہ کیا جائے گا بلکہ اپنے قصور سے پس مقابلہ کی گئیں نیکیاں ساتھ بدیوں کے اس بنا پر کہ اللہ کا عدل اس کو چاہتا ہے۔ (فتح)

بَابٌ، إِذَا حَلَّلَهُ مِنْ ظُلْمِهِ فَلَا رُجُوْعَ فِيْهِ

جب مظلوم ظالم کو اپنے ظلم سے معاف کر دے تو پھر اس میں رجوع نہیں

فائدہ: یعنی وہ ظلم کہ معلوم ہو نزدیک اس کے جو اس کو شرط کرتا ہے یا مجہول ہو نزدیک اس کے جو اس کو جائز رکھتا ہے اور وہ گزرے ہوئے گناہوں میں بالاتفاق جائز ہے اور آئندہ گناہوں میں اختلاف ہے۔ (فتح)

۲۲۷۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فِيْ هٰذِهِ الْآيَةِ ﴿وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا أَوْ إِعْرَاضًا﴾ قَالَتِ الرَّجُلُ تَكُوْنُ عِنْدَهُ الْمَرْأَةُ لَيْسَ بِمُسْتَكْثِرٍ مِنْهَا يُرِيْدُ أَنْ يُفَارِقَهَا فَتَقُوْلُ أَجْعَلُكَ مِنْ شَأْنِيْ فِيْ حِلٍّ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِيْ ذٰلِكَ.

۲۲۷۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر ایک عورت ڈرے اپنے خاوند کے لڑنے اور منہ پھیرنے سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ایک مرد کے پاس عورت ہوتی ہے کہ اس سے زیادہ صحبت نہیں رکھتا یعنی واسطے بوڑھی ہونے عورت کے یا بدخلقی وغیرہ کے ارادہ کرتا ہے یہ کہ اس سے جدا ہو تو عورت کہتی ہے کہ میں تجھ کو اپنے حال سے حل میں کرتی ہوں یعنی میں زوجیت کے سب حق تجھ کو معاف کرتی ہوں یا اپنی باری معاف کرتی ہوں اور مجھ کو طلاق نہ دے سو یہ آیت اس باب میں اتری۔

فائدہ: اور مطابقت حدیث کی واسطے ترجمہ کے اس وجہ سے ہے کہ خلع عقد لازم ہے پس نہیں صحیح ہے رجوع کرنا بیچ اس کے اور ملحق ہو گا ساتھ اس کے ہر عقد لازم اس طرح کہا ہے کرمانی نے اور وہم کیا اس نے اور مورد آیت اور حدیث کا تو اس کے حق میں ہے جو اپنا قسمت یعنی باری سے ساقط کرے یعنی خاوند کو کہے کہ میں نے اپنی باری تجھ کو چھوڑی اور نہیں ہے خلع سے کسی چیز میں یعنی اس آیت کو خلع سے کچھ تعلق نہیں پس اسی واسطے واقع ہوا شبہ پس

کہا داؤدی نے کہ حدیث باب کے مطابق نہیں اور ابن منیر نے اس کی یہ توجیہ بیان کی ہے کہ ترجمہ شامل ہے اسقاط حق کو قصور گذشتہ سے اور آیت کا مضمون آئندہ حق کا معاف کرنا ہے تا کہ نہ ہو عدم وفا ساتھ اس کے ظلم واسطے ساقط ہونے اس کے کے ابن منیر نے کہا کہ لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باریک بینی کی ہے استدلال میں پس گویا کہ وہ کہتا ہے کہ جب جاری ہوتا ہے ساقط کرنا حق متوقع میں یعنی آئندہ میں تو حق محقق یعنی ماضی میں بطریق اولیٰ جاری ہوگا۔ (فتح)

بَابُ إِذَا أَذِنَ لَهُ أَوْ أَحَلَّهُ وَلَمْ يُبَيِّنْ كَمْ هُوَ.

جب اس کو اجازت دے یا معاف کرے اور نہ بیان کرے کہ کتنا ہے یعنی معاف کی ہوئی چیز کا اندازہ بیان نہ کرے کہ کس قدر معاف کی۔

۲۲۷۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِيْ حَازِمِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ يَمِيْنِهِ غُلَامٌ وَّعَنْ يَسَارِهِ الْأَشْيَاخُ فَقَالَ لِلْغُلَامِ أَتَأْذَنُ لِيْ أَنْ أُعْطِيَ هٰؤُلَاءِ فَقَالَ الْغُلَامُ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا أُوْثِرُ بِنَصِيْبِيْ مِنْكَ أَحَدًا قَالَ فَتَلَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ يَدِهٖ.

۲۲۷۱۔ سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شربت لایا گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی داہنی طرف ایک لڑکا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف بوڑھے لوگ تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکے سے فرمایا کہ کیا تو مجھ کو اجازت دیتا ہے کہ میں یہ پیالہ بوڑھوں کو دوں لڑکے نے کہا کہ نہیں قسم ہے اللہ کی یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے جوٹھے کے ساتھ اپنے اوپر کسی کو مقدم نہیں کروں گا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پیالہ اس کے ہاتھ میں دیا۔

فائدہ: یہ حدیث کتاب الشرب میں پہلے گزر چکی ہے اور اس کی شرح اور مطابقت کتاب الاشربہ میں آئے گی اور ابن تین پر اس کی مطابقت کی وجہ پوشیدہ رہی پس وہ اس سے منکر ہوا۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ ظَلَمَ شَيْئًا مِّنَ الْأَرْضِ

جو ظلم سے کسی کی زمین کو چھین لے اس کے گناہ کا بیان

فائدہ: گویا کہ یہ اشارہ ہے طرف توجیہ تصویر غصب زمین برخلاف اس شخص کے جو کہتا ہے کہ یہ ممکن نہیں یعنی زمین کا چھین لینا ممکن ہے۔

۲۲۷۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ طَلْحَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَمْرِو بْنِ سَهْلٍ

۲۲۷۲۔ سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ظلم سے کچھ زمین چھین لے گا تو اس کے گلے میں سات طبق زمین کا طوق ڈالا جائے گا۔

أَخْبَرَهُ أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ ظَلَمَ مِنَ الْأَرْضِ شَيْئًا طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرَضِيْنَ.

۲۲۷۳۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أُنَاسٍ خُصُوْمَةٌ فَذَكَرَ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالَتْ يَا أَبَا سَلَمَةَ اجْتَنِبِ الْأَرْضَ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ظَلَمَ قِيْدَ شِبْرٍ مِّنَ الْأَرْضِ طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرَضِيْنَ.

۲۲۷۳۔ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کے اور کچھ لوگوں کے درمیان جھگڑا تھا تو یہ جھگڑا عائشہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا گیا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بچ زمین سے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ظلم سے بالشت بھر زمین کسی کی چھین لے گا تو اس کے گلے میں سات طبق زمین کا طوق ڈالا جائے گا۔

فائدہ: اس حدیث میں بالشت بھر زمین کو ذکر کیا تو یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ وعید میں تھوڑی اور بہت زمین سب برابر ہے خطابی نے کہا کہ یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے گلے میں سات طبق زمین کا طوق ڈالا جائے گا تو اس کے معنی دو طور سے ہیں ایک یہ کہ جس قدر زمین ظلم سے چھین لے گا قیامت کے دن اس کے اٹھانے کی اس کو تکلیف دی جائے گی کہ اس کو اٹھا کر میدان محشر میں لے جائے اور ہوگی وہ زمین مانند طوق کی اس کے گلے میں نہ یہ کہ وہ حقیقتاً طوق ہوگا اور دوسرے یہ معنی ہیں کہ وہ ظالم زمین میں سات طبق دھنسایا جائے گا تو اس حالت میں ہر زمین اس کے گلے میں مثل طوق کے ہو جائے گی اور تیسری حدیث باب کی اس کی تائید کرتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے مانند پہلی وجہ کے ہیں لیکن بعد اس کے کہ سب کو اٹھائے گا وہ سب اس کے گلے میں طوق گردانی جائے گی اور اس کی گردن کی مقدار بڑی ہو جائے گی یہاں تک کہ اس کو سمائے جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ کافر کا بدن بہت موٹا ہو جائے گا اور ابن حبان وغیرہ نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بالشت بھر زمین کسی کی ظلم سے چھین لے گا تو اللہ اس کو بزور حکم کرے گا کہ اس زمین کو سات طبق تک کھودے پھر قیامت کے دن اس کے گلے میں اس کا طوق ڈالا جائے گا یہاں تک کہ حساب سے فراغت ہو اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ اس کو تکلیف دی جائے گی کہ اس کو طوق بنائے اور وہ اس کو بنا نہ سکے گا پس عذاب کیا جائے گا ساتھ اس کے جیسا

کہ آیا ہے کہ جو اپنی خواب میں جھوٹ بولے تو اس کو تکلیف دی جائے گی کہ دو جو کے درمیان گرہ دے اور یہ چوتھی وجہ ہے اور پانچویں وجہ یہ ہے کہ احتمال ہے کہ مراد طوق سے گناہ کا طوق ہو اور مراد یہ ہے کہ ظلم مذکور اس کے گلے میں لازم ہے یعنی اس کا گناہ لازم ہے اور ساتھ پہلی وجہ کے جزم کیا ہے ابو الفتح قشیری نے اور بغوی نے کہا کہ صحیح ہے اور احتمال ہے کہ منقسم ہوں یہ صفتیں واسطے صاحب اس قصور کے یعنی ان سب قسموں کے ساتھ اس کو عذاب کیا جائے گا یا منقسم ہوں اصحاب اس قصور کے پس بعض کو کسی طرح سے عذاب کیا جائے گا اور بعض کو کسی طرح سے باعتبار قوت ظلم اور ضعف اس کے کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ظلم اور غصب حرام ہے اور اس کا بڑا عذاب ہے اور یہ کہ ممکن ہے چھیننا زمین کا اور یہ کہ وہ کبیرہ ہے یہ بات قرطبی نے کہی اور گویا کہ اس نے تفریع کیا اس کو اس پر کہ کبیرہ گناہ وہ ہے جس پر وعید وارد ہو اور یہ کہ جو زمین کا مالک ہو وہ مالک ہوتا ہے نیچے اس کے کا انتہائے زمین تک اور اس کو جائز ہے کہ منع کرے اس کو جو اس میں گڑھا یا کنواں کھودے بغیر رضا مندی اس کی کے اور یہ کہ جو زمین کے ظاہر کا مالک ہو وہ اس کے اندر کا بھی مالک ہوتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے پتھروں ثابتہ اور مکانوں اور کھانوں وغیرہ سے اور یہ کہ اس کو جائز ہے کہ کھودے اس کو یہاں تک چاہے جب تک کہ اس کے ہمسائے کو ضرر نہ ہو اور یہ کہ ساتوں زمین آپس میں جڑی ہوئی ہیں ایک دوسرے سے جدا نہیں اس واسطے کہ اگر جدا جدا ہوتیں تو البتہ کافی ہوتا چھیننے والے کے حق میں طوق ڈالنا اس زمین کا کہ اس نے چھینی واسطے جدا ہونے اس کے کے نیچے کی زمین سے اور یہ کہ ساتوں زمینیں طبق ہیں مانند آسمانوں کے یعنی ایک دوسرے کے اوپر نیچے ہیں اور یہی ہے ظاہر اس آیت سے و من الارض مثلھن یعنی پیدا کیا زمین سے مثل ان کی برخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ مراد سات زمینوں سے ہفت اقلیم ہے اس واسطے کہ اگر اسی طرح ہوتا تو نہ طوق ڈالا جاتا غاصب کے گلے میں بالشت بھر اور اقلیم سے یعنی حالانکہ حدیث میں ہے کہ ہر زمین سے بالشت بھر اس کے گلے میں ڈالی جائے گی۔ (فتح)

٢٢٧٤۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَخَذَ مِنَ الْأَرْضِ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهٖ خُسِفَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلٰى سَبْعِ أَرَضِيْنَ.
قَالَ أَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ هٰذَا الْحَدِيْثُ لَيْسَ بِخُرَاسَانَ فِيْ كُتُبِ ابْنِ الْمُبَارَكِ إِنَّمَا

٢٢٧٤۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو کسی کی کچھ زمین ناحق چھین لے گا تو قیامت کے دن ساتوں زمین تک دھنسایا جائے گا ابو عبداللہ نے کہا ہے کہ یہ حدیث ابن المبارک کی کتابوں میں خراسان میں نہیں ہے سوائے اس کے نہیں کہ وہ بصرہ میں ان پر لکھی گئی ہے۔

أُمْلِيَ عَلَيْهِمْ بِالْبَصْرَةِ.

بَابُ إِذَا أَذِنَ إِنْسَانٌ لِآخَرَ شَيْئًا جَازَ

جب کوئی آدمی دوسرے کے واسطے کسی چیز کے اجازت دے تو جائز ہے

۲۲۷۵۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَبَلَةَ قَالَ كُنَّا بِالْمَدِينَةِ فِي بَعْضِ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَأَصَابَتْنَا سَنَةٌ فَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَرْزُقُنَا التَّمْرَ فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَمُرُّ بِنَا فَيَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْإِقْرَانِ إِلَّا أَنْ يَسْتَأْذِنَ الرَّجُلُ مِنْكُمْ أَخَاهُ.

۲۲۷۵۔ جبلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے ہم مدینے میں بیچ ایک گروہ اہل عراق کے سو ہم کو قحط پہنچا اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہم کو کھانے کے لیے کھجوریں دیتے تھے سو ابن عمر رضی اللہ عنہما ہمارے پاس سے گزرتے تھے پس کہتے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو دو دو کھجوریں جوڑ کر کھانے سے منع فرمایا مگر یہ کہ اجازت چاہے مرد تم میں سے اپنے بھائی سے۔

فائدہ: مراد یہ ہے کہ اگر کئی آدمی اکٹھے کھاتے ہوں تو دو دو کھجوروں کو جوڑ کر نہ کھائے اور اگر ساتھی اس کو اجازت دیں تو جائز ہے اس واسطے کہ وہ ان کا حق ہے پس جائز ہے واسطے ان کے یہ کہ ساقط کریں حق اپنا اور یہ قوی کرتا ہے اس شخص کے مذہب کو جو مجہول چیز کے ہبہ کو جائز رکھتا ہے۔ (فتح)

۲۲۷۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ أَبُو شُعَيْبٍ كَانَ لَهُ غُلَامٌ لَحَّامٌ فَقَالَ لَهُ أَبُو شُعَيْبٍ اصْنَعْ لِي طَعَامَ خَمْسَةٍ لَعَلِّي أَدْعُو النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ وَأَبْصَرَ فِي وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُوعَ فَدَعَاهُ فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ لَمْ يُدْعَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هٰذَا قَدِ اتَّبَعَنَا أَتَأْذَنُ لَهُ قَالَ نَعَمْ.

۲۲۷۶۔ ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری مرد کو ابو شعیب کہا جاتا تھا اس کا ایک غلام قصاب تھا تو ابو شعیب نے اس کو کہا کہ میرے واسطے پانچ آدمی کا کھانا تیار کر شاید کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کروں اس حال میں کہ پانچویں پانچ کے ہوں یعنی چار آدمی ہوں اور پانچویں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حالانکہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے میں بھوک دیکھی تھی سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی تو ان کے ساتھ ایک آدمی اور ہو لیا جس کی دعوت نہیں ہوئی تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شخص ہمارے ساتھ چلا آیا ہے کیا تو اس کو اجازت دیتا ہے اس نے کہا کہ ہاں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی دوسرے کسی کو اجازت دے تو جائز ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَهُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ﴾

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ وہ سخت تر جھگڑالو ہے

فائدہ: الالد شدیدله کو کہتے ہیں اورلد کے معنی لڑائی کے ہیں یعنی سخت لڑاکا مشتق ہے لدیدین سے اور وہ گردن کی دونوں طرفیں ہیں اور معنی اس کے یہ ہیں کہ وہ جس طرح سے پکڑا جاتا ہے جھگڑے میں قوی ہوتا ہے اور بعض اس کے کچھ اور معنی کرتے ہیں۔ (فتح)

۲۲۷۷۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَبْغَضَ الرِّجَالِ إِلَى اللّٰهِ الْأَلَدُّ الْخَصِمُ.

۲۲۷۷۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک سب لوگوں میں زیادہ تر دشمن (ناپسندیدہ) لڑاکا جھگڑالو ہے۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ خَاصَمَ فِيْ بَاطِلٍ وَّهُوَ يَعْلَمُهٗ

گناہ اس شخص کا جو جھوٹ اور ناحق میں جھگڑے اور حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ جھوٹ ہے یعنی وہ جانتا ہے کہ میں ناحق پر ہوں۔

۲۲۷۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّهَا أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ سَمِعَ خُصُوْمَةً بِبَابِ حُجْرَتِهٖ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَّإِنَّهٗ يَأْتِيْنِي الْخَصْمُ فَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَّكُوْنَ أَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ فَأَحْسِبُ أَنَّهٗ صَدَقَ فَأَقْضِيَ لَهٗ بِذٰلِكَ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهٗ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِّنَ النَّارِ فَلْيَأْخُذْهَا أَوْ فَلْيَتْرُكْهَا.

۲۲۷۸۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنے حجرے کے دروازے پر جھگڑا سنا سو حضرت ﷺ ان کی طرف نکلے سو فرمایا کہ میں تو بندہ ہوں اور بے شک میرے پاس جھگڑنے والا آتا ہے اور شاید کہ تم میں بعض آدمی سے بعض خوب تقریر کرتا ہے سو میں گمان کرتا ہوں کہ وہ سچا ہے سو میں اس کے حق میں مقدمہ کو فیصل کرتا ہوں سو جس کے واسطے میں کسی مسلمان کے حق کا حکم کروں تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ دوزخ کا ایک ٹکڑا ہے سو خواہ اس کو لے یا چھوڑ دے۔

فائدہ: یہ حدیث ترجمہ باب میں ظاہر ہے اور اس کی پوری شرح کتاب الاحکام میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ إِذَا خَاصَمَ فَجَرَ

جب جھگڑا کرے تو برا کہے

فائدہ: یعنی باب ہے بیان میں مذمت اور گناہ اس شخص کے جو جھگڑنے کے وقت برا کہے اور گالی دے۔(فتح)

۲۲۷۹۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا أَوْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنْ أَرْبَعَةٍ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ.

۲۲۷۹۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار چیزیں ہیں کہ جس میں وہ چاروں ہوں گی وہ نرا (پکا) منافق ہوگا اور جس میں ایک خصلت ان چاروں سے ہوگی تو اس میں ایک ہی نفاق کی خو (صفت) ہے یہاں تک کہ اس کو چھوڑ دے ایک تو یہ کہ جب بات کہے جھوٹ بولے اور دوسری یہ کہ جب وعدہ کرے تو خلاف کرے تیسری یہ کہ جب قول قرار کرے تو دغا بازی کرے اور جب جھگڑا کرے تو برا کہے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قِصَاصِ الْمَظْلُوْمِ إِذَا وَجَدَ مَالَ ظَالِمِهِ وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ يُقَاصُّهُ. وَقَرَأَ ﴿وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهِ﴾.

بدلہ لینا مظلوم کا جس کا مال چھینا گیا ہے جب کہ پائے مال ظالم اپنے کا یعنی کیا مظلوم کو بقدر حق اپنے کے ظالم کا مال لینا درست ہے اگرچہ حاکم کا حکم نہ ہو اور یہ مسئلہ مشہور ہے ساتھ مسئلے ظفر کے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس کے اختیار کی طرف مائل ہوئے ہیں اس واسطے کہ وارد کیا اثر ابن سیرین کا موافق عادت اپنی کے بیچ ترجیح دینے کے ساتھ آثار کے اور ابن سیرین نے کہا کہ بدلہ لے اس سے اور اس نے یہ آیت پڑھی کہ اگر تم بدلہ لو تو بدلہ لو اس قدر جتنی تم کو تکلیف پہنچی۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ اگر کوئی تجھ سے کچھ چھین لے تو اس کی مثل لے لے (فتح)

۲۲۸۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ جَآءَتْ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَبَا

۲۲۸۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہند عتبہ کی بیٹی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بے شک ابوسفیان یعنی اس کا خاوند بخیل مرد ہے یعنی اس قدر خرچ نہیں دیتا کہ مجھ کو اور میری اولاد کو کفایت کرے تو کیا

سُفْيَانَ رَجُلٌ مِسِّيكٌ فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ أَنْ أُطْعِمَ مِنَ الَّذِي لَهُ عِيَالَنَا فَقَالَ لَا حَرَجَ عَلَيْكِ أَنْ تُطْعِمِيهِمْ بِالْمَعْرُوفِ

مجھ پر گناہ ہے کہ اس کے مال سے اپنی اولاد کو کھلاؤں یعنی بغیر اس کے کہ اس کو معلوم ہو تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تجھ پر گناہ نہیں یہ کہ کھلائے تو ان کو موافق دستور کے یعنی اوسط درجے کا۔

فائدہ: اس حدیث میں اجازت ہے واسطے اس کے ساتھ لینے کے اپنے خاوند کے مال سے بقدر حاجت اپنی کے اور اس کی پوری شرح کتاب النفقات میں آئے گی ابن بطال نے کہا کہ ہند کی حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ جائز ہے حق دار کو یہ کہ لے بقدر حق اپنے کے اس شخص کے مال سے جو نہ پورا دے اس کو حق اس کا یا انکار کرے اس سے۔(فتح)

۲۲۸۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيْدُ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قُلْنَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ تَبْعَثُنَا فَنَنْزِلُ بِقَوْمٍ لَا يَقْرُوْنَنَا فَمَا تَرٰى فِيْهِ فَقَالَ لَنَا إِنْ نَزَلْتُمْ بِقَوْمٍ فَأُمِرَ لَكُمْ بِمَا يَنْبَغِي لِلضَّيْفِ فَاقْبَلُوْا فَإِنْ لَّمْ يَفْعَلُوْا فَخُذُوْا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ.

۲۲۸۱۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ سے عرض کی کہ آپ ﷺ ہم کو بھیجتے ہیں سو ہم ایک قوم کے پاس اترتے ہیں جو ہماری مہمانی نہیں کرتے تو آپ ﷺ اس میں کیا فرماتے ہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کسی قوم کے پاس اترا کرو اور حکم ہو واسطے تمہارے کہ مہمان کو لائق ہے یعنی دستور کے موافق تمہاری مہمانی کریں تو قبول کیا کرو اور اگر ایسا نہ کریں تو لے لیا کرو ان سے حق مہمان کا۔

فائدہ: یعنی بقدر مہمانی کے ان کے مال سے لے لو بغیر ان کی اجازت کے اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مہمان کی ضیافت واجب ہے اور منزل علیہ اگر ضیافت نہ کرے تو اس سے زور اور قہر کے ساتھ لی جائے اور یہی قول ہے لیث کا مطلق اور خاص کیا ہے اس کو احمد نے ساتھ جنگلیوں کے سوائے گاؤں کے اور جمہور کہتے ہیں کہ ضیافت سنت مؤکدہ ہے اور اس باب کی حدیث کے انہوں نے کئی جواب دیے ہیں ایک یہ کہ وہ مضطر پر محمول ہے پھر ان کو اختلاف ہے کہ کیا مضطر کو عوض لازم آتا ہے یا نہیں اور تحقیق گزر چکا ہے بیان اس کا آخر بیان لقطہ میں اور ترمذی رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے کہ یہ محمول ہے اس پر جو حاجت کے وقت کھانا خریدنا چاہے اور کھانے والا نہ دے تو جائز ہے اس کو یہ کہ لے اس سے ساتھ زور کے اور اس کی مانند بعض حدیثوں میں مفسر آ چکا ہے دوسرا یہ کہ اول اسلام میں یہ حکم تھا اس وقت سلوک واجب تھا پھر جب ملک فتح ہوئے تو یہ حکم منسوخ ہوا اور دلالت کرتی ہے اس کے منسوخ ہونے پر یہ حدیث مسلم کی بیچ حق مہمان کے کہ اس کی تکلیف کی ضیافت ایک دن رات ہے اور تکلیف

کی ضیافت بطور احسان کے ہے واجب نہیں اور یہ جواب ضعیف ہے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ مراد احسان سے پورا کرنا دن رات کا ہو نہ اصل ضیافت اور ایک حدیث میں ہے کہ جو مرد کسی قوم کا مہمان ہو اور وہ صبح تک بھوکا رہے تو واجب ہے مدد اس کی ہر مسلمان پر یہاں تک کہ لے ضیافت اپنی رات کی اس کی کھیتی اور اس کے مال سے روایت کی یہ حدیث ابو داؤد نے اور یہ محمول ہے اس پر کہ جب کوئی چیز نہ پائے تیسرا یہ کہ یہ حکم ان لوگوں کے واسطے خاص ہے جو زکوۃ تحصیل کرنے کے واسطے امام کی طرف سے عامل بھیجے جاتے تھے سو جن کی طرف بھیجے جاتے تھے لازم تھا اوپر ان کے اتارنا اس کا بیچ مقابلے عمل ان کے کے جس کے وہ متولی تھے اس واسطے کہ نہیں تھا قیام واسطے ان کے مگر ساتھ اس کے حکایت کیا اس کو خطابی نے کہا اور یہ اس زمانے میں تھا جب کہ مسلمانوں کے واسطے بیت المال نہ تھا اور اوپر آج کے دن پس روزی عاملوں کی بیت المال سے ہے چوتھا یہ کہ وہ خاص ہے ساتھ اہل ذمہ کے اور تحقیق شرط کی عمر رضی اللہ عنہ نے جب کہ مقرر کیا جزیہ شام کے نصاریٰ پر کہ جو مسلمان تمہارے پاس آئے اس کی ضیافت کرنا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ تخصیص محتاج ہے طرف خاص دلیل کی اور عمر رضی اللہ عنہ کے فعل میں حجت نہیں اس واسطے کہ وہ متاخر ہے زمانے سوال عقبہ کے سے اشارہ کیا ہے طرف اس کی نووی نے پانچواں یہ کہ مراد ان تاخذوا سے یہ کہ زبانوں سے ان کی عزت اتارو اور لوگوں میں ان کا عیب بیان کرو اور تعاقب کیا ہے اس کا مازری نے ساتھ اس کے کہ عزت اتارنی اور عیب ذکر کرنا مستحب شرع میں ترک کرنا اس کا ہے نہ کرنا اس کا اور سب جوابوں سے قوی تر پہلا جواب ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر مسئلے ظفر کے اور یہی قول ہے امام شافعی کا پس جزم کیا ہے اس نے ساتھ جواز لینے کے اس چیز میں کہ ناممکن ہو حاصل کرنا حق کا ساتھ حاکم کے جیسا کہ اس کا حق دار منکر ہو یا نہ ہو گواہ واسطے اس کے وقت موجود ہونے جنس کے پس جائز ہے نزدیک اس کے لینا اس کا اگر ظفر یاب ہو ساتھ اس کے اور لینا غیر اس کے کا بقدر اس کی اگر نہ پائے اس کو اور کوشش کرے قیمت ڈالنے میں اور نہ ظلم کرے اور اگر ممکن ہو حاصل کرنا حق کا ساتھ ذریعہ حاکم کے تو اصح تر نزدیک شافعیہ کے یہ ہے تو بھی لینا جائز ہے اور مالکیہ کے نزدیک خلاف ہے اور جائز رکھا ہے ان کو حنفیہ نے مثلی چیزوں میں سوائے قیمت والی چیزوں کے اس واسطے کہ اس میں ظلم کا خوف ہے اور اتفاق ہے اس پر کہ محل جواز کا اموال میں ہے نہ عقوبات بدنیہ میں واسطے بہت ہونے زیادتیوں کے بیچ اس کے اور مالوں میں بھی محل جواز کا اس وقت ہے جب کہ مامون ہو زیادتی سے مانند نسبت اس کی طرف چوری کی اور مانند اس کی۔ (فتح)

بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّقَائِفِ   سقیفوں کے بیان میں

فائدہ: سقیفہ سائے دار مکان کو کہتے ہیں مانند مسافر خانے اور بیٹھک کی پاس گھر کے اور گویا کہ یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ عام آمد و رفت کی جگہ میں بیٹھنا جائز ہے اور یہ کہ جائز ہے گھر والے کو کہ بنائے مسافر خانہ یا سائے

دار مکان جب کہ راہ چلنے والوں کو ضرر نہ کرے۔ (فتح)

وَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ

اور حضرت ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب بنی ساعدہ کی بیٹھک میں بیٹھے

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیٹھک یعنی عام لوگوں کی آمد و رفت کی جگہ میں بیٹھنا درست ہے

۲۲۸۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ ح وَأَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ حِينَ تَوَفَّى اللّٰهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْأَنْصَارَ اجْتَمَعُوا فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ فَقُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ انْطَلِقْ بِنَا فَجِئْنَاهُمْ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ.

۲۲۸۲۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ نے اپنے نبی کی روح قبض کی تو انصار بنی ساعدہ کی بیٹھک میں جمع ہوئے سو میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہمارے ساتھ چل سو ہم ان کے پاس بنی ساعدہ کی بیٹھک میں آئے۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہ ہے کہ اصحاب بدستور اس بیٹھک میں بیٹھے رہے اور کرمانی نے کہا کہ مطابقت حدیث کی ساتھ ترجمہ کے یہ ہے کہ عام جگہوں میں بیٹھنا ظلم نہیں۔ (فتح)

بَابُ لَا يَمْنَعُ جَارٌ جَارَهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَهُ فِي جِدَارِهِ

نہ روکے ہمسایہ اپنے ہمسائے کو اپنی دیوار میں لکڑی گاڑنے سے یعنی اگر ہمسایہ اس کے دیوار میں کڑیاں رکھنا چاہے یا لکڑی کی میخ گاڑنی چاہے تو اس کو نہ روکے

۲۲۸۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمْنَعُ جَارٌ جَارَهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَهُ فِي جِدَارِهِ ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ مَا لِي أَرَاكُمْ عَنْهَا مُعْرِضِينَ وَاللّٰهِ لَأَرْمِيَنَّ بِهَا بَيْنَ أَكْتَافِكُمْ.

۲۲۸۳۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ روکے ہمسایہ اپنے ہمسائے کہ اپنی دیوار میں لکڑی گاڑنے سے تو لوگوں نے سر نیچے ڈالے پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کیا ہے مجھ کو کہ میں تم کو اس سنت یا اس بات سے منہ پھیرنے والے دیکھتا ہوں قسم ہے اللہ کہ میں البتہ اس حدیث کو تمہارے مونڈھوں کے درمیان پھینکوں گا یعنی اس کو تم میں پھیلاؤں گا تا کہ تم غفلت سے جاگو اور اگر تم اس حکم کو

قبول نہ کرو گے تو لکڑی کو تمہارے مونڈھوں کے درمیان
پھینکوں گا۔

فائدہ: استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اگر ایک کی دیوار ہو اور اس کا کوئی ہمسایہ ہو اور وہ اپنا شہتیر اس پر رکھے تو جائز ہے برابر ہے کہ مالک اجازت دے یا نہ دے اور اگر باز رہے تو جبرا کیا جائے اور یہی قول ہے امام احمد اور اسحاق وغیرہ اہل حدیث کا اور ابن حبیب مالکی کا اور شافعی کا قدیم قول بھی یہی ہے اور اس کے جدید دو قول ہیں مشہور یہ ہے کہ مالک سے اجازت لینی شرط ہے اور اگر نہ مانے تو اس پر جبر نہ کیا جائے اور یہی قول حنفیہ کا ہے اور حمل کیا ہے انہوں نے امر کو استحباب پر اور نہی کو تنزیہ پر واسطے تطبیق دینے کے درمیان اس کے اور درمیان ان حدیثوں کے جو دلالت کرتی ہیں اس پر کہ مسلمان کا مال حرام ہے مگر اس کی رضا مندی سے وفیه نظر کما سیاتی اور جزم کیا ہے ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ قدیم قول شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اور یہی اس کی نص ہے بویطی میں اور بیہقی نے کہا کہ نہیں پاتا میں سنن صحیحہ میں جو اس حکم کے معارض ہو مگر عمومات کہ نہیں مستنکر کہ اس کو خاص کرے اور تحقیق حمل کیا ہے اس کو راوی نے اس پر اور وہ زیادہ تر جاننے والا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ روایت کی یہ اشارہ ہے طرف قول ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کہ کیا ہے مجھ کو کہ میں تم کو اس سے منہ پھیرنے والے دیکھتا ہوں اور استدلال کیا ہے مہلب نے ساتھ اس قول ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس کے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں عمل برخلاف مذہب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے تھا اس واسطے کہ اگر واجب ہوتا تو اصحاب رضی اللہ عنہم اس کی تاویل سے ناواقف نہ ہوتے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منہ نہ پھیرتے پس اگر نہ ہوتی یہ بات کہ حکم اس کے برخلاف قرار پا چکا تھا تو البتہ نہ جائز ہوتا ان پر ناواقف ہونا اس حکم سے پس معلوم ہوا کہ انہوں نے امر کو اس باب میں استحباب پر حمل کیا اور میں نہیں جانتا کہ اس کو کہاں سے معلوم ہوا کہ منہ پھیرنے والے اصحاب رضی اللہ عنہم تھے اور یہ کہ وہ اتنے تھے کہ ان کی مثل حکم سے جاہل نہیں ہو سکتے اور کیوں جائز نہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے مخاطب غیر فقہاء ہوں بلکہ یہی بات مقرر ہے نہیں تو اگر اصحاب رضی اللہ عنہم یا فقہاء ہوتے تو ان کو ایسا خطاب نہ کرتے اور تحقیق قوی کیا ہے شافعی نے قدیم قول میں وجوب کے ساتھ اس کے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ حکم کیا یعنی اس شخص پر جبر کیا کہ ہمسائے کو اپنے گھر سے فائدہ اٹھانے سے منع نہ کرے اور نہ مخالفت کی اس کی کسی نے اس کے ہم زمانوں سے پس ہو گا یہ اتفاق ان سے اوپر اس کے اور دعویٰ اتفاق کا اوپر اس جگہ اس سے مہلب کے دعویٰ سے اس واسطے کہ اکثر ہم عصر اس کے اصحاب رضی اللہ عنہم تھے اور اکثر احکام اس کے پھیل گئے تھے واسطے دراز ہونے خلافت ان کی کے اور یہ جو مہلب نے دعویٰ کیا کہ عمل اس کے برخلاف ہے تو اس دعویٰ میں شبہ ہے اس واسطے کہ بیہقی نے عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ بنی مغیرہ کے دو بھائیوں میں اس بات کا جھگڑا ہوا کہ انصار کے بہت لوگوں نے کہا کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

یہ حدیث فرمائی ہے تو اس حدیث کے موافق ان میں فیصلہ ہوا اور اسی طرح بیہقی نے یحییٰ بن جعدہ تابعی سے روایت کی ہے کہ ایک شخص کہ اس پر جبر کیا گیا اور بعض نے قید کیا وجوب کو اس چیز کے ساتھ جب کہ پہلے ہمسائے سے اذن لے لیا ہو جیسا کہ بعض طریقوں میں اس کا ذکر آ چکا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جدارہ کی ضمیر صاحب شہتیر پر محمول ہے یعنی نہ روکے اس کو یہ کہ رکھے شہتیر اپنا خود اپنی دیوار پر اگرچہ اس کو اس سے ضرر ہو واسطے منع ہونے روشنی کے مثلا اور نہیں پوشیدہ بعد اس کا اور محل وجوب کا نزدیک قائل اس کے کے یہ ہے کہ ہمسائے کو اس کی حاجت ہو اور نہ رکھے اس پر وہ چیز کہ ضرر پائے ساتھ اس کے مالک اور نہ مقدم کیا جائے مالک کی حاجت پر اور نہیں فرق ہے درمیان اس کے کہ محتاج ہو شہتیر کے رکھنے میں طرف سوراخ کرنے کی دیوار میں یا نہ ہو اس واسطے کہ شہتیر کا سر بند کرتا ہے سوراخ کو اور قوی کرتا ہے دیوار کو۔ (فتح)

بَابُ صَبِّ الْخَمْرِ فِي الطَّرِيْقِ — راہ میں شراب گرانے کا بیان

فائدہ: یعنی راہ مشترکہ میں جب کہ یہ معین کرے راہ کو طرف دور کرنے مفسدی کے کہ قوی تر ہو اس مفسدی سے جو حاصل ہے اس کے گرانے سے۔ (فتح)

٢٢٨٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ أَبُوْ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ سَاقِيَ الْقَوْمِ فِيْ مَنْزِلِ أَبِيْ طَلْحَةَ وَكَانَ خَمْرُهُمْ يَوْمَئِذٍ الْفَضِيْخَ فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنَادِيًا يُنَادِيْ أَلَا إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ قَالَ فَقَالَ لِيْ أَبُوْ طَلْحَةَ اخْرُجْ فَأَهْرِقْهَا فَخَرَجْتُ فَهَرَقْتُهَا فَجَرَتْ فِيْ سِكَكِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ قَدْ قُتِلَ قَوْمٌ وَهِيَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْا﴾ الْآيَةَ.

٢٢٨٤۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی جگہ میں ایک گروہ کا شراب پلاتا تھا اور تھا شراب ان کا اس دن فضیخ یعنی جو کچی کھجوروں سے بناتے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پکارنے والے کو حکم کیا کہ پکار دے کہ خبردار ہو کہ تحقیق شراب حرام ہوئی تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھ کو کہا کہ نکل اور اس کو پھینک دے سو میں نے نکل کر اس کو پھینک دیا سو وہ مدینے کے کوچوں میں جاری ہوئی تو بعض لوگوں نے کہا کہ ایک گروہ مقتول ہوا اور حالانکہ شراب ان کے پیٹوں میں تھی تو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ نہیں ہے ان لوگوں پر جو ایمان لائے اور کام نیک کیے گناہ اس چیز میں کہ پہلے کھا چکے یعنی جو حرام ہونے سے پہلے کھا چکے وہ معاف ہے جب کہ اس کے بعد تقویٰ اختیار کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح تفسیر سورہ مائدہ میں آئے گی اور مہلب نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ ڈالی گئی شراب راہ میں واسطے ظاہر کرنے کے ساتھ چھوڑنے اس کے کے اور تا کہ مشہور ہو چھوڑنا اس کا اور یہ راجح تر ہے

مصلحت میں ایذا پانے سے ساتھ گرانے اس کے کے راہ میں۔ (فتح)

بَابُ أَفْنِيَةِ الدُّوْرِ وَالْجُلُوْسِ فِيْهَا وَالْجُلُوْسِ عَلَى الصُّعُدَاتِ

گھروں کے صحن اور ان میں بیٹھنا اور راہوں پر بیٹھنا

فائدہ: یہ ترجمہ عقد کیا گیا ہے واسطے جواز گھیرنے اس کے ساتھ بنا کے اور اس پر جاری ہوا ہے عمل بیچ بنانے ڈیوڑی کے گھروں کے دروازوں پر۔ (فتح)

وَقَالَتْ عَائِشَةُ فَابْتَنٰى أَبُوْ بَكْرٍ مَسْجِدًا بِفِنَآءِ دَارِهٖ يُصَلِّيْ فِيْهِ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَيَتَقَصَّفُ عَلَيْهِ نِسَآءُ الْمُشْرِكِيْنَ وَأَبْنَآؤُهُمْ يَعْجَبُوْنَ مِنْهُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ.

اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنائی اس میں نماز ادا کرتے تھے اور قرآن پڑھتے تھے سو مشرکین کی عورتیں اور لڑکے ان پر ازدحام کرتے اس حال میں کہ اس سے خوش ہوتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان دنوں مکہ میں تھے۔

فائدہ: یہ حدیث ابواب المساجد میں گزر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گھر کے صحن رکھنے درست ہیں۔

۲۲۸۵۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عُمَرَ حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوْسَ عَلَى الطُّرُقَاتِ فَقَالُوْا مَا لَنَا بُدٌّ إِنَّمَا هِيَ مَجَالِسُنَا نَتَحَدَّثُ فِيْهَا قَالَ فَإِذَا أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجَالِسَ فَأَعْطُوا الطَّرِيْقَ حَقَّهَا قَالُوْا وَمَا حَقُّ الطَّرِيْقِ قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْأَذٰى وَرَدُّ السَّلَامِ وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ.

۲۲۸۵۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچو راہوں کے بیٹھنے سے تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو راہوں کے بیٹھنے سے کچھ چارہ نہیں سوائے اس کے کوئی بات نہیں کہ وہی ہمارے بیٹھنے کی جگہیں ہیں کہ ہم وہاں آپس میں بات چیت کرتے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم وہاں کی نشست کے بغیر نہیں مانتے تو راہ کا حق ادا کیا کرو اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ راہ کا حق کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اجنبی عورتوں اور لوگوں کے عیبوں سے آنکھ نیچے جھکانا اور لوگوں کی تکلیف دینے والی چیز کا راہ سے دور کرنا یعنی اینٹ پتھر اور کانٹا دور کرنا اور سلام کا جواب دینا اور نیک بات سکھلانا اور بد کام سے روکنا۔

فائدہ: اور تحقیق ظاہر ہوا سیاق حدیث سے کہ نہی اس سے واسطے تنزیہ کے ہے تا کہ نہ ضعیف ہو بیٹھنے والا ادا حق سے کہ اوپر اس کے ہے اور اشارہ کیا ساتھ آنکھ جھکانے کے سامنے ہونے سے واسطے فتنے کے ساتھ اس شخص کے کہ گزرے ساتھ اس کے عورتوں وغیرہ سے اور اشارہ کیا ساتھ دور کرنے والی چیز کے طرف سلامت رہنے کی

طرف حقیر جاننے اور غیبت وغیرہ کی اور ساتھ جواب سلام کے طرف تعظیم طرف گزرنے والے کے اور ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے استعمال کرنا تمام ان چیزوں کا کہ مشروع ہیں اور ترک کرنا ان تمام چیزوں کا کہ مشروع نہیں اور اس میں حجت ہے واسطے اس شخص کے جو کہتا ہے کہ بند کرنا وسیلوں کا بطریق اولیٰ ہے واجب نہیں اس واسطے کہ منع کیا حضرت ﷺ نے بیٹھنے سے واسطے اکھاڑنے مادی کے سو جب اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم کو اس سے کچھ چارہ نہیں تو ذکر کیا واسطے ان کے مقاصد اصلیہ کو واسطے منع کے پس معلوم ہوا کہ پہلی نہی واسطے ارشاد کے ہے طرف اصلح کی اور اس سے پکڑا جاتا ہے کہ دور کرنا مفسدہ کا اولیٰ ہے کھینچنے مصلحت کے سے واسطے ندب کرنے حضرت ﷺ کے اول طرف ترک جلوس کی باوجود اس چیز کے کہ اس میں ہے اجر سے واسطے اس کے جو عمل کرے ساتھ حق راہ کے اور یہ اس واسطے ہے کہ احتیاط واسطے طلب کرنے سلامتی کے زیادہ تر مؤکد ہے طمع سے زیادتی میں اور باقی شرح اس کی کتاب الاستیذان میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ الْاٰبَارِ عَلَى الطُّرُقِ إِذَا لَمْ يُتَأَذَّ بِهَا
راہ میں کنواں کھودنا جب کہ اس سے کسی کو ایذا نہ ہو

فائدہ: یعنی جائز ہے کھودنا کنویں کا مسلمانوں کے راہ میں واسطے عام ہونے نفع کے ساتھ اس کے جب کہ نہ حاصل ہو ساتھ اس کے ایذا واسطے کسی کے ان میں سے۔ (فتح)

۲۲۸۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى أَبِيْ بَكْرٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا رَجُلٌ بِطَرِيْقٍ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِيْهَا فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ فَإِذَا كَلْبٌ يَّلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرٰى مِنَ الْعَطَشِ فَقَالَ الرَّجُلُ لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا الْكَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِيْ كَانَ بَلَغَ مِنِّيْ فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَأَ خُفَّهٗ مَآءً فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهٗ فَغَفَرَ لَهٗ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ لَأَجْرًا فَقَالَ فِيْ كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ.

۲۲۸۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ ایک مرد راہ میں چلا جاتا تھا تو اس کو سخت پیاس لگی تو اس نے ایک کنواں پایا وہ اس میں اترا پھر نکلا تو ناگہاں دیکھا کہ ایک کتا زبان باہر نکالے ہوئے پیاس سے کیچڑ کھاتا ہے سو اس مرد نے کہا کہ البتہ پہنچا ہے یہ کتا پیاس سے مثل اس چیز کو کہ میں پہنچا تھا سو وہ کنویں میں اترا اور اپنا موزہ پانی سے بھرا اور کتے کو پلایا سو اللہ نے اس کی محنت ٹھکانے لگائی سو اس کو بخش دیا تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یا حضرت ﷺ کیا ہمارے واسطے چوپاؤں کے احسان میں ثواب ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر جگر تر کے پانی پلانے میں ثواب ہے یعنی ہر جاندار کے احسان میں ثواب ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الشرب میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ اس مرد نے راہ میں

کنواں پایا پس معلوم ہوا کہ راہ میں کنواں کھودنا جائز ہے تا کہ عام لوگوں کو اس سے فائدہ ہو۔

بَابُ إِمَاطَةِ الْاَذٰی

تکلیف دینے والی چیز کو راہ سے دور کرنا

وَقَالَ هَمَّامٌ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُمِيْطُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تکلیف دینے والی چیز کا راہ سے دور کرنا صدقہ ہے یعنی اس میں صدقہ کا ثواب ملتا ہے

فائدہ: اور اماطت کے صدقہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ وہ سبب ہے طرف سلامت رہنے اس شخص کی جو گزرے ساتھ اس کے ایذا سے تو گویا کہ صدقہ کیا اس نے اوپر اس کے ساتھ اس کے پس حاصل ہوا واسطے اس کے ثواب صدقہ کا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدی سے باز رہنا اپنی جان پر صدقہ ہے۔ (فتح)

بَابُ الْغُرْفَةِ وَالْعُلِّيَّةِ الْمُشْرِفَةِ وَغَيْرِ الْمُشْرِفَةِ فِي السُّطُوْحِ وَغَيْرِهَا

بالا خانہ بنانا بلند اور غیر بلند چھتوں میں

فائدہ: یہ جمع کرنے سے چار قسم ہوتا ہے بہ نسبت بلند اور نہ بلند ہونے اس کے کی اور بہ نسبت ہونے ان کے کی چھتوں میں اور غیر ان کے میں اور حکم بالا خانے بلند کا جواز ہے جب کہ امن ہو جھانکنے سے اوپر ستروں گھروں لوگوں کے اور اگر امن نہ ہو تو نہ جبر کیا جائے اوپر بند کرنے اس کے کے بلکہ حکم کیا جائے ساتھ نہ جھانکنے کے اور جو اس سے نیچے ہو اس کو حکم کیا جائے کہ اس سے حفاظت اور پردہ کرے۔ (فتح)

۲۲۸۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أُطُمٍ مِّنْ آطَامِ الْمَدِيْنَةِ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرٰى إِنِّيْ أَرٰى مَوَاقِعَ الْفِتَنِ خِلَالَ بُيُوْتِكُمْ كَمَوَاقِعِ الْقَطْرِ.

۲۲۸۷۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کی بلندیوں سے ایک بلندی سے جھانکا پھر فرمایا کہ کیا تم دیکھتے ہو جو میں دیکھتا ہوں تمہارے گھروں کے درمیان فتنے فساد کے مقامات کو جیسے مینہ گرنے کے مقامات معلوم ہوتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بالا خانہ بلند بنانا درست ہے۔ (فتح)

۲۲۸۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ ثَوْرٍ

۲۲۸۸۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھ کو اس کی ہمیشہ حرص تھی کہ میں عمر رضی اللہ عنہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان دو بیویوں کا حال پوچھوں جن کے حق میں اللہ نے فرمایا کہ اگر تم

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمْ أَزَلْ حَرِيْصًا عَلٰى أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّتَيْنِ قَالَ اللّٰهُ لَهُمَا إِنْ تَتُوْبَا إِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا فَحَجَجْتُ مَعَهُ فَعَدَلَ وَعَدَلْتُ مَعَهُ بِالْإِدَاوَةِ فَتَبَرَّزَ حَتّٰى جَآءَ فَسَكَبْتُ عَلٰى يَدَيْهِ مِنَ الْإِدَاوَةِ فَتَوَضَّأَ فَقُلْتُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ مَنِ الْمَرْأَتَانِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّتَانِ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُمَا إِنْ تَتُوْبَا إِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا فَقَالَ وَا عَجَبِيْ لَكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ عُمَرُ الْحَدِيْثَ يَسُوْقُهُ فَقَالَ إِنِّيْ كُنْتُ وَجَارٌ لِّيْ مِنَ الْأَنْصَارِ فِيْ بَنِيْ أُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ وَهِيَ مِنْ عَوَالِي الْمَدِيْنَةِ وَكُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُوْلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْزِلُ يَوْمًا وَأَنْزِلُ يَوْمًا فَإِذَا نَزَلْتُ جِئْتُهُ مِنْ خَبَرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ مِنَ الْأَمْرِ وَغَيْرِهِ وَإِذَا نَزَلَ فَعَلَ مِثْلَهُ وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَآءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى الْأَنْصَارِ إِذَا هُمْ قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ نِسَآؤُهُمْ فَطَفِقَ نِسَآؤُنَا يَأْخُذْنَ مِنْ أَدَبِ نِسَآءِ الْأَنْصَارِ فَصِحْتُ عَلَى امْرَأَتِيْ فَرَاجَعَتْنِيْ فَأَنْكَرْتُ أَنْ تُرَاجِعَنِيْ فَقَالَتْ وَلِمَ تُنْكِرُ أَنْ أُرَاجِعَكَ فَوَاللّٰهِ إِنَّ أَزْوَاجَ

دونوں توبہ کرتیں تو اللہ خوش ہوتا البتہ ٹیڑھے ہوئے ہیں دل تمہارے سو میں نے ان کے ساتھ حج کیا سو وہ راہ سے پھرے تو میں بھی پانی کا برتن لے کر ان سے پھرا سو وہ پاخانے بیٹھے پھر وہ آئے تو میں نے ان کے ہاتھوں پر برتن سے پانی ڈالا سو انہوں نے وضو کیا تو میں نے کہا کہ اے امیر المومنین حضرت ﷺ کی بیویوں سے وہ دونوں عورتیں کون ہیں جن کے حق میں اللہ نے فرمایا کہ اگر تم دونوں توبہ کرو تو اللہ راضی ہو گا پس تحقیق ٹیڑھے ہوئے ہیں دل تمہارے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے عجب ہے تجھ کو اے ابن عباس رضی اللہ عنہما وہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا ہیں (بعض کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما پر تعجب اس سے کیا کہ یہ حال اس پر کس طرح پوشیدہ رہا باوجود مشہور ہونے اس کے کے نزدیک ان کے ساتھ تفسیر کے اور یا تعجب کیا حرص اس کی سے اوپر حاصل کرنے تفسیر کے ساتھ تمام طریقوں کے یہاں تک کہ بیچ نام رکھنے اس شخص کے جو مبہم کیا گیا ہے بیچ اس کے) پھر عمر رضی اللہ عنہ نے حدیث کی پیشوائی کی کہ اس حال میں کہ اس کو بیان کرتے تھے یعنی پھر حدیث کو بیان کرنا شروع کیا تو کہا کہ میں اور میرا ایک ہمسایہ انصاری دونوں بنی امیہ کے قبیلے میں رہتے تھے اور ان کے گھر ان کے گاؤں میں تھے جو مدینے کی اونچی طرف واقع ہیں سو ہم حضرت ﷺ کے پاس باری باری جایا کرتے تھے سو ایک دن وہ جاتا تھا اور ایک دن میں سو جب میں جاتا تھا تو اس دن کی خبر امر وغیرہ سے اس کے پاس لاتا تھا یعنی جو حکم شرع کا نیا جاری ہوتا یا کوئی اور واقعہ ہوتا تو اس کے لا سناتا تھا اور جب وہ جاتا تھا تو وہ بھی اسی طرح کرتا تھا اور ہم قریشی گروہ تھے ہمارا

النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُرَاجِعْنَهُ وَإِنَّ إِحْدَاهُنَّ لَتَهْجُرُهُ الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ فَأَفْزَعَنِيْ فَقُلْتُ خَابَتْ مَنْ فَعَلَ مِنْهُنَّ بِعَظِيْمٍ ثُمَّ جَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِيْ فَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ فَقُلْتُ أَيْ حَفْصَةُ أَتُغَاضِبُ إِحْدَاكُنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ فَقَالَتْ نَعَمْ فَقُلْتُ خَابَتْ وَخَسِرَتْ أَفَتَأْمَنُ أَنْ يَّغْضَبَ اللّٰهُ لِغَضَبِ رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَهْلِكِيْنَ لَا تَسْتَكْثِرِيْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تُرَاجِعِيْهِ فِيْ شَيْءٍ وَّلَا تَهْجُرِيْهِ وَاسْأَلِيْنِيْ مَا بَدَا لَكِ وَلَا يَغُرَّنَّكِ أَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ هِيَ أَوْضَأَ مِنْكِ وَأَحَبَّ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ عَائِشَةَ وَكُنَّا تَحَدَّثْنَا أَنَّ غَسَّانَ تُنْعِلُ النِّعَالَ لِغَزْوِنَا فَنَزَلَ صَاحِبِيْ يَوْمَ نَوْبَتِهٖ فَرَجَعَ عِشَآءً فَضَرَبَ بَابِيْ ضَرْبًا شَدِيْدًا وَقَالَ أَنَائِمٌ هُوَ فَفَزِعْتُ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِ وَقَالَ حَدَثَ أَمْرٌ عَظِيْمٌ قُلْتُ مَا هُوَ أَجَآءَ تْ غَسَّانُ قَالَ لَا بَلْ أَعْظَمُ مِنْهُ وَأَطْوَلُ طَلَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَآءَهٗ قَالَ قَدْ خَابَتْ حَفْصَةُ وَخَسِرَتْ كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ هٰذَا يُوْشِكُ أَنْ يَّكُوْنَ فَجَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِيْ فَصَلَّيْتُ صَلَاةَ الْفَجْرِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

دستور تھا کہ ہم عورتوں پر غالب ہوتے تھے سو جب ہم مدینے میں انصار کے پاس آئے تو اچانک ہم نے دیکھا کہ وہ ایک گروہ ہے کہ ان کی عورتیں ان پر غالب ہوتی ہیں تو ہماری عورتیں بھی انصار کی عورتوں کا طریقہ سیکھنے لگیں سو میں نے ایک دن اپنی عورت پر آواز بلند کی یعنی میں نے اس کو گھورا تو اس نے مجھ سے پھر کر کلام کیا تو مجھ کو برا معلوم ہوا کہ وہ مجھ سے پھر کر جواب کرے تو اس نے کہا کہ تو کیوں برا مانتا ہے کہ میں تجھ سے پھر کر جواب کروں پس قسم ہے اللہ کی کہ حضرت ﷺ کی بیویاں تو البتہ آپ ﷺ سے پھر کر جواب کرتی ہیں اور البتہ کوئی ان میں سے تمام دن حضرت ﷺ سے جدا رہتی ہے سو میں اس کی کلام سے غمناک ہوا سو میں نے کہا کہ ناامید ہوئی جس نے یہ کام کیا ساتھ گناہ بڑے کے پھر میں نے اپنے کپڑے پہنے اور حفصہ رضی اللہ عنہا یعنی اپنی بیٹی کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ اے حفصہ رضی اللہ عنہا کیا تم میں سے کوئی حضرت ﷺ کو ناراض کرتی ہے تمام دن رات تک اس نے کہا کہ ہاں میں نے کہا کہ وہ ناامید ہوئی اور ٹوٹے میں پڑی کیا وہ بے وقوف ہے اس سے کہ غضبناک ہو اللہ واسطے غضبناک ہونے رسول ﷺ اپنے کے پس ہلاک ہوئے تو نہ تو تو حضرت ﷺ سے بہت خرچ مانگا کر اور نہ آپ ﷺ سے کسی بات میں پھر کر جواب کیا کر اور نہ آپ ﷺ سے جدا ہوا کر اور جس چیز کی تجھ کو حاجت ہو مجھ سے مانگ لیا کر اور نہ مغرور کرے تجھ کو یہ کہ تیری سوکن تجھ سے بہت خوبصورت ہے اور حضرت ﷺ کے نزدیک پیاری ہے مراد ان کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں یعنی تو عائشہ رضی اللہ عنہا کے حال سے مغرور نہ ہو کہ اگر وہ ناز کی راہ سے کوئی بات کریں اور حضرت ﷺ

فَدَخَلَ مَشْرُبَةً لَّهُ فَاعْتَزَلَ فِيهَا فَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ فَإِذَا هِيَ تَبْكِيْ قُلْتُ مَا يُبْكِيْكِ أَوَلَمْ أَكُنْ حَذَّرْتُكِ أَطَلَّقَكُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَا أَدْرِيْ هُوَ ذَا فِي الْمَشْرُبَةِ فَخَرَجْتُ فَجِئْتُ الْمِنْبَرَ فَإِذَا حَوْلَهُ رَهْطٌ يَّبْكِيْ بَعْضُهُمْ فَجَلَسْتُ مَعَهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا أَجِدُ فَجِئْتُ الْمَشْرُبَةَ الَّتِيْ هُوَ فِيهَا فَقُلْتُ لِغُلَامٍ لَّهُ أَسْوَدَ اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ فَدَخَلَ فَكَلَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَتَ فَانْصَرَفْتُ حَتّٰى جَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِيْنَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا أَجِدُ فَجِئْتُ فَذَكَرَ مِثْلَهُ فَجَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِيْنَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا أَجِدُ فَجِئْتُ الْغُلَامَ فَقُلْتُ اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ فَلَمَّا وَلَّيْتُ مُنْصَرِفًا فَإِذَا الْغُلَامُ يَدْعُوْنِيْ قَالَ أَذِنَ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَإِذَا هُوَ مُضْطَجِعٌ عَلٰى رِمَالِ حَصِيْرٍ لَّيْسَ لَهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فِرَاشٌ قَدْ أَثَّرَ الرِّمَالُ بِجَنْبِهِ مُتَّكِئٌ عَلٰى وِسَادَةٍ مِّنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ قُلْتُ وَأَنَا قَائِمٌ طَلَّقْتَ نِسَآءَكَ فَرَفَعَ بَصَرَهُ إِلَيَّ فَقَالَ لَا ثُمَّ قُلْتُ وَأَنَا قَائِمٌ أَسْتَأْنِسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ رَأَيْتَنِيْ وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَآءَ فَلَمَّا

اس کو اٹھا لیں تو تو بھی ایسا کرے شاید کہ تیری بات سے ناراض ہوں اور ہم آپس میں چرچا کرتے تھے کہ قبیلہ غسان ہماری لڑائی کے واسطے اپنے چوپاؤں کو نعلیں چڑھاتا ہے سو میرا ساتھی اپنی باری کو حضرت ﷺ کے پاس گیا اور عشاء کو پھرا اس نے میرے دروازے کو سخت چوٹ ماری اور کہا کہ کیا وہ سوتا ہے سو میں گھبرایا کہ کیا معاملہ ہے سو میں اس کی طرف نکلا تو اس نے کہا کہ ایک بڑا معاملہ پیدا ہوا میں نے کہا کہ وہ کیا ہے غسان آیا ہے اس نے کہا کہ نہیں بلکہ اس سے بھی بڑا اور دراز تر ہے حضرت ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دی عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ محروم ہوئی حفصہ رضی اللہ عنہا اور ٹوٹے میں پڑی مجھ کو گمان تھا کہ عنقریب یہ معاملہ واقع ہوگا سو میں نے اپنے کپڑے پہنے اور فجر کی نماز حضرت ﷺ کے ساتھ پڑھی تو حضرت ﷺ اپنے بالا خانے میں داخل ہوئے اور اس میں گوشہ پکڑا سو میں حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا تو ناگہاں کیا دیکھتا ہوں کہ وہ روتی ہیں تو میں نے کہا کہ کس چیز نے تجھ کو رولایا ہے کیا میں نے تجھ کو ڈرایا نہیں تھا کیا حضرت ﷺ نے تم کو طلاق دی ہے حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھ کو معلوم نہیں حضرت ﷺ یہ بالا خانے میں ہیں سو میں وہاں سے نکل کر منبر کے پاس آیا تو ناگہاں میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ اس کے گرد بیٹھے ہیں کہ بعض ان میں سے روتے ہیں سو میں ان کے پاس تھوڑا سا بیٹھا پھر رنج اور قلق مجھ پر غالب ہوا تو میں نے آپ ﷺ کے غلام سے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے اجازت مانگ سو وہ اندر گیا اور حضرت ﷺ سے کلام کیا پھر باہر آیا تو کہا کہ میں نے تجھ کو حضرت ﷺ سے ذکر کیا تھا تو آپ ﷺ چپ رہے یعنی آپ ﷺ نے کچھ جواب نہیں دیا

قَدِمْنَا عَلٰى قَوْمٍ تَغْلِبُهُمْ نِسَآؤُهُمْ فَذَكَرَهُ فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قُلْتُ لَوْ رَأَيْتَنِيْ وَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَا يَغُرَّنَّكِ أَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ هِيَ أَوْضَأَ مِنْكِ وَأَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ عَائِشَةَ فَتَبَسَّمَ أُخْرٰى فَجَلَسْتُ حِيْنَ رَأَيْتُهُ تَبَسَّمَ ثُمَّ رَفَعْتُ بَصَرِيْ فِيْ بَيْتِهِ فَوَاللّٰهِ مَا رَأَيْتُ فِيْهِ شَيْئًا يَرُدُّ الْبَصَرَ غَيْرَ أَهَبَةٍ ثَلَاثَةٍ فَقُلْتُ ادْعُ اللّٰهَ فَلْيُوَسِّعْ عَلٰى أُمَّتِكَ فَإِنَّ فَارِسَ وَالرُّوْمَ وُسِّعَ عَلَيْهِمْ وَأُعْطُوا الدُّنْيَا وَهُمْ لَا يَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ أَوَفِيْ شَكٍّ أَنْتَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ أُولٰٓئِكَ قَوْمٌ عُجِّلَتْ لَهُمْ طَيِّبَاتُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اسْتَغْفِرْ لِيْ فَاعْتَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ الْحَدِيْثِ حِيْنَ أَفْشَتْهُ حَفْصَةُ إِلٰى عَائِشَةَ وَكَانَ قَدْ قَالَ مَا أَنَا بِدَاخِلٍ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا مِنْ شِدَّةِ مَوْجِدَتِهِ عَلَيْهِنَّ حِيْنَ عَاتَبَهُ اللّٰهُ فَلَمَّا مَضَتْ تِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ فَبَدَأَ بِهَا فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ إِنَّكَ أَقْسَمْتَ أَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا وَإِنَّا أَصْبَحْنَا لِتِسْعٍ وَعِشْرِيْنَ لَيْلَةً أَعُدُّهَا عَدًّا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ وَكَانَ ذٰلِكَ الشَّهْرُ تِسْعًا

سو میں وہاں سے پھرا یہاں تک کہ میں منبر کے پاس والے لوگوں کے ساتھ بیٹھا پھر مجھ پر غم اور قلق غالب ہوا سو میں آیا اور غلام سے اجازت مانگنے کے واسطے کہا تو ذکر کیا اس نے مثل پہلی بار کی پھر میں منبر کے پاس والوں کے ساتھ آ بیٹھا پھر غم مجھ پر غالب ہوا تو میں نے آ کر غلام سے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے اجازت مانگ تو اس نے پہلی بار کی طرح ذکر کیا یعنی کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ جواب نہیں دیا سو جب میں پیٹھ دے کر چلا تو ناگہاں دیکھا کہ غلام مجھ کو بلاتا ہے اس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ کو اجزت دی سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس داخل ہوا تو ناگہاں میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر لیٹے ہیں اور چٹائی پر کوئی بچھونا نہ تھا تحقیق اثر کیا تھا چٹائی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں تکیہ کرنے والے تھے اوپر تکیہ چمڑے کے کہ بھراؤ اس کا پتے کھجور کا تھا یعنی بجائے روئی کے اس میں کھجور کا پوست بھرا ہو تھا سو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا اور حالانکہ میں کھڑا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آنکھ میری طرف اٹھائی اور فرمایا کہ میں نے طلاق نہیں دی پھر میں نے کہا اور حالانکہ میں کھڑا انس چاہتا تھا یعنی میں دیکھتا تھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غصہ دور ہوا ہے یا میں سوچتا تھا کہ ایسی بات کہوں جس سے معلوم ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے خوش ہیں یا نہیں یا ایسی بات کہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غصہ دور ہو جائے اور دل خوش ہو جائے یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم توجہ فرمائیں تو میں ایک بات کہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ہم قریشی گروہ تھے ہمارا دستور تھا کہ ہم عورتوں پر غالب ہوتے تھے پھر جب ہم انصار کی قوم کے

وَعِشْرِيْنَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَأُنْزِلَتْ آيَةُ التَّخْيِيْرِ فَبَدَأَ بِيْ أَوَّلَ امْرَأَةٍ فَقَالَ إِنِّيْ ذَاكِرٌ لَّكِ أَمْرًا وَلَا عَلَيْكِ أَنْ لَّا تَعْجَلِيْ حَتّٰى تَسْتَأْمِرِيْ أَبَوَيْكِ قَالَتْ قَدْ أَعْلَمُ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُوْنَا يَأْمُرَانِيْ بِفِرَاقِكَ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ قَالَ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿عَظِيْمًا﴾ قُلْتُ أَفِيْ هٰذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ فَإِنِّيْ أُرِيْدُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ ثُمَّ خَيَّرَ نِسَآءَهُ فَقُلْنَ مِثْلَ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ.

پاس آئے جن کی عورتیں مردوں پر غالب ہوتیں تھیں پھر باقی قول کو ذکر کیا یعنی جیسا کہ اوپر گزرا تو حضرت ﷺ نے تبسم فرمایا پھر میں نے کہا کہ اگر حکم ہو تو میں بات کہوں اور میں حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ نہ دھوکے میں ڈالے تجھے یہ کہ تیری ہمسائی یعنی سوکن بہت خوبصورت ہے تجھ سے اور بہت پیاری ہے نزدیک حضرت ﷺ کے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا تو حضرت ﷺ نے دوسری بار پھر تبسم فرمایا سو جب میں نے دیکھا کہ حضرت ﷺ ہنس پڑے تو میں بیٹھ گیا پھر میں نے آپ ﷺ کے گھر میں نظر کی سو قسم ہے اللہ کی کہ نہیں دیکھی میں نے آپ ﷺ کے گھر میں کوئی چیز کہ رد کرے نظر کو یعنی نظر میں آئے سوائے تین کچی کھالوں کے سو میں نے کہا کہ آپ ﷺ دعا کیجیے کہ اللہ آپ ﷺ کی امت پر رزق کی فراخی کرے پس تحقیق روم اور فارس پر رزق کی بہت فراخی ہوئی ہے اور ان کو دنیا کا بہت مال ملا ہے اور وہ اللہ کو نہیں پوجتے اور حضرت ﷺ تکیہ لگائے بیٹھے تھے تو فرمایا کہ کیا تجھ کو شک ہے اے بیٹے خطاب کے! یہ لوگ ہیں کہ جلدی دی گئیں ان کو ستھری چیزیں ان کی دنیا کی زندگی میں تو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ ﷺ میرے واسطے مغفرت کی دعا کیجیے پس گوشہ پکڑا حضرت ﷺ نے واسطے اس حدیث کے جب کہ ظاہر کیا اس کو حفصہ رضی اللہ عنہا نے طرف عائشہ رضی اللہ عنہا کی یعنی اور وہ حدیث یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک دن اپنی لونڈی ماریہ سے حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں صحبت کی اور وہ دن عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کا تھا تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو صحبت کرتے دیکھ لیا تو حضرت ﷺ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ اس بات کو چھپانا اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے

نہ کہنا تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے اس کو عائشہ رضی اللہ عنہا سے ظاہر کیا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس سے بہت رنج ہوا جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے وہ بات عائشہ رضی اللہ عنہا سے ظاہر کر دی تو آپ بہت غضبناک ہوئے اور قسم کھائی کہ ایک مہینہ اپنی بیویوں کے پاس نہ جائیں گے نہایت غضبناک ہونے سے اوپر ان کے جب کہ اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عتاب کیا سو جب انتیس دن گزرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور پہلے اس سے باری شروع کی تو عائشہ رضی اللہ عنہا آپ سے نے کہا کہ یا حضرت! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی تھی کہ ایک مہینہ ہمارے پاس نہ آئیں گے اور ہم نے صبح کی ہے ساتھ انتیس راتوں کے کہ گنتے ہیں ہم ان کو گننا یعنی ابھی انتیس دن ہوئے ہیں مہینہ پورا نہیں ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہینہ کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے اور وہ مہینہ اتفاقاً انتیس دن کا تھا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سو اختیار کی آیت نازل ہوئی یعنی جو سورہ احزاب کے چوتھے رکوع میں ہے کہ اے نبی کہہ دو اپنی عورتوں سے کہ اگر تم چاہتی ہو دنیا کا جینا اور یہاں کی زینت تو آؤ کچھ فائدہ دوں تم کو اور رخصت کروں تم کو اچھی طرح سے اور اگر تم اللہ اور رسول اور آخرت کے گھر کو چاہتی ہو تو اللہ نے تیار کر رکھا ہے واسطے نیک عورتوں کے ثواب بڑا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب عورتوں سے پہلے مجھ سے اختیار کی بات شروع کی سو فرمایا کہ میں تجھ سے ایک بات کہتا ہوں سو تجھ کو اس کے جواب میں جلدی مناسب نہیں یہاں تک کہ تو اپنے ماں باپ سے صلاح لے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ کو معلوم تھا کہ میرے ماں باپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہونے کا حکم نہ کریں گے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی

یایها النبی قل لازواجك...... عظیما تک یعنی جس کے معنی ابھی گزر چکے ہیں میں نے کہا کہ کیا میں اس کام میں ماں باپ سے صلاح لوں یعنی اس میں ماں باپ کی صلاح میں کچھ حاجت نہیں میں اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کو چاہتی ہوں پھر حضرت ﷺ نے تمام بیویوں کو اختیار دیا تو انہوں نے بھی عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح کہا یعنی سب بیویوں نے اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کیا۔

فائدہ: اور مراد ساتھ مشربہ کے اس حدیث میں غرفہ عالیہ ہے یعنی بالا خانہ بلند پس مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ لانے حدیث انس رضی اللہ عنہ کے یہ ہے کہ وہ بالا خانہ بلند تھا اور جب بلند بالا خانہ کا بنانا درست ہے تو پست بالا خانے کا بنانا بطریق اولیٰ جائز ہوگا اور اس حدیث کی پوری شرح کتاب النکاح میں آئے گی۔

۲۲۸۹۔ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ حَدَّثَنَا الْفَزَارِیُّ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيْلِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ آلٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نِّسَآءِهٖ شَهْرًا وَّكَانَتِ انْفَكَّتْ قَدَمُهٗ فَجَلَسَ فِيْ عُلِّيَّةٍ لَّهٗ فَجَآءَ عُمَرُ فَقَالَ أَطَلَّقْتَ نِسَآءَكَ قَالَ لَا وَلٰكِنِّيْ آلَيْتُ مِنْهُنَّ شَهْرًا فَمَكَثَ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ ثُمَّ نَزَلَ فَدَخَلَ عَلٰى نِسَآءِهٖ.

۲۲۸۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنی بیویوں سے ایک مہینہ ایلاء کیا اور آپ ﷺ کا پاؤں ٹوٹ گیا تھا تو حضرت ﷺ اپنے بالا خانے میں جا بیٹھے سو عمر رضی اللہ عنہ آئے تو ان سے کہا کہ کیا آپ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دی ہے حضرت ﷺ نے فرمایا نہیں لیکن میں نے ان سے ایک مہینہ ایلاء کیا ہے تو حضرت ﷺ وہاں انتیس دن ٹھہرے پھر اترے اور اپنی بیویوں کے پاس گئے۔

بَابُ مَنْ عَقَلَ بَعِيْرَهٗ عَلَى الْبَلَاطِ أَوْ بَابِ الْمَسْجِدِ

جو اپنے اونٹ کو بلاط یا مسجد کے دروازے پر باندھے

فائدہ: بلاط وہ پتھر ہیں جو مسجد کے دروازے کے پاس بچھائے ہوئے ہوتے ہیں اور یہ جو کہا کہ او باب المسجد تو یہ اس سے استنباط کیا ہے اور اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف اس چیز کی جو اس کے بعض طریقوں میں آ چکی ہے۔ (فتح)

۲۲۹۰۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَقِيْلٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيُّ قَالَ أَتَيْتُ جَابِرَ

۲۲۹۰۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ مسجد میں داخل ہوئے اور میں بھی آپ ﷺ کے پاس داخل

بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلْتُ إِلَيْهِ وَعَقَلْتُ الْجَمَلَ فِي نَاحِيَةِ الْبَلَاطِ فَقُلْتُ هٰذَا جَمَلُكَ فَخَرَجَ فَجَعَلَ يُطِيْفُ بِالْجَمَلِ قَالَ الثَّمَنُ وَالْجَمَلُ لَكَ.

ہوا اور میں نے اونٹ کو بلاط کے ایک کنارے میں باندھا تو میں نے کہا کہ یہ ہے اونٹ آپ ﷺ کا تو حضرت ﷺ اونٹ کے گرد گھومنے لگے اور فرمایا کہ قیمت اور اونٹ تیرے واسطے ہے۔

فائدہ: اور مراد اس حدیث سے یہ قول ہے کہ میں نے اونٹ کو بلاط کے کنارے میں باندھا اس واسطے کہ اس سے سمجھا جاتا ہے کہ یہ جائز ہے جب کہ اس سے ضرر حاصل نہ ہو اور پوری شرح اس کی کتاب الشروط میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ الْوُقُوْفِ وَالْبَوْلِ عِنْدَ سُبَاطَةِ قَوْمٍ

کسی قوم کی روڑی (کوڑا خانہ) پر کھڑا ہونا اور پیشاب کرنا

۲۲۹۱۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ لَقَدْ أَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا.

۲۲۹۱۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک قوم کی روڑی پر آئے سو کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطہارۃ میں گزر چکی ہے اور جائز ہے پیشاب کرنا روڑی پر اگرچہ کسی خاص قوم کی ہو اس واسطے کہ وہ تیار کی گئی ہے واسطے ڈالنے نجاستوں اور گندگیوں کے۔

بَابُ مَنْ أَخَذَ الْغُصْنَ وَمَا يُؤْذِي النَّاسَ فِي الطَّرِيْقِ فَرَمٰى بِهٖ

جو کوئی اٹھائے کانٹے کی شاخ اور وہ چیز کہ جو ایذا دے لوگوں کو راہ میں اور اس کو راہ سے پھینک دے

۲۲۹۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَّمْشِيْ بِطَرِيْقٍ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيْقِ فَأَخَذَهُ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ.

۲۲۹۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ ایک مرد راہ میں چلا جاتا تھا تو اس نے کانٹے کی شاخ راہ میں پائی سو اس نے اس کو راہ سے علیحدہ کر دیا تو اللہ نے اس کی قدر دانی کی سو اس کو بخش دیا۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ بندگان خدا کو رحمت رسانی اللہ کو نہایت پسند ہے اور ثابت ہوا کہ ادنیٰ نیک کام بھی خالص نیت سے ہوگا تو ہوگا مغفرت کا سبب اور نظر کی جائے اس ترجمہ میں اور جو پہلے تین باب سے گزر چکا ہے اور وہ اماطۃ الاذی ہے اور وہ عام تر ہے اس باب سے واسطے نہ مقید ہونے اس کے کے ساتھ راہ کے اگرچہ مساوی ہیں بیچ فضیلت عموم دور کی گئی چیز کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تھوڑی نیکی سے بہت ثواب حاصل ہوتا ہے اور ابن منیر نے کہا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ باب اس واسطے باندھا ہے تا کہ خیال نہ کیا جائے کہ پھینکنا کانٹے کا شاخ وغیرہ موذی چیزوں کا غیر کے ملک میں دست اندازی ہے بدون اس کی اجازت کے پس منع ہوگا پس مراد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ہے کہ یہ منع نہیں بلکہ مستحب ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا اخْتَلَفُوْا فِي الطَّرِيْقِ الْمِيْتَاءِ وَهِيَ الرَّحْبَةُ تَكُوْنُ بَيْنَ الطَّرِيْقِ ثُمَّ يُرِيْدُ أَهْلُهَا الْبُنْيَانَ فَتُرِكَ مِنْهَا الطَّرِيْقُ سَبْعَةَ أَذْرُعٍ.

جب اختلاف کریں راہ میتا میں اور وہ فراخی ہے جو راہ کے درمیان ہو پھر راہ کے مالک اس میں عمارت بنانی چاہیں تو اس سے راہ کے واسطے سات ہاتھ چوڑی زمین چھوڑی جائے۔

فائدہ: میتا بہت بڑے چوڑے راہ کو کہتے ہیں جس میں لوگوں کی آمد و رفت بہت ہو اور بعض کہتے ہیں کہ وہ فراخ راہ ہے اور یہ پھرنا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے طرف خاص ہونے اس حکم کے ساتھ اس صورت کے کہ اس کو ذکر کیا اور تحقیق موافقت کی ہے اس کی طحاوی نے اوپر اس کے پس کہا کہ نہیں پانے ہم واسطے اس حدیث کے کوئی معنی اول حمل کرنے اس کے سے اوپر اس راہ کے کہ ارادہ کیا جائے ابتداء اس کی یعنی پہلے وہاں راہ نہ ہو بلکہ از سر نو وہاں راہ بنانے کا ارادہ ہو جب کہ اس کی ابتداء کرنے والے اس کی مقدار میں مختلف ہوں مانند اس شہر کی کہ اس کو مسلمان فتح کریں اور اس میں عام آمد و رفت کی راہ نہ ہو اور مثل زمین ویران کی کہ امام وہ زمین کسی کو آباد کرنے کے واسطے دے جب کہ ارادہ کرے وہ کہ اس میں آمد و رفت کے واسطے راہ ٹھہرائے اور مانند اس کی اور بعض کہتے ہیں کہ مراد حدیث سے یہ ہے کہ راہ کے مالک آپس میں کسی چیز پر راضی ہوں تو جائز ہے واسطے ان کے یہ اور اگر جھگڑیں تو سات ہاتھ چوڑا ٹھہرایا جائے اور اسی طرح وہ زمین جو کھیتی کی جاتی ہو کہ جب اس کے مالک اس میں راہ بنانی چاہیں تو ان کو اس کی مقدار میں اختیار ہے اور اسی طرح راہیں جن میں آمد و رفت بہت کم ہو رجوع کیا بیچ اندازے اس کے کے طرف اس چیز کی کہ راضی ہوں اس پر ہمسائے۔ (فتح)

۲۲۹۳۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ خِرِّيْتٍ عَنْ عِكْرِمَةَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

۲۲۹۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ جھگڑا کریں راہ میں ساتھ چوڑائی سات ہاتھ کے۔

قَالَ قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَشَاجَرُوْا فِي الطَّرِيْقِ بِسَبْعَةِ أَذْرُعٍ.

فائدہ: اور ظاہر یہ ہے کہ مراد سات ہاتھ ہاتھ کے آدمی کا ہاتھ ہے پس اعتبار کیا جائے گا یہ ساتھ معتدل کے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد سات ہاتھ ہاتھ کے عمارت کا ہاتھ ہے جو معروف ہے اور طبری نے کہا کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ راہ مشترک کی مقدار سات ہاتھ ٹھہرائی جائے پھر اس کے بعد باقی رکھی جائے زمین واسطے ہر ایک کے شریکوں سے بقدر اس کے کہ فائدہ اٹھائے ساتھ اس کے اور نہ ضرر کرے غیر کو اور حکمت ساتھ سات ہاتھ راہ رکھنے میں یہ ہے کہ اس میں سواریاں اور بوجھ یعنی اونٹ گاڑی وغیرہ بخوبی آ جاسکیں اور سما لے اس چیز کو کہ نہ چارہ ہو ان کو ڈالنے اس کے سے نزدیک دروازوں کے اور ملحق ہے ساتھ عمارت والوں کے وہ شخص کہ خرید وفروخت کے واسطے راہ کے کنارے بیٹھے کہ اگر راہ سات ہاتھ سے زیادہ ہو تو نہ منع کیا جائے اس کو بیٹھنے سے زیادہ راہ میں اور اگر کم ہو تو منع کیا جائے تا کہ راہ آنے جانے والوں پر تنگ نہ ہو۔ (فتح)

بَابُ النُّهْبَى بِغَيْرِ إِذْنِ صَاحِبِهِ وَقَالَ عُبَادَةُ بَايَعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَّا نَنْتَهِبَ.

لوٹنا بغیر اجازت مالک کے اور عبادہ نے کہا کہ ہم نے حضرت ﷺ سے بیعت کی اس پر کہ نہ لوٹیں مال کسی کا یعنی جیسا کہ جاہلیت میں رسم تھی کہ ایک دوسرے کا مال لوٹ لیتے تھے۔

فائدہ: نہی یہ ہے کہ غیر کا مال ظاہرا لے بغیر چوری کے اور غیر کا مال لوٹنا جائز نہیں اور مفہوم ترجمہ کا یہ ہے کہ اگر مالک کی اجازت ہو تو جائز ہے اور محل اس کا مشترک چیز میں ہے مانند کھانے کی کہ کسی قوم کے آگے رکھا جائے تو ان میں سے ہر ایک کو جائز ہے کہ اپنے آگے سے لے اور غیر کے آگے سے نہ کھینچے مگر اس کی رضا مندی سے اور ساتھ اسی طرح کے تفسیر کیا ہے اس کو نخعی وغیرہ نے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ایک جماعت نے کہا کہ جو چیز کہ دلہن دلہا پر نثار کرتے ہیں اس کا لوٹنا مکروہ ہے اس واسطے کہ وہ یا تو اس پر محمول ہے کہ اس کے مالک نے حاضرین کو اس کے لینے کی اجازت دی ہے پس ظاہر اس کا چاہتا ہے کہ اس میں سب کا حصہ برابر ہے اور لوٹ چاہتی ہے برابری کے خلاف کو اور یا اس پر محمول ہے کہ اس نے معلق کیا ہے تملیک کو اوپر اس چیز کے کہ حاصل ہو واسطے ہر ایک کے اور اس کے صحیح ہونے میں اختلاف ہے اور اس کا زیادہ بیان کتاب الشرکۃ میں آئے گا۔ (فتح)

۲۲۹۴۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ الْأَنْصَارِيَّ وَهُوَ جَدُّهُ أَبُوْ أُمِّهِ

۲۲۹۴۔ عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع کیا حضرت ﷺ نے لوٹنے سے اور مثلہ کرنے سے۔

قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النُّهْبٰى وَالْمُثْلَةِ.

فائدہ: مثلہ کہتے ہیں کسی کا ناک کان وغیرہ کاٹنا یہ دونوں امر حرام ہیں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ جو کسی کا مال لوٹے وہ ہم میں سے نہیں یعنی ہمارے طریقے پر نہیں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ لوٹنا حلال نہیں۔ (فتح)

۲۲۹۵۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنَا عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزْنِي الزَّانِي حِيْنَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِيْنَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَا يَسْرِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيْهَا أَبْصَارَهُمْ حِيْنَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّعَنْ سَعِيْدٍ وَّأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ إِلَّا النُّهْبَةَ. قَالَ الْفِرَبْرِيُّ وَجَدْتُ بِخَطِّ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ أَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تَفْسِيْرُهُ أَنْ يُّنْزَعَ مِنْهُ نُوْرُ الْإِيْمَانِ.

۲۲۹۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں زنا کرتا کوئی جب کہ زنا کرتا ہے اور حالانکہ وہ ایماندار ہو اور نہیں پیتا شراب کو جب کہ پیتا ہے اور حالانکہ وہ ایماندار ہو اور نہیں چوری کرتا ہے جب کہ وہ چوری کرتا ہے حالانکہ وہ ایماندار ہو اور نہیں لوٹتا کوئی چیز کہ اس میں لوگ اس کی طرف آنکھیں اُٹھائیں جب کہ وہ اس کو لوٹتا ہے اور حالانکہ وہ ایماندار ہو یعنی اس میں زنا اور شراب خوری اور چوری اور لوٹنے کی حالت میں ایمان نہیں ہوتا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر میں کہا کہ کھینچا جاتا ہے اس سے نور ایمان کا۔

فائدہ: اور سمجھی جاتی ہے اس حدیث سے تقیید اس کی ساتھ اجازت کے جیسا کہ اس کو ترجمہ میں مقید کیا ہے اس واسطے کہ اٹھانا آنکھ کا طرف لوٹنے والے کی عادت میں نہیں ہوتا مگر وقت نہ ہونے اجازت کے اور پوری شرح اس کی کتاب الحدود میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ كَسْرِ الصَّلِيْبِ وَقَتْلِ الْخِنْزِيْرِ.

توڑنا صلیب کا اور قتل کرنا خنزیر کا۔

۲۲۹۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ

۲۲۹۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قائم ہو گی قیامت یہاں تک کہ اترے تم میں عیسیٰ علیہ السلام مریم علیہا السلام کے بیٹے حکم عادل ہو کر سو توڑیں گے

عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَنْزِلَ فِيْكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ وَيَفِيْضَ الْمَالُ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهٗ أَحَدٌ.

صلیب اور قتل کریں گے سور کو اور موقوف کریں گے جزیہ کو اور کثرت سے پھیل پڑے گا مال یہاں تک کہ کوئی اس کو قبول نہ کرے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الانبیاء میں آئے گی اور کتاب البیوع میں گزر چکی ہے اور اس کے یہاں لانے میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ جو سور کو مار ڈالے یا صلیب کو توڑ ڈالے تو وہ اس کا ضامن نہیں ہوتا یعنی اس کا بدلہ اس پر نہیں آتا اس واسطے کہ اس نے مامور یہ کام کیا ہے اور حضرت ﷺ نے خبر دی کہ عنقریب ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس کو کریں گے اور جب اتریں گے تو ہمارے حضرت ﷺ کی شرع کا برقرار رکھیں گے جیسا کہ اس کی تقریر آئندہ آئے گی اگر چاہا اللہ نے اور نہیں پوشیدہ ہے کہ صلیب کا توڑنا اس وقت جائز ہے جب کہ ہو ساتھ لڑنے والے کافروں کے یا ذمی کافر کے (یعنی جو کافر مطیع اسلام ہو کر جزیہ دینا قبول کرے اور امام اس کو پناہ دے) جب کہ تجاوز کرے اس حد سے جس پر عہد واقع ہوا اور جب نہ تجاوز کرے اور مسلمان اس کو توڑ ڈالے تو ہوگا تعدی کرنے والا اس واسطے کہ وہ اسی واسطے جزیہ ادا کرتے ہیں کہ ان کو اس پر برقرار رکھا جائے اور یہی بھید ہے اس میں بیچ توڑنے عیسیٰ علیہ السلام کے جب صلیب کو اس واسطے کہ وہ جزیہ کو قبول نہ کریں گے اور یہ عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے ہماری شرع کے واسطے نسخ نہیں بلکہ ناسخ ہماری ہی شرع ہے اوپر زبان نبی ہمارے کے واسطے خبر دینے حضرت ﷺ کے ساتھ اس کے اور برقرار رکھنے اس کے کے۔ (فتح) اور صلیب سولی کی صورت کو کہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ نصاریٰ اس شکل کی بڑی تعظیم کرتے ہیں اس واسطے کہ ان کے گمان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سولی پر مارے گئے ہر چند ابھی نصاریٰ سے جزیہ لینا درست ہے لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے وقت میں نصاریٰ سے جزیہ قبول نہ کریں گے اگر وہ ایمان نہ لائیں گے تو ان کو قتل کریں گے۔

بَابُ هَلْ تُكْسَرُ الدِّنَانُ الَّتِيْ فِيْهَا الْخَمْرُ أَوْ تُخَرَّقُ الزِّقَاقُ

کیا توڑے جائیں برتن شراب کے اور پھاڑی جائیں مشکیں

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا کچھ حکم بیان نہیں کیا اس واسطے کہ معتبر اس میں تفصیل ہے پس اگر برتن اس قسم کے ہوں کہ ان میں سے شراب کو پھینکا جا سکتا ہو اور دھونے سے پاک ہو سکتے ہوں اور کام میں آ سکتے ہوں تو ان کا تلف کرنا درست نہیں اور گویا کہ اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے طرف توڑنے برتنوں کے طرف اس حدیث کی جو ترمذی نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ یا حضرت ﷺ خریدی تھی میں نے شراب واسطے یتیموں کے جو

میری پرورش میں ہیں فرمایا پھینک دے شراب کو اور توڑ دے شراب کے برتن کو اور اشارہ کیا ساتھ پھاڑنے مشکوں کے طرف اس حدیث کی جو احمد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چھری لے اور اس کے ساتھ بازار کی طرف نکلے اور اس میں شراب کی مشکیں تھیں جو شام سے لائیں گئی تھیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چھری سے سب مشکیں پھاڑ ڈالیں پس اشارہ کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے طرف اس کی کہ اگر یہ دونوں حدیثیں ثابت ہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو شراب کے برتن توڑنے اور مشکیں پھاڑنے کا اس واسطے حکم کیا تھا کہ ان کے مالکوں کو سزا ہو نہیں تو پاک کرنے کے بعد ان کو کام میں لانا ممکن ہے جیسا کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث سلمہ رضی اللہ عنہا کی جو پہلی حدیث کے باب میں ہے۔ (فتح)

فَإِنْ كَسَرَ صَنَمًا أَوْ صَلِيبًا أَوْ طُنْبُوْرًا أَوْ مَا لَا يُنتَفَعُ بِخَشَبِهٖ وَأُتِيَ شُرَيْحٌ فِيْ طُنْبُوْرٍ كُسِرَ فَلَمْ يَقْضِ فِيْهِ بِشَيْءٍ.

پس اگر توڑے بت کو یا صلیب کو یا طنبور کو یا اس چیز کو کہ اس کی لکڑی میں کام نہیں آتی ایک مرد نے دوسرے کا طنبور توڑ ڈالا تو وہ اس کو شریح قاضی کے پاس پکڑ لایا تو نہ حکم کیا اس نے بیچ اس کے ساتھ کسی چیز کے یعنی اس کو اس کا بدلہ کچھ نہ دلایا۔

فائدہ: یعنی تو کیا توڑنے اس کے سے ضامن ہوتا ہے یا نہیں یعنی اس کا بدلہ اس پر آتا ہے یا نہیں اور طنبور ایک آلہ معروف ہے ناچ رنگ کے آلات سے۔ (فتح)

۲۲۹۷۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مُخَلَّدٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى نِيْرَانًا تُوْقَدُ يَوْمَ خَيْبَرَ قَالَ عَلٰى مَا تُوْقَدُ هٰذِهِ النِّيْرَانُ قَالُوْا عَلَى الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ قَالَ اكْسِرُوْهَا وَأَهْرِقُوْهَا قَالُوْا أَلَا نُهَرِيْقُهَا وَنَغْسِلُهَا قَالَ اغْسِلُوْا قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ كَانَ ابْنُ أَبِيْ أُوَيْسٍ يَقُوْلُ الْحُمُرِ الْأَنَسِيَّةِ بِنَصْبِ الْأَلِفِ وَالنُّوْنِ.

۲۲۹۷۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کے دن آگ جلتی دیکھی فرمایا کہ یہ آگ کس چیز پر جلتی ہے یعنی اس سے کیا پکاتے ہیں لوگوں نے کہا کہ گدھوں گھر کے پلے ہوؤں پر یعنی گدھوں کا گوشت پکاتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیگوں کو توڑ ڈالو اور گوشت کو پھینک دو لوگوں نے کہا کہ کیا ہم گوشت کو پھینک کر ان کو دھو نہ لیں فرمایا ان کو دھو ڈالو۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الذبائح میں آئے گی اگر چاہا اللہ نے اور وہ موافق ہے اس چیز کو جس کی طرف میں نے ترجمہ میں اشارہ کیا تفصیل سے ابن جوزی نے کہا کہ مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جھڑکنا ہے ان کو بیچ پکانے

ان کے کے اس چیز کو جس کا کھانا منع ہے پھر جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ ان کا اعتقاد مضبوط ہے تو صرف دھونے پر کفایت کیا اور اس میں رد ہے اس پر جو گمان کرتا ہے کہ گدھوں کے برتن پاک نہیں ہو سکتے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے ان کے دھو ڈالنے کی اجازت دی تو معلوم ہوا کہ ان کو پاک کرنا ممکن ہے۔(فتح)

۲۲۹۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ وَحَوْلَ الْكَعْبَةِ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَّسِتُّوْنَ نُصُبًا فَجَعَلَ يَطْعُنُهَا بِعُوْدٍ فِيْ يَدِهٖ وَجَعَلَ يَقُوْلُ ﴿جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ﴾ الْآيَةَ.

۲۲۹۸۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے میں داخل ہوئے یعنی فتح کے دن اور نہ کعبہ کے گرد تین سو ساٹھ بت تھے سو ان کو اپنے ہاتھ کی لکڑی سے ٹھوکر مارنے لگے اور فرمانے لگے کہ آیا حق اور نکل بھاگا جھوٹ آخر آیت تک۔

فائدہ: طبری نے کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے توڑنا آلات اور سازوں باطل کا اور اس چیز کا کہ نہیں صلاحیت رکھتی مگر باطل میں یہاں تک کہ اس کی مشکل دور ہو جائے اور اس کے اصل سے فائدہ اٹھایا جائے۔(فتح)

۲۲۹۹۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا كَانَتْ اتَّخَذَتْ عَلٰى سَهْوَةٍ لَّهَا سِتْرًا فِيْهِ تَمَاثِيْلُ فَهَتَكَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَّخَذَتْ مِنْهُ نُمْرُقَتَيْنِ فَكَانَتَا فِي الْبَيْتِ يَجْلِسُ عَلَيْهِمَا.

۲۲۹۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے طاقچہ / روشن دان پر پردہ ڈالا کہ اس میں تصویریں تھیں سو حضرت ﷺ نے اس کو پھاڑ ڈالا یعنی آپ ﷺ نے اس کو کھینچا پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو پھاڑ ڈالا پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے دو تکیے بنائے سو وہ دونوں گھر میں تھے حضرت ﷺ ان پر تکیہ لگا کر بیٹھتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب اللباس میں آئے گی اور اس حدیث میں اور اس حدیث میں کہ جس گھر میں تصویریں ہوں وہاں فرشتے داخل نہیں ہوتے تطبیق آگے آئے گی۔(فتح)

بَابُ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ.

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو اپنے مال کو بچانے کے سبب سے مارا جائے

فائدہ: یعنی اس کا کیا حکم ہے؟ دون اصل میں ظرف مکان ہے ساتھ معنی تحت کے اور مجازاً سببیت کے معنی میں مستعمل ہوتی ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ جو اپنے مال کے سبب سے اکثر اوقات لڑتا ہے تو سوائے اس کے نہیں کہ اپنے مال کو اپنے پیچھے یا نیچے کر لیتا ہے پھر لڑتا ہے۔(فتح)

۲۳۰۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ هُوَ ابْنُ أَبِیْ أَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِیْ أَبُو الْأَسْوَدِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ.

۲۳۰۰۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جو اپنے مال کے آگے یعنی اپنے مال کو بچانے کے سبب سے مارا جائے تو وہ شہید ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں یہ لفظ ہے کہ جو اپنے مال کے آگے مظلوم مارا جائے تو اس کے واسطے بہشت ہے اور ایک روایت میں ہے کی جس کا مال ظلم سے چھینا جائے اور وہ اس کے بچانے کے سبب سے مارا جائے تو وہ شہید ہے اور ایک روایت میں اہل اور خون اور دین کا ذکر آیا ہے امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے قتل کرنا اس شخص کا جو ناحق مال چھیننے کا قصد کرے برابر ہے کہ مال تھوڑا ہو یا بہت اور یہی ہے قول جمہور کا اور اختلاف کیا ہے اس نے جس نے کہا کہ اس کو مار ڈالنا واجب ہے اور بعض مالکیہ کہتے ہیں کہ جب کوئی خفیف چیز طلب کرے تو جائز نہیں قرطبی نے کہا کہ سبب خلاف کا نزدیک ہمارے یہ ہے کہ کیا اذن بیچ اس کے یعنی اس کے مار ڈالنے کی اجازت دینی تغییر منکر کے باب سے ہے نہیں جدا ہوگا حال درمیان قلیل اور کثیر کے یا دفع ضرر کے باب سے ہے پس مختلف ہوگا حال اور ابن منذر نے شافعی رحمہ اللہ سے حکایت کی ہے کہ اگر کسی کے پاس مال یا جان یا اہل کا ارادہ کیا جائے تو اس کو اختیار ہے کہ اس سے کلام کرے یا استغاثہ کرے پس اگر منع کیا جائے یا خود باز رہے تو اس کو اس سے لڑنا جائز نہیں نہیں تو اس کو جائز ہے کہ اس کو دفع کرے اگرچہ اس کے مار ڈالنے تک نوبت پہنچے اور نہیں ہے اس پر دیت اور نہ قصاص اور نہ کفارہ لیکن اس کو جان بوجھ کر اس کا مار ڈالنا جائز نہیں ہے اور ابن منذر نے کہا کہ جس پر اہل علم ہیں وہ یہ ہے کہ جائز ہے واسطے مرد کے یہ کہ دفع کرے اس چیز سے کہ مذکور ہوئی جب کہ بطور ظلم کے اس سے ارادہ کی جائے بغیر تفصیل کے مگر سب علماء حدیث کا یہ مذہب ہے کہ بادشاہ اس سے مستثنیٰ ہے یعنی اگر وہ کسی کا مال ناحق چھیننے کا ارادہ کرے تو اس سے لڑنا درست نہیں واسطے حدیثوں کے کہ وارد ہیں ساتھ امر صبر کرنے کے اوپر ظلم اس کے کے اور چھوڑنے قیام کے اوپر اس کے اور فرق کیا ہے اوزاعی رحمہ اللہ نے درمیان اس حال کے کہ لوگوں کے واسطے اس میں جماعت اور امام ہے پس حمل کیا حدیث کو اوپر اس کے یعنی یہ حدیث اس

حالت پر محمول ہے اور لیکن اختلاف اور جدائی کی حالت میں پس اس میں کسی سے نہ لڑے اور رد کرتی ہے اوپر اس کے جو مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں واقع ہے اس لفظ سے کہ بھلا بتلاؤ تو کہ اگر کوئی مرد آ کر میرے مال کے چھیننے کا ارادہ کرے تو میں کیا کروں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو نہ دے اس نے کہا کہ بھلا بتلاؤ تو کہ اگر وہ مجھ سے لڑے تو پھر کیا کروں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو مار ڈال اس نے کہا کہ بھلا بتلاؤ تو کہ اگر وہ مجھ کو مار ڈالے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو شہید ہوگا اور اگر تو اس کو مار ڈالے تو وہ دوزخ میں جائے گا ابن بطال نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے تو اس ترجمہ کو ان بابوں میں اس واسطے داخل کیا تا کہ بیان کرے کہ جائز ہے واسطے انسان کے یہ کہ دفع کرے اپنی جان سے اور مال سے اور نہیں ہے کوئی چیز اوپر اس کے اس واسطے کہ جب وہ اس میں مارا جائے تو شہید ہوگا اور جب کہ اس کو مار ڈالے تو نہ تو اس پر قصاص ہے اور نہ دیت۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا كَسَرَ قَصْعَةً أَوْ شَيْئًا لِغَيْرِهٖ — جب کسی کی رکابی (پیالہ) یا کوئی چیز توڑے

فائدہ: یعنی تو اس کی مثل کا ضامن ہوتا ہے یا قیمت کا یعنی رکابی (پیالہ) کی مانند رکابی دینی آتی ہے یا اس کی قیمت۔ (فتح)

۲۳۰۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَآئِهٖ فَأَرْسَلَتْ إِحْدٰى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ مَعَ خَادِمٍ بِقَصْعَةٍ فِيْهَا طَعَامٌ فَضَرَبَتْ بِيَدِهَا فَكَسَرَتِ الْقَصْعَةَ فَضَمَّهَا وَجَعَلَ فِيْهَا الطَّعَامَ وَقَالَ كُلُوْا وَحَبَسَ الرَّسُوْلَ وَالْقَصْعَةَ حَتّٰى فَرَغُوْا فَدَفَعَ الْقَصْعَةَ الصَّحِيْحَةَ وَحَبَسَ الْمَكْسُوْرَةَ وَقَالَ ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوْبَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۳۰۱۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض بیویوں کے پاس تھے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تو بیویوں میں سے ایک یعنی زینب رضی اللہ عنہا نے خادم کے ہاتھ کھانے کی ایک رکابی (پیالہ) بھیجی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے خادم کے ہاتھ کو ہاتھ مارا اور رکابی (پیالہ) کو توڑ ڈالا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جوڑا اور اس میں کھانے کو اکٹھا کیا اور فرمایا کہ کھاؤ تمہاری ماں کو غیرت آئی اور روک رکھا خادم کو اور رکابی کو یہاں تک کہ کھانے سے فارغ ہوئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت رکابی (پیالہ) اس کو دی اور ٹوٹی ہوئی رکھ لی۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ آیا ہے کہ برتن مانند برتن کے اور کھانا مانند کھانے کی ابن بطال نے کہا کہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے شافعی رحمہ اللہ نے اور کوفیوں نے اس شخص کے حق میں جو کسی کا اسباب یا حیوان ہلاک کر

ڈالے پس واجب ہے اوپر اس کے مثل اس چیز کی کہ اس نے ہلاک کی کہتے ہیں کہ نہ حکم کیا جائے ساتھ قیمت کے مگر وقت نہ مثل ہونے کے اور یہی ہے مشہور نزدیک ان کے اور امام مالک کا مذہب یہ ہے کہ واجب ہے اس پر قیمت مطلق یعنی خواہ اس کی مثل موجود ہو یا نہ ہو اور ایک روایت میں اس سے مثل اول کی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جس کو آدمی بنائے پس مثل ہے اور لیکن حیوان پس قیمت ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اگر ماپنے یا تولنے کی چیز ہو تو واجب ہے قیمت نہیں تو واجب ہے مثل اور یہی ہے نزدیک ان کے اور ابن بطال نے جو شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو مطلق بیان کیا ہے تو اس میں نظر ہے اس واسطے کہ وہ تو صرف مثل کا اس وقت حکم کرتا ہے جب کہ چیز کہ سب اجزاء مشابہ ہوں اور رکابی (پیالہ) پس وہ قیمت والی چیزوں سے ہے واسطے مختلف ہونے جزوں اس کی کے اور جواب اس استدلال کا یہ ہے کہ جو حکایت کی ہے بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ وہ دونور کا بیان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تھیں دونوں بیویوں کے گھر میں پس سزا دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توڑنے والی کو ساتھ اس طور کے کہ ٹوٹی ہوئی رکابی کو اس کے گھر میں رکھا اور ثابت رکابی (پیالہ) اس کی مصاحبہ کو دی اور نہ تھی یہ تضمین یعنی یہ بدلہ نہیں تھا اور برتقدیر اس کے کہ وہ دونور کا بیان دونوں بیویوں کی تھیں تو احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دونوں کے درمیان اصلاح اور درستی کو دیکھا ہو پس وہ دونوں اس کے ساتھ راضی ہوئیں اور احتمال ہے کہ یہ حکم اس وقت تھا جب کہ مال کے ساتھ بدلہ لیا جاتا تھا جیسا کہ پہلے گزرا پس توڑنے والی کو سزا دی ساتھ اس کے کہ اس کی رکابی دوسری کو دی میں کہتا ہوں کہ بعید کرتی ہے اس توجیہ کو تصریح ساتھ اس قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ برتن مانند برتن کے اور پہلی توجیہ پس رد کرتا ہے اس کو یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابن ابی حاتم کی روایت میں کہ جو کوئی چیز توڑے تو وہ واسطے اس کے ہے اور اوپر اس کے ہے مانند اس کی اور دارقطنی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے پس یہ فیصلہ ہوا اور یہ تقاضا کرتا ہے کہ ہو یہ حکم عام واسطے ہر شخص کے کہ اس کو ایسا معاملہ واقع ہو اور باقی رہے گا دعویٰ اس کا جو اس کے قائل ہونے کا یہ عذر بیان کرتا ہے کہ وہ ایک معین واقعہ ہے اس کے واسطے عموم نہیں لیکن محل اس کو وہ ہے جب کہ ٹوٹے ہوئے کو فاسد کر ڈالے اور اوپر جب کہ ٹوٹنا خفیف ہو کہ اس کو درست کرنا ممکن ہو تو قصور کرنے والے پر دیت اس کی ہے اور اوپر مسئلہ کھانے کا پس وہ محتمل ہے کہ ہو باب معونت اور اصلاح سے سوائے پکا کرنے حکم کے ساتھ وجوب مثل کے بیچ اس کے یعنی کھانے کے اس واسطے کہ اس کی کوئی مثل معلوم نہیں اور حدیث کے طریقوں سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کھانے مختلف تھے واللہ اعلم اور حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے حنفیہ نے واسطے قول اپنے کے کہ جب چیز منصوبہ کی ذات متغیر ہو جائے ساتھ فعل غاصب کے یہاں تک کہ اس کا نام دور ہو جائے اور اس کو نفع بڑا ہو تو اصلی مالک کی ملک اس سے دور ہو جاتی ہے اور غاصب اس کا مالک ہو جاتا ہے اور واجب آتا ہے اس پر بدلہ اس کا اور اس استدلال میں شبہ ہے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا هَدَمَ حَآئِطًا فَلْيَبْنِ مِثْلَهُ

جب کسی کی دیوار گرائے تو چاہیے کہ اس کی مانند بنائے

فائدہ: یعنی برخلاف اس کے جو مالکیہ وغیرہ نے کہا ہے کہ اس کو اس کی قیمت لازم ہے۔ (فتح)

۲۲۰۲۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ رَجُلٌ فِيْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ يُقَالُ لَهُ جُرَيْجٌ يُصَلِّيْ فَجَآئَتْهُ أُمُّهُ فَدَعَتْهُ فَأَبٰى أَنْ يُجِيْبَهَا فَقَالَ أُجِيْبُهَا أَوْ أُصَلِّيْ ثُمَّ أَتَتْهُ فَقَالَتِ اللّٰهُمَّ لَا تُمِتْهُ حَتّٰى تُرِيَهُ وُجُوْهَ الْمُوْمِسَاتِ وَكَانَ جُرَيْجٌ فِيْ صَوْمَعَتِهٖ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ لَأَفْتِنَنَّ جُرَيْجًا فَتَعَرَّضَتْ لَهُ فَكَلَّمَتْهُ فَأَبٰى فَأَتَتْ رَاعِيًا فَأَمْكَنَتْهُ مِنْ نَفْسِهَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا فَقَالَتْ هُوَ مِنْ جُرَيْجٍ فَأَتَوْهُ وَكَسَرُوْا صَوْمَعَتَهُ فَأَنْزَلُوْهُ وَسَبُّوْهُ فَتَوَضَّأَ وَصَلّٰى ثُمَّ أَتَى الْغُلَامَ فَقَالَ مَنْ أَبُوْكَ يَا غُلَامُ قَالَ الرَّاعِيْ قَالُوْا نَبْنِيْ صَوْمَعَتَكَ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ لَا إِلَّا مِنْ طِيْنٍ.

۲۲۰۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک مرد تھا کہ اس کا نام جریج تھا وہ نماز پڑھتا تھا سو اس کی ماں اس کے پاس آئی اور اس کو بلایا تو اس نے جواب دینے سے انکار کیا پس کہا کہ کیا میں ماں کو جواب دوں یا نماز پڑھوں اور وہ دوسرے اور تیسرے دن پھر آئی تو بھی اس نے جواب نہ دیا تو اس کی ماں نے یوں کہا یعنی دعا کی کہ الٰہی اس کو مت مارنا یہاں تک کہ تو اس کو حرام کار عورتوں کا منہ دکھائے اور جریج اپنے عبادت خانے میں تھا تو ایک عورت نے کہا کہ میں البتہ جریج کو مصیبت میں گرفتار کروں گی سو وہ عورت اس کے سامنے آئی اور اس نے کلام کیا تو جریج نے اس کا کہنا نہ مانا تو پھر وہ ایک چرواہے کے پاس آئی اور اس کو اپنی جان پر قادر کیا پھر اس نے ایک لڑکا جنا تو اس نے کہا کہ یہ جریج کے نطفے سے ہے تو لوگ جریج کے پاس آئے اور اس کا عبادت خانہ توڑ ڈالا اور اس کو وہاں سے اتارا اور اس کو برا کہا تو جریج نے وضو کیا اور نماز پڑھی اور پھر لڑکے کے پاس آیا اور کہا کہ اے لڑکے تیرا باپ کون ہے؟ تو اس نے کہا کہ چرواہا پھر لوگوں نے جریج کو کہا کہ کیا ہم تیرا عبادت خانہ سونے سے بنا دیں تو اس نے کہا نہیں مگر مٹی سے بنا دو۔

فائدہ: اور جگہ ترجمہ کی اس حدیث سے یہی قول ہے کہ انہوں نے کہا کہ کیا ہم تجھ کو سونے کا عبادت خانہ نہ بنا دیں؟ تو اس نے کہا کہ نہیں مگر مٹی کا بنا دو اور اس سے پہلے کہا کہ اس نے عبادت خانے کو توڑ ڈالا تھا اور وجہ حجت کی ساتھ اس کے اس وجہ سے ہے کہ پہلے نبیوں کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے جب کہ نہ آئے ہماری شرع میں

وہ چیز کہ اس کے مخالف ہو جیسا کہ کئی بار گزرا لیکن جریج کے قصے سے ترجمہ کے واسطے استدلال کرنے میں شبہ ہے اس واسطے کہ انہوں نے وہ چیز اس کے پیش کی جو بالاتفاق ان کو لازم نہیں یعنی سونے کا عبادت خانہ اور نہ جواب دیا جریج نے ان کو مگر اس قول کے ساتھ کہ نہیں مگر مٹی سے سو اشارہ کیا جیسا کہ آگے تھا اسی طرح بنا دو ابن منیر نے کہا کہ نہیں خلاف ہے اس میں کہ اگر ڈھانے والا اس کے بنانے کا التزام کرے اور اس کا مالک اس کے ساتھ راضی ہو تو جائز ہے اور پھر کہا کہ احتمال ہے کہ یہ جائز نہ ہو مالک کے قاعدے پر اس واسطے کہ فسخ کیا اس نے اس چیز کو کہ واجب تھی بالفعل اور وہ قیمت ہے طرف اس چیز کی کہ وہ متاخر ہے اور وہ اس کی عمارت ہے۔ (فتح)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الشَّرِكَةِ — کتاب ہے شرکت کے بیان میں

بَابُ الشَّرِكَةِ فِي الطَّعَامِ وَالنَّهْدِ وَالْعُرُوضِ وَكَيْفَ قِسْمَةُ مَا يُكَالُ وَيُوزَنُ مُجَازَفَةً أَوْ قَبْضَةً قَبْضَةً لِمَا لَمْ يَرَ الْمُسْلِمُونَ فِي النَّهْدِ بَأْسًا أَنْ يَأْكُلَ هٰذَا بَعْضًا وَهٰذَا بَعْضًا وَكَذٰلِكَ مُجَازَفَةُ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْقِرَانُ فِي التَّمْرِ.

باب ہے شرکت کا کھانے میں اور خرچ سفر میں اور اسبابوں میں اور کس طرح بانٹنا اس چیز کا کہ ماپی جاتی ہے اور تولی جاتی ہے اندازے سے یا مٹھی مٹھی واسطے دلیل اس چیز کے کہ نہیں دیکھا مسلمانوں نے خرچ سفر کے ملانے میں ڈر کہ کچھ یہ کھائے اور کچھ وہ کھائے اور اسی طرح تقسیم کرنا سونے اور چاندی کا اور جوڑنے کھجور کا

فائدہ: شرکت کے معنی شرع میں یہ ہیں کہ دو یا زیادہ آدمی اختیار سے اپنے مال کو ملا دیں واسطے حاصل کرنے نفع کے اور کبھی حاصل ہوتی ہے شرکت بغیر قصد کے مانند مال وراثت کے (اور نہد کہتے ہیں کہ اس کو کہ چند آدمی سفر میں اپنے خرچ کو آپس میں ملا لیں اور یہ کہ جو کہا کہ کس طرح ہے قسمت...... الخ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ کیا جائز ہے بانٹنا اس کھانے اور خرچ کا یعنی بعد ملانے کے) اندازے سے یا ماپنے کی چیز کو ماپا جائے اور تولنے کی چیز کو تولا جائے اور اشارہ کیا طرف اس کی ساتھ قول اپنے کے مجازفۃ او قبضۃ قبضۃ یعنی برابر اور یہ جو کہا کہ واسطے اس چیز کے کہ نہیں دیکھا اس میں مسلمانوں نے کچھ ڈر تو یہ اشارہ ہے طرف حدیثوں باب کی اور وارد ہوئی اس میں ترغیب چنانچہ فرمایا کہ اپنے سفر کا خرچ نکالو کہ اس میں بہت برکت ہوتی ہے اور وہ بہت اچھی عادت ہے اور یہ جو کہا کہ اسی طرح ہے اندازہ سونے کا ساتھ چاندی کے تو گویا کہ اس نے لاحق کیا ہے نقد کو ساتھ اسباب کے واسطے علت جامع کے کہ ان کے درمیان ہے اور وہ مالیت ہے لیکن یہ تو صرف تمام ہوگا بیچ قسمت سونے کے ساتھ چاندی کے اوپر بانٹنا صرف سونے کا یا چاندی کا اندازے سے جس جگہ کہ واقع ہو اشتراک استحقاق میں تو یہ بالا جماع جائز نہیں یہ بات ابن بطال نے کہی ہے اور ابن منیر نے کہا کہ شرط کی مالک نے اس کے منع ہونے میں یہ کہ ہو

سونا چاندی سکے والا اور ہو معاملہ بیچ اس کے ساتھ گنتی کے اس بنا پر پس جائز ہے بیچنا اس چیز کا جو سوائے اس کے ہے اندازے سے اور اصول چاہتا ہے کہ منع ہو اور ظاہر کلام امام بخاری رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ وہ جائز ہے اور ممکن ہے یہ کہ دلیل پکڑی جائے واسطے اس کے ساتھ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے بیچ مال بحرین کے اور جواب اس دلیل کا یہ ہے کہ بانٹنا عطاء اور بخشش کا حقیقت میں قسمت نہیں اس واسطے کہ وہ جدا کرنے سے پہلے لینے والوں کے ملک نہیں اور جو کہا کہ قران تمر میں تو یہ اشارہ ہے طرف حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کی جو مظالم میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

۲۳۰۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا قِبَلَ السَّاحِلِ فَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ وَهُمْ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَّأَنَا فِيْهِمْ فَخَرَجْنَا حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ فَنِيَ الزَّادُ فَأَمَرَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بِأَزْوَادِ ذٰلِكَ الْجَيْشِ فَجُمِعَ ذٰلِكَ كُلُّهُ فَكَانَ مِزْوَدَيْ تَمْرٍ فَكَانَ يُقَوِّتُنَا كُلَّ يَوْمٍ قَلِيْلًا قَلِيْلًا حَتّٰى فَنِيَ فَلَمْ يَكُنْ يُصِيْبُنَا إِلَّا تَمْرَةٌ تَمْرَةٌ فَقُلْتُ وَمَا تُغْنِيْ تَمْرَةٌ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا حِيْنَ فَنِيَتْ قَالَ ثُمَّ انْتَهَيْنَا إِلَى الْبَحْرِ فَإِذَا حُوْتٌ مِثْلُ الظَّرِبِ فَأَكَلَ مِنْهُ ذٰلِكَ الْجَيْشُ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ لَيْلَةً ثُمَّ أَمَرَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بِضِلَعَيْنِ مِنْ أَضْلَاعِهِ فَنُصِبَا ثُمَّ أَمَرَ بِرَاحِلَةٍ فَرُحِلَتْ ثُمَّ مَرَّتْ تَحْتَهُمَا فَلَمْ تُصِبْهُمَا.

۲۳۰۳۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سمندر کے کنارے کی طرف ایک لشکر بھیجا اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو ان پر سردار کیا اور وہ تین سو آدمی تھے اور میں بھی ان میں تھا سو ہم نکلے یہاں تک کہ ہم کچھ راہ میں پہنچے تو خرچ سفر کم ہوا تو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے لشکر کے خرچ جمع کرنے کا حکم کیا تو سب خرچ جمع کیا گیا پس تھا مزود (توشہ دان) کھجور کا اور تھے قوت دیتے ہم کو ہر دن تھوڑا تھوڑا یہاں تک کہ خرچ تمام ہوا سو نہ پہنچتی ہم کو مگر ایک ایک کھجور میں نے کہا کہ ایک کھجور تم کو کیا کام آتی ہو گی اس نے کہا کہ جب خرچ تمام ہوا تو ہم نے اس کو بھی نہ پایا پھر ہم سمندر کے پاس پہنچے تو ناگہاں ہم نے دیکھی کہ ایک مچھلی ہے مثل ظرب کے سو اس لشکر نے اس سے اٹھارہ دن کھایا پھر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کے دو پسلیوں کے کھڑا کرنے کا حکم کیا سو وہ کھڑی کی گئیں پھر ایک سواری کے تیار کرنے کا حکم کیا سو تیار کی گئی پھر وہ ان کے تلے سے گزر گئے اور ان کو نہ پہنچے۔

فائدہ: اور موافق باب کے یہ قول اس کا ہے کہ حکم کیا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ساتھ جمع کرنے خرچ لشکر کے پس جمع کیا گیا اور داؤدی نے کہا کہ نہ تو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اندازہ کرنے کا ذکر ہے اور نہ اس سے پچھلے میں اس واسطے کہ نہیں ارادہ کیا تھا انہوں نے آپس میں بیع کرنے کا اور نہ بدل کرنے کا اور سوائے اس کے نہیں کہ فاضل

ہوتا ہے بعض ان کا بعض سے اگر لے امام ایک سے واسطے دوسرے کے اور جواب دیا ہے ابن تین نے اس طرح کہ مراد یہ ہے کہ خرچ جمع کرنے کے بعد سب کے حق اس میں مساوی ہو گئے تھے لیکن لیا انہوں نے اس کو بطور اندازے کے جیسا کہ عادت جاری ہے۔(فتح)

۲۳۰۴۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مَرْحُوْمٍ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَفَّتْ أَزْوَادُ الْقَوْمِ وَأَمْلَقُوْا فَأَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَحْرِ إِبِلِهِمْ فَأَذِنَ لَهُمْ فَلَقِيَهُمْ عُمَرُ فَأَخْبَرُوْهُ فَقَالَ مَا بَقَاؤُكُمْ بَعْدَ إِبِلِكُمْ فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا بَقَاؤُهُمْ بَعْدَ إِبِلِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَادِ فِي النَّاسِ فَيَأْتُوْنَ بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ فَبُسِطَ لِذٰلِكَ نِطَعٌ وَجَعَلُوْهُ عَلَى النِّطَعِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا وَبَرَّكَ عَلَيْهِ ثُمَّ دَعَاهُمْ بِأَوْعِيَتِهِمْ فَاحْتَثَى النَّاسُ حَتّٰى فَرَغُوْا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ.

۲۲۰۴۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں لوگوں کے خرچ تمام ہوئے تو انہوں نے آکر اپنے اونٹ ذبح کرنے کی اجازت مانگی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دی تو ان کو عمر رضی اللہ عنہ ملے سو انہوں نے اس کو خبر دی تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں ہے زندگی تمہاری بعد اپنے اونٹوں کے یعنی اگر اونٹ کھائے گئے تو ان کے بعد تم نہ بچو گے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور عرض کیا کہ یا حضرت! نہیں ہے زندگی بعد اونٹوں ان کے کے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کو پکارو کہ اپنے باقی خرچ لائیں تو اس کے واسطے چمڑے کا ایک دستر خوان بچھایا گیا اور اس کو دستر خوان پر ڈالا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور اس پر برکت کی دعا کی پھر ان کو فرمایا کہ اپنے برتن لے آؤ تو لوگوں نے دونوں ہاتھ سے لینا شروع کیا یہاں تک کہ فارغ ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ کے اور بے شک میں اللہ کا رسول ہوں۔

فائدہ: اور مطابقت اس باب کی اس حدیث میں یہ لفظ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کا خرچ جمع کیا اور اس میں برکت کی دعا کی اور مطابقت اس کی باب سے ظاہر ہے اس واسطے کہ لوگوں کا اس خرچ سے لینا بغیر قیمت مساوی کے تھا اور پوری شرح اس کی کتاب الجہاد میں آئے گی۔

۲۳۰۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو النَّجَاشِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

۲۳۰۵۔ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عصر کی نماز پڑھتے تھے پھر ہم اونٹ ذبح کرتے تھے پھر دس حصوں میں بانٹا جاتا تھا پھر کھاتے

قَالَ كُنَّا نُصَلِّیْ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ فَنَنْحَرُ جَزُوْرًا فَتُقْسَمُ عَشْرَ قِسَمٍ فَنَأْكُلُ لَحْمًا نَضِيْجًا قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ.

تھے ہم گوشت بھنا ہوا پہلے غروب ہونے سورج کے۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہاں یہ قول ہے کہ ہم اونٹ ذبح کرتے تھے اور اس کو دس حصوں پر بانٹا جاتا تھا ابن تین نے کہا کہ رافع رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے شرکت اصل میں اور جمع ہونا حصوں کا قسمت میں اور ذبح کرنا اونٹ کا غنیمت سے اور حجت ہے اس پر کہ جو گمان کرتا ہے کہ اول وقت عصر کا وہ ہے جب کہ سایہ ہر چیز کا دوگنا ہو۔ (فتح)

۲۳۰۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْأَشْعَرِيِّيْنَ إِذَا أَرْمَلُوْا فِی الْغَزْوِ أَوْ قَلَّ طَعَامُ عِيَالِهِمْ بِالْمَدِيْنَةِ جَمَعُوْا مَا كَانَ عِنْدَهُمْ فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ ثُمَّ اقْتَسَمُوْهُ بَيْنَهُمْ فِیْ إِنَآءٍ وَّاحِدٍ بِالسَّوِيَّةِ فَهُمْ مِّنِّیْ وَأَنَا مِنْهُمْ.

۲۳۰۶۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اشعری لوگ جب لڑائی میں محتاج ہوتے ہیں یا مدینے میں ان کے جورولڑکے کا کھانا کم ہو جاتا ہے تو جو ان کے پاس ہوتا ہے اس کو ایک کپڑے میں جمع کرتے ہیں پھر ایک برتن سے آپس میں برابر بانٹتے ہیں سو وہ میرے طریقے پر ہیں میں ان سے راضی ہوں۔

فائدہ: یعنی اختیار کیا انہوں نے میرے فعل کو اس مواساۃ اور سلوک میں نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ معنی اس کے مبالغہ کرنا ہے بیچ متحد ہونے طریقے دونوں کے اور خرچ کرنے ان دونوں کے بیچ بندگی اللہ کے اور اس حدیث میں بڑی فضیلت ہے واسطے اشعری لوگوں کے جو ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی قوم ہے اور حدیث بیان کرنا مرد کا ہے ساتھ مناقب اپنے کے اور جائز ہونا ہبہ مجہول چیز کا اور فضیلت مقدم کرنے کی غیر کو اوپر اپنے اور سلوک کرنا اور استحباب ملانا خرچ کا سفر میں اور وطن میں۔ (فتح)

بَابُ مَا كَانَ مِنْ خَلِيْطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ فِی الصَّدَقَةِ

جو چیز کہ دو شریکوں میں ہو تو وہ آپس میں رجوع کریں ساتھ برابری کے صدقہ کرنے میں

۲۳۰۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنِیْ أَبِیْ قَالَ حَدَّثَنِیْ ثُمَامَةُ

۲۳۰۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے زکوۃ کا حکم نامہ لکھا جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں

بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَتَبَ لَهُ فَرِيضَةَ الصَّدَقَةِ الَّتِيْ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيْطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ.

پر فرض کیا تھا اور جو نصاب کہ دو شریکوں کے درمیان ہو تو وہ رجوع کریں آپس میں برابری کے ساتھ یعنی کمی وبیشی کا آپس میں حساب کر لیں۔

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب الزکوۃ میں گزر چکی ہے اور مقید کیا ہے اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ میں ساتھ صدقہ کے واسطے وارد ہونے اس کے بیچ اس کے اس واسطے کہ رجوع کرنا نہیں صحیح ہے درمیان دو شریکوں کے گردنوں میں ابن بطال نے کہا کہ فقہ اس باب کی یہ ہے کہ دو شریک جب کہ اپنا راس المال آپس میں ملا لیں تو مشترک ہوگا نفع درمیان ان دونوں کے پس جو خرچ کرے شرکت کے مال سے زیادہ تر اس چیز سے کہ خرچ کیا ہے اس کے ساتھی نے تو آپس میں رجوع کریں وقت بانٹنے کے بقدر اس کے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ہے کہ بکریوں میں دو شریکوں کو ساتھ رجوع کرنے میں آپس میں اور حالانکہ وہ دونوں شریک ہیں پس معلوم ہوا کہ جس قسم کے دو شریک ہوں سب کا یہی حکم ہے اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن منیر نے اس طرح کہ جو رجوع کرنا کہ بکریوں کے دو شریکوں کے درمیان واقع ہوا ہے وہ تقسیم نفع کے قبیل سے نہیں بلکہ وہ ہلاک کی ہوئی چیز کا ڈانڈ (جرمانہ) ہے اس واسطے کہ ہم فرض کرتے ہیں کہ جس نے نہیں دیا اس نے ہلاک کیا مال اس شخص کا جس نے دیا جب کہ دیا اس نے حق کے بدلے جو اس کے غیر پر واجب تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کو تلف کرنے والا فرض کیا جائے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جو غیر کی طرف سے حق واجب کرے تو جائز ہے اس کو رجوع کرنا غیر پر اگرچہ اس غیر نے اس کو ادا کرنے کی اجازت نہ دی ہو یہ بات بھی ابن منیر نے کہی ہے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ صحت اس کی موقوف ہے اوپر نہ ہونے اجازت کے اور یہ اس جگہ محتمل ہے پس نہ تمام ہوگا استدلال ساتھ قائم ہونے احتمال کے۔ (فتح)

بَابُ قِسْمَةِ الْغَنَمِ

باب ہے بیان میں بانٹنے بکریوں کے یعنی ساتھ گنتی کے

۲۳۰۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ عَنْ جَدِّهِ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَأَصَابَ النَّاسَ جُوْعٌ

۲۳۰۸۔ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ذوالحلیفہ میں تھے تو لوگوں کو بھوک پہنچی یعنی بھوک لگی سو وہ اونٹوں اور بکریوں کو پہنچے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پچھلے لوگوں میں تھے سو انہوں نے جلدی کی اور ان کو ذبح کیا اور دیگیں چڑھائیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیگوں

فَأَصَابُوْا إِبِلًا وَّغَنَمًا قَالَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُخْرَيَاتِ الْقَوْمِ فَعَجِلُوْا وَذَبَحُوْا وَنَصَبُوا الْقُدُوْرَ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقُدُوْرِ فَأُكْفِئَتْ ثُمَّ قَسَمَ فَعَدَلَ عَشَرَةً مِّنَ الْغَنَمِ بِبَعِيْرٍ فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيْرٌ فَطَلَبُوْهُ فَأَعْيَاهُمْ وَكَانَ فِي الْقَوْمِ خَيْلٌ يَّسِيْرَةٌ فَأَهْوٰى رَجُلٌ مِّنْهُمْ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ لِهٰذِهِ الْبَهَآئِمِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا غَلَبَكُمْ مِّنْهَا فَاصْنَعُوْا بِهٖ هٰكَذَا فَقَالَ جَدِّيْ إِنَّا نَرْجُوْ أَوْ نَخَافُ الْعَدُوَّ غَدًا وَّلَيْسَتْ مَعَنَا مُدًى أَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ قَالَ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَكُلُوْهُ لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَأُحَدِّثُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ.

کے الٹانے کا حکم کیا سو الٹائی گئیں پھر حضرت ﷺ نے غنیمت بانٹی سو دس بکریاں ایک اونٹ کے برابر کیں تو ان میں سے ایک اونٹ بھاگا سو لوگ اس کے پکڑنے کے واسطے پیچھے دوڑے سو اس نے ان کو تھکایا لوگوں میں گھوڑے کم تھے تو ایک مرد نے اس کو تیر مارا سو اس کو اللہ نے روکا پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ داسطے ان چوپاؤں کے تقرب رکھنے والے ہیں آدمیوں سے مانند قوت رکھنے والے جنگلی جانوروں کی سو جب کوئی اونٹ ان میں سے ان پر غالب ہو تو اس کے ساتھ اسی طرح کرو تو رافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ہم امید رکھتے ہیں یا ڈرتے ہیں دشمن سے کل کو یعنی شاید کل کفار سے مقابلہ ہوگا اور نہیں ہیں ہمارے ساتھ چھریاں کیا ہم کھپانچ (چیرے ہوئے بانس کی تیز چھیل) سے ذبح کرلیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو چیز کہ خون کو بہائے یعنی خواہ لوہا ہو یا کچھ اور اور اس پر اللہ کا نام لیا جائے تو اس کو کھاؤ سوائے دانت اور ناخن کے اور بیان کروں میں تم سے حال ہر ایک کا لیکن دانت پس ہڈی ہے اور ایپر ناخن پس چھریاں ہیں حبشیوں کی۔

فائدہ: اور مطابقت اس حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے کہ بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر کیا اور اس کی پوری شرح کتاب الذبائح میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ الْقِرَانِ فِي التَّمْرِ بَيْنَ الشُّرَكَآءِ حَتّٰى يَسْتَأْذِنَ أَصْحَابَهٗ

جوڑنا کھجوروں کو درمیان دو شریکوں کے یہاں تک کہ اپنے ساتھی سے اجازت لے

۲۳۰۹۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا جَبَلَةُ بْنُ سُحَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ

۲۳۰۹۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے یہ کہ جوڑے آدمی دو کھجوروں کو یعنی دو دو کھجوریں اکٹھی کھائے یہاں تک کہ اپنے ساتھی سے اجازت لے۔

يَقْرُنَ الرَّجُلُ بَيْنَ التَّمْرَتَيْنِ جَمِيعًا حَتَّى يَسْتَأْذِنَ أَصْحَابَهُ.

۲۳۱۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَبَلَةَ قَالَ كُنَّا بِالْمَدِيْنَةِ فَأَصَابَتْنَا سَنَةٌ فَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَرْزُقُنَا التَّمْرَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَمُرُّ بِنَا فَيَقُوْلُ لَا تَقْرُنُوْا فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْإِقْرَانِ إِلَّا أَنْ يَّسْتَأْذِنَ الرَّجُلُ مِنْكُمْ أَخَاهُ.

۲۳۱۰۔ جبلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم مدینے میں تھے سو ہم کو قحط پہنچا تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ ہم کو کھانے کے واسطے کھجوریں دیتے تھے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ ہمارے پاس سے گزرتے تھے پس کہتے تھے کہ دو دو کھجوریں جوڑ کر نہ کھاؤ اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دودو کھجوریں جوڑ کر کھانے سے منع فرمایا مگر کہ اجازت لے تم میں سے کوئی مرد اپنے بھائی سے یعنی اجازت لے کر کھا سکتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح اطعمہ میں آئے گی ابن بطال نے کہا کہ نہیں قران سے حسن ادب سے ہے کھانے میں نزدیک جمہور کے یعنی اچھا طریقہ ہے حرام نہیں جیسا کہ اہل ظاہر کہتے ہیں اس واسطے کہ جو کھانے کے واسطے رکھا جاتا ہے طریقہ اس کا طریقہ تعظیم کا ہے نہ جھگڑا واسطے مختلف ہونے کے کھانے میں لیکن اگر بعض بعض سے زیادہ اختیار کریں تو یہ جائز نہیں۔ (فتح الباری)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہ ترجمہ پارہ نہم صحیح بخاری کا ختم ہوا اللہ تعالیٰ اس سے عام مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

كتاب الكفالة

ابواب الحرث

کتاب المساقات

کتاب ہے جھگڑوں کے بیان میں

کتاب ہے گری پڑی چیز کے اٹھانے کے بیان میں

ابواب المظالم والقصاص